مطبوعات ندوۃ المصنفین

(۷۵)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط

مؤلف

خورشید احمد فارق

اُستاذ ادبیاتِ عربی دہلی یونیورسٹی

ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

★ تعلیق تونگی ۶۰ ★

Marfat.com

مطبوعات ندوۃ المصنفین دہلی

(شمارہ - ۷۵)

خلیفۂ اول

ابوبکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط

تالیف

خورشید احمد فارق

پروفیسر عربی، دلی یونیورسٹی

رفیق اعزازی ندوۃ المصنفین

ذخیرہ

ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی

13936

فہرست

نمبر	صفحہ
مقدمہ	۵
(الف) بغاوت حجاز و نجد	۲۷
۱۔ باغی قبیلوں کے نام	۲۷
۲۔ خط کی دوسری شکل	۳۵
۳۔ سپہ سالاروں کو ہدایت نامہ	۳۹
۴۔ خالدؓ بن ولید کو ہدایت نامہ	۴۱
۵-۶۔ خالدؓ بن ولید کے نام	۴۵
۷۔ عکرمہؓ بن ابی جہل کے نام	۴۸
۸۔ خط کی دوسری شکل	۴۹
۹۔ شرحبیلؓ بن حسنہ کے نام	۴۹
۱۰۔ خالدؓ بن ولید کے نام	۵۰
۱۱۔ خط کی دوسری شکل	۵۳
۱۲۔ خالدؓ کا جواب	۵۴
[illegible] خالدؓ بن ولید کے نام	۵۶
۱۳۔ خالدؓ بن ولید کے نام	۵۷
۱۴۔ طریفہؓ بن حاجز کے نام	۵۸
۱۵۔ خط کی دوسری شکل	۶۰
۱۶۔ خالدؓ بن ولید کے نام	۶۰
۱۷۔ عمروؓ بن عاص اور ولید بن عقبہ کے نام	۶۱
(ب) بغاوتِ یمن	۶۳
۱۸۔ یمن کے حمیری رئیسوں کے نام	۶۳
۱۹۔ طاہرؓ بن ابی ہالہ کے نام	۶۶
۲۰۔ عتابؓ بن اسید کے نام	۶۷
۲۱۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ کے نام	۶۸
۲۲۔ نجران کے عیسائیوں کو دستاویز	۷۰
۲۳۔ دستاویز کی دوسری شکل	۷۱
(ج) بغاوتِ بحرین	۷۳
۲۴۔ علاءؓ بن حضرمی کے نام	۷۳
۲۵۔ انسؓ بن مالک کے نام	۷۵
(د) بغاوتِ عمان	۷۸
۲۶۔ عمروؓ بن عاص کے نام	۷۸
۲۷۔ عکرمہؓ بن ابی جہل کے نام	۸۰
(ہ) بغاوت حضرموت و کندہ	۸۳
۲۸۔ زیادؓ بن لبید انصاری کے نام	۸۳

۲۹۔ اشعث بن قیس اور دوسرے کندی رئیسوں کے نام ۸۴
۳۰۔ عکرمہؓ بن ابی جہل کے نام ۹۰
۳۱۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ کے نام ۹۳
۳۲۔ زیادؓ بن لبید کے نام ۹۶
۳۳۔ زیادؓ بن لبید کے نام ۹۹
۳۴۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ کے نام ۱۰۰
۳۵۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ کے نام ۱۰۴
۳۶۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ کے نام ۱۰۶
۳۷۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ کے نام ۱۰۷
۳۸۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ کے نام ۱۰۸
۳۹۔ سالارانِ ردّہ کے نام ۱۰۹
۴۰۔ خالدؓ بن ولید کے نام ۱۱۰

(د) فتوحاتِ عراق ۱۱۱

۴۱۔ خالدؓ بن ولید اور ان کی فوج کے نام ۱۱۳
۴۲۔ خط کی دوسری شکل ۱۱۶
۴۳۔ خط کی تیسری شکل ۱۱۷
۴۴۔ خط کی چوتھی شکل ۱۱۸
۴۵۔ عیاضؓ بن غنم کے نام ۱۱۹
۴۶۔ خط کی دوسری شکل ۱۲۰
۴۷۔ خالدؓ بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام ۱۲۰
۴۸۔ خالدؓ بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام ۱۲۱
۴۹۔ خالدؓ بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام ۱۲۱
۵۰۔ خالدؓ بن ولید کے نام ۱۲۲
۵۱۔ مثنیٰؓ بن حارثہ کے نام ۱۲۴
۵۲۔ مذعورؓ بن عدی کے نام ۱۲۵
۵۳۔ مثنیٰؓ بن حارثہ کے نام ۱۲۶

(ہ) فتوحاتِ شام ۱۲۸

حملہ کے وقت شام کی حالت ۱۳۰
شام بھیجتے وقت ابوبکر صدیق کی سالاروں کو ہدایت ۱۳۱
۵۴۔ یمن کے مسلمانوں کے نام ۱۳۷
۵۵۔ خط کی دوسری شکل ۱۳۸
۵۶-۵۷-۵۸۔ خالدؓ بن سعید کے نام ۱۳۹
۵۹۔ باشندگانِ مکہ کے نام ۱۴۲
۶۰۔ عمروؓ بن عاص کے نام ۱۴۴
۶۱۔ خط کی دوسری شکل ۱۴۵
۶۲۔ عمروؓ بن عاص کے نام ۱۴۶
۶۳۔ عمروؓ بن عاص کے نام ۱۴۸
۶۴۔ عمروؓ بن عاص کے نام ۱۵[illegible]
۶۵۔ فوجی سالاروں کے نام ۱۵۰
۶۶۔ فوجی سالاروں کے نام ۱۵۱
۶۷۔ خالدؓ بن ولید کے نام ۱۵۲

۶۸۔ خط کی دوسری شکل ۱۵۴
۶۹۔ خط کی تیسری شکل ۱۵۴
۷۰۔ خط کی چوتھی شکل ۱۵۵
۷۱۔ خط کی پانچویں شکل ۱۵۵
۷۲۔ ابوعبیدہؓ بن جراح کے نام ۱۵۷
۷۳۔ یزید بن ابی سفیان کے نام ۱۶۱
۷۴۔ ابوعبیدہؓ بن جراح کے نام ۱۶۳
۷۵۔ ابوعبیدہ بن جراح کے نام ۱۶۵
۷۶۔ خط کی دوسری شکل ۱۶۹
۷۷۔ خالدؓ بن ولید اور مسلمانوں کے نام ۱۶۹
۷۸۔ شام کے فوجی سالاروں کے نام ۱۷۱
۷۹۔ فرمان جانشینی ۱۷۴
۸۰۔ فرمان کی دوسری شکل ۱۷۶
۸۱۔ فرمان کی تیسری شکل ۱۷۷
۸۲۔ فرمان کی چوتھی شکل ۱۷۸
۸۳۔ فرمان کی پانچویں شکل ۱۷۸
۸۴۔ سالاران فوج کے نام ۱۷۸

طبع دوم

تعداد طباعت ایک ہزار

ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ مطابق دسمبر ۱۹۷۱ء

قیمت بلا جلد [redacted] روپے قیمت مجلد [redacted] روپے

مطبوعہ

یونین پرنٹنگ پریس جامع مسجد دہلی

Marfat.com

مقدمہ

ابوبکر صدیق کا عہد خلافت تھا تو بہت مختصر یعنی صرف سوا دو سال لیکن اس میں واقعات و حوادث کی طغیانی سی رہی، ہر طرف بغاوتیں ہو رہی تھیں، مدینہ کی ماتحتی سے آزادی کا اعلان کیا جا رہا تھا اور ابوبکر صدیق رات دن باغیوں کو کچلنے اور ان کو مدینہ کا وفادار بنانے کے لیے فوجیں، رسالے، ہتھیار اور کمک بھیجنے میں منہمک تھے۔ اندرونی بغاوتیں دور ہوئیں تو ابوبکر صدیق نے پڑوس کے دو خوش حال ملکوں عراق اور شام کی فتح کا بیڑا اٹھایا اس عرصہ میں انھوں نے سینکڑوں مراسلے بھیجے لیکن افسوس ہے کہ ان میں سے پانچ چھ درجن سے زیادہ محفوظ نہیں رہے۔

ابتدائے اسلام میں سرکاری خط و کتابت کا نہ تو مرکز یعنی مدینہ میں کوئی ریکارڈ رکھا جاتا تھا اور نہ وہ افسر جن کو خط لکھے جاتے تھے خطوں کو محفوظ رکھنے کا کوئی اہتمام کرتے تھے، اس کے علاوہ ابوبکر صدیق کے مخاطب زیادہ تر فوجی کمانڈر تھے جو برابر گشت و سفر میں رہ کے فوجی مہمیں انجام دیتے تھے اور جن کے پاس نہ دفتر تھے نہ دفتری عملہ، مدینہ سے خط آتے تو یہ کمانڈر اُن کو فوج کے سامنے پڑھ کر سنا دیتے اور ان کے مطابق عمل کرنے لگتے۔ سُنانے کے بعد خط کو محفوظ رکھنے کی ضرورت نہ رہتی اس لیے وہ جلد ہی تلف ہو جاتا۔

ابوبکر صدیق کے خطوط و فرامین میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنی لفظی و معنوی شکل میں ویسا ہی ہے جیسا کہ خلیفہ نے لکھا تھا، اس میں شک نہیں کہ یہ خطوط ہمارے پاس مکتوب و مدون شکل میں آئے ہیں لیکن قید تحریر میں آنے سے پہلے بہت عرصہ تک وہ زبانی نقل ہوتے رہے تھے، وجہ یہ تھی کہ عرب جیب

Marfat.com

اشاعت اور فتوحاتِ اسلام کے لیے اٹھے اس وقت ان کے ہاں نہ علمی ماحول تھا، نہ علمی روایات اور نہ علمی شعور، ان میں پڑھے لکھوں کا تناسب اُتنا ہی تھا جتنا آٹے میں نمک ہوتا ہے، وہ اپنی تاریخ اور اپنے علوم کاغذ کی بجائے حافظہ میں محفوظ رکھنے کے عادی تھے۔ اسلام کے بعد بھی کافی عرصہ تک انھوں نے اسی طریقہ پر عمل کیا۔

زبانی روایت کے دوران خطوں کے مضمون بڑھ گئے یا بدل گئے، حافظہ کے نقوش چاہے وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو مُرورِ ایام اور بدلتے ہوئے تاثرات کے عمل اور ردّ عمل سے کبھی دھندلے ہو جاتے ہیں، کبھی مٹ جاتے ہیں اور کبھی پرانے نقوش کی جگہ حافظہ میں نئے نقوش ابھر آتے ہیں، اس کے علاوہ کبھی ناقل خود اپنی کسی مصلحت کے پیشِ نظر یا اپنے فقہی و مسلکی نقطۂ نظر کی تائید حاصل کرنے یا خلیفہ کی شخصیت میں تقدس، عظمت، ترکِ دنیا یا کسی دوسری اچھی صفت کی شان پیدا کرنے کے لیے خط کے مضمون میں مناسب ترمیم بھی کر دیتے تھے، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ ابوبکر صدیق اور ان کے تینوں جانشینوں کے خطوط میں حیرت انگیز اختلافِ بیان، اختلاف حجم اور اختلاف مضمون پایا جاتا ہے اور ان کے ایسے خطوط کی تعداد بھی کم نہیں ہے جو ایک دوسرے کی پوری نقیض ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں ابوبکر صدیق کے چند خط پیش کئے جاتے ہیں:۔

اختلافِ بیان، اختلاف حجم اور اختلاف مضمون کی مثالیں

(۱) جنگِ یمامہ کے بعد خالد بن ولید کے نام:

میں تم کو جنگِ عراق کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں، اُن لوگوں کی ایک فوج مرتب کرو جو اسلام پر قائم ہوں، یمامہ سے عراق تک تمہارے راستہ میں قبائل تمیم، قیس، اسد، بکر بن وائل اور عبدالقیس کے جو مُرتد آئیں اُن سے جنگ کرو پھر فارس (عراق) کی طرف بڑھ جاؤ اور اللہ عز وجل سے فتح و کامرانی کی دعا مانگو، عراق میں داخل ہو کر پہلے بندرگاہ اُبُلّہ[1] (فرج الہند) کو فتح کرو، فارسیوں اور اُن اقوام کی

[1] دجلہ۔ فرات کے دہانہ کا ایک قدیم بندرگاہ جس پر فارسیوں کا تسلط تھا اور جہاں مشرق، مشرقِ بعید اور مشرقی افریقہ سے تجارتی جہاز آتے جاتے تھے۔

Marfat.com

جو فارسی حکومت کی رعایا ہوں تالیف قلب کرو، تم سے کوئی ظلم سرزد ہو تو مظلوم کو خود سے پورا پورا حق لینے کا موقع دو، تمہارا تعلق ایک ایسی قوم سے ہے جو لوگوں کی رہنمائی کے لیے بھیجی گئی ہے، خدا سے ملتجی ہوں کہ جن لوگوں کو ہماری برادری میں داخل کرے ان کو اسلام کا بہترین پیرو بنائے۔ اگر تم کو خدا کی عنایت سے اُبلہ میں فتح نصیب ہو تو عراق (بالائی عراق) کا رخ کرنا اور کمانڈر عیاض (بن غنم) سے مل جانا۔

خط کی دوسری شکل

عراق کا رُخ کرو اور اس کے حدود میں گھس جاؤ۔ سب سے پہلے فرج ہند یعنے بندرگاہ اُبلّہ کی فتح پر ہمت مبذول کرو، اہلِ فارس اور اُن اقوام کی جو ان کے ملک میں ہوں تالیف قلب کرو۔[2]

خط کی تیسری شکل

خدا نے یمامہ میں تم کو فتح عطا کی، اب عراق (بالائی عراق) کی طرف پیش قدمی کرو اور عیاض بن غنم سے جا ملو۔[3]

(۲) طُریفہ بن حاجز کے نام۔

بنو سُلیم کا ایک لیڈر فجاءہ ابوبکر صدیق کے پاس آیا اور کہنے لگا میں مسلمان ہوں اور باغی عربوں سے جہاد کرنا چاہتا ہوں، میری مدد کیجئے، میرے پاس نہ ہتھیار ہیں، نہ گھوڑے، نہ اونٹ۔ ابوبکر صدیق نے اس کو تیس اونٹ اور تیس آدمیوں کے ہتھیار دے دئے، فجاءہ چلا گیا اور جہاد کی بجائے رہزنی کرنے لگا، ابوبکر صدیق کو اس کی لوٹ مار کی خبر ہوئی تو انھوں نے بنو سُلیم کے وفادار عربوں کے کمانڈر طُریفہ کو لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے طُریفہ بن حاجز کے نام یہ فرمان مرسل ہے: سلام علیک میں اُس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا

---

[1] اکتفاء صفحہ ۳۵۔ [2] سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲۔ [3] ایضاً ۴/۴

عبادت کے لائق نہیں اور خدا سے ملتجی ہوں کہ رسول اللہ کو ہمیشہ اپنے لطف و کرم سے نوازتا رہے۔ واضح ہو کہ دشمنِ خدا فجا ءہ میرے پاس آیا اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا اور مجھ سے درخواست کی کہ اسلام سے منحرف عربوں کی سرکوبی کے لیے اس کے ہاتھ مضبوط کروں۔ میں نے سواری اور ہتھیاروں سے اس کی مدد کی، اب مجھے وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ دشمنِ خدا کیا مسلمان اور کیا مرتد سب کو آگھیرتا ہے اور ان کا سامان ھتیالیتا ہے اور جو اس کی بات نہیں مانتا اس کو قتل کردیتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے مسلمان ساتھیوں کو لیکر نکل جاؤ اور اس کو قتل کردو یا گرفتار کرکے پابزنجیر میرے پاس بھیجدو[1]

خط کی دوسری شکل

واضح ہو کہ دشمن خدا فجاءہ (اصل میں: ابن الفجاءہ) مجھ سے ملنے آیا تھا، اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رہزنی کرنے لگا ہے، تم اس کی سرکوبی کے لیے فوج لے کر نکل جاؤ اور اس کو گرفتار کرلو[2]

فرمان جانشینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ فرمان ہے ابوبکر بن قحافہ کی طرف سے جو زندگی کی آخری منزل سے آخرت کی پہلی منزل میں داخل ہو رہا ہے (جہاں حقیقت ایسی بے نقاب ہوکر سامنے آئے گی کہ) کافر ایمان لانے، بدکار سزا کا یقین کرنے اور جھوٹے سچ بولنے پر مجبور ہونگے۔ میں اپنے بعد عمر بن خطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں، آپ کا فرض ہے کہ ان کی ہدایات اور حکم کے مطابق عمل کریں، ان کا انتخاب کرکے میں نے اپنے مقدور بھر اللہ، اس کے رسول، اس کے دین، خود اپنی اور مسلمانوں کی بہبودی کے تقاضے پورے کرنیکی کوشش کی ہے، میرا خیال تو یہی ہے کہ عمر عدل و انصاف سے کام لیں گے لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہر شخص کی طرح وہ بھی اپنے اعمال کے ذمہ دار ہوں گے، میں نے تو

---

[1] اکتفا ص۲۳۳۔ [2] تاریخ یعقوبی (بیروت) ۲/۱۳۴

بہرحال مسلمانوں کی بہبودی چاہی ہے اور غیبی امور میرے علم سے باہر ہیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ عنقریب ظالم جان لیں گے کہ ان کا ٹھکانا کہاں ہے ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ[1]

فرمان کی دوسری شکل

یہ فرمان ہے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کا جو زندگی کی آخری منزل سے آخرت کی پہلی منزل میں داخل ہو رہا ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے، مجھے توقع تو یہی ہے کہ وہ عدل اور راستبازی سے کام لیں گے لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں تو مجھ پر اس کی ذمہ داری نہیں کیونکہ غیبی امور میرے علم سے باہر ہیں (اس انتخاب سے) میں نے صرف مسلمانوں کی بھلائی پیش نظر رکھی ہے ہر شخص کو اپنے کرتوتوں کی سزا بھگتنی ہوگی، اور ظالموں کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ ان کا ٹھکانہ کہاں ہے ۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ[2] ۔

فرمان کی تیسری شکل

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ فرمان ہے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ مومنوں اور مسلمانوں کے لئے، سلام علیکم، خدا کی حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ میں نے عمر بن خطاب کو آپ کا خلیفہ مقرر کیا ہے انکی اطاعت کیجئے اور انکا حکم مانئے، انکا انتخاب کر کے میں نے اپنے مقدور بھر آپکی بہبودی پیش نظر رکھی ہے[3]۔ والسلام

مضمون تناقص کی مثالیں

(۱) زیاد بن لبید انصاری اور مہاجر بن ابی امیہ حضر موت کے قلعہ نجیر میں کندیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو ابوبکر صدیق نے ایک مدرسۂ تاریخ کی رائے میں زیاد بن لبید کو یہ مراسلہ بھیجا:۔

"اگر محصورین نجیر پر تم کو فتح حاصل ہو جائے تو ان کو زندہ رکھنا اور قتل نہ کرنا[4]"

---

[1] طبقات ابن سعد (بیروت) ۲/۳۰۰ و ما بعد۔ کنز العمال متقی برہان پوری (حیدر آباد ہند پہلا ایڈیشن) ۳/۱۴۵-۱۴۶ و ۶/۳۲۴ تھوڑے فرق کے ساتھ۔ وصبح الاعشی (مصر) ۹/۳۵۹ [2] صبح الاعشی ۹/۳۵۹ والامامۃ والسیاسۃ ص۱۹ (جزء) فرق کے ساتھ [3] تاریخ یعقوبی (نجف) ۲/۱۱۵ [4] کتاب ۱۴/۲ [illegible]

Marfat.com

خط کی دوسری شکل (مہاجر بن ابی اُمیہ کے نام)

میرا یہ خط موصول ہونے کے بعد اگر بنو کندہ پر تم کو فتح حاصل ہو تو ان کے نوجوانوں کو قتل کر دینا اور بال بچوں کو غلام بنا لینا۔ یہ اس صورت میں جب فتح بزورِ شمشیر حاصل ہو یا وہ اس شرط پر ہتیار ڈالیں کہ ان کی قسمت کا فیصلہ میری صوابدید سے ہو لیکن اگر خط پانے سے پہلے تمہاری اُن سے صلح ہو چکی ہو تو اُس کو میں اس شرط پر قبول کر سکتا ہوں کہ وہ جلا وطنی اختیار کریں، میں نہیں چاہتا کہ اسلام سے بغاوت کے بعد ان کو اپنے گھر اور وطن میں (چین سے) رہنے دوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو اپنی بدکرداری کا احساس ہو اور اپنے کئے کا مزہ چکھیں[1]۔

(۲) مہاجر بن ابی اُمیہ کے پاس دو گائنیں لائی گئیں، جن میں سے ایک نے رسول اللہ کی مذمت میں شعر گائے تھے اور دوسری نے مسلمانوں کی ہجو میں۔ مہاجر نے پہلی کا ہاتھ کٹوا دیا اور سامنے کے دانت اکھڑوا دیے۔ ابوبکر صدیق کو اس کا علم ہوا تو بعض رپورٹ کہتے ہیں کہ انھوں نے مہاجر کو یہ خط لکھا:

مجھے اس سزا کا علم ہوا جو تم نے رسول اللہ کی مذمت میں شعر گانے والی عورت کو دی، اگر تم یہ سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں یقیناً اس کے قتل کا حکم دیتا کیونکہ انبیاء کے خلاف جرم کی سزا عام لوگوں کے خلاف جرم کی سزا کے مماثل نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی مسلم نبی کی توہین کرے تو ایسا ہے گویا وہ مرتد ہو گیا اور اگر کوئی مُعاہد (ذمی) ایسا کرے تو گویا اس نے عہد توڑ دیا اور اسلام کے خلاف اعلان جنگ کر دیا[2]۔

خط کی دوسری شکل

واضح ہو کہ دو نیک بندوں۔ امرئ القیس بن عابس کندی اور شداد بن مالک

---

[1] سیف بن عمر تاریخ طبری ۲/۴/۲۰۰۲ و تاریخ یعقوبی (لائڈن) ۲/۱۴۹۔ [2] سیف بن عمر تاریخ طبری ۳/۲۶۷

Marfat.com

حضرمی نے جو اسلام پر قائم رہے اور خدا کے انعام سے بہرہ ور ہوئے جب کہ ان کے دوسرے ہم قوم مرتد ہوگئے اور اس تباہی سے دوچار ہوئے جو راہ راست سے پھرنے والوں کے نصیب میں ہوتی ہے - مجھے لکھا ہے کہ ان کے علاقہ (کندہ) میں ایسی عورتیں ہیں جو رسول اللہ کی موت کی دعا مانگا کرتی تھیں، ان سے کندہ کی کچھ کانیں اور حضر موت کی رنڈیاں آملیں اور ہاتھوں میں مہندی لگا کر، سنگار کر کے، ڈھول کی تھاپ پر رسول اللہ کی مذمت میں شعر گائے ، خدا کی شان میں گستاخی کی اور خدا نیز رسول کے اعلیٰ مرتبہ کی بے حرمتی میرا خط پا کر اپنی رسالہ اور پیادہ فوج لے کر جاؤ اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو.....

یہاں پہلا خط بتاتا ہے کہ ابوبکر صدیق کی رائے میں شاتم رسول کی سزا موت تھی، اسی لیے ان کو مہاجر کا قطع ید پر اکتفا کرنا ناگوار گذرا تھا، اس کے برخلاف دوسرے خط میں ابوبکر صدیق قتل کا حکم نہیں دیتے بلکہ خود ہاتھ کاٹنے کی تاکید کرتے ہیں، اس کھلے تناقض کے علاوہ دونوں مراسلے حجم اور بیان میں بھی ایک دوسرے سے کافی مختلف ہیں -

ابوبکر صدیق اور ان کے تینوں جانشین خلفا کے خطوط کے بارے میں یہ اہم بات اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ بہت مختصر یعنی چند لفظی ہوتے تھے ، اختصار کے کئی سبب تھے، اول یہ کہ یہ چاروں خلیفہ کوئی باقاعدہ پڑھے لوگ نہیں تھے، اس لیے ان کو خط نویسی کی نہ تو مشق تھی نہ انشاء پردازی کا سلیقہ، معمولی تجارتی خط و کتابت سے زیادہ اُن کے قلم کی پرواز نہ تھی . دوسرے ان کے پاس نہ کوئی دفتر تھا نہ منشیوں کا عملہ، ہر دن ان کے پاس افسروں کے دسیوں خط آتے تھے اور وہ خود بھی دسیوں خط اپنے جنرلوں ، گورنروں اور کلکٹروں کو بھیجتے تھے، اس لیے ان کو اتنی فرصت نہ ملتی تھی کہ بڑے بڑے

لہ محبّر ابن حبیب بغدادی (حیدرآباد دکن) ۱۸۶

جواب یا فرمان تحریر کرتے۔ جب کسی افسر کا مراسلہ آتا تو اس کے نیچے یا پشت پر چند حرفی جواب لکھ دیتے اور جب خود افسر کو خط بھیجتے تو اپنے حکم اور صوابدید کا لب لباب دو چار[2] جملوں میں سپردِ قلم کر دیتے یا اپنے کسی معتمد سے جو اس وقت موجود ہوتا لکھوا دیتے اور متعلق ہدایات اپنے سفیروں کی معرفت زبانی افسروں کے گوش گذار کرا دیتے، مختصر نویسی کا تیسرا سبب کاغذ کی کم یابی اور گرانی تھا، کاغذ صرف مصر میں بنتا تھا اور اس کی مقدار محدود تھی، قلت سپلائی کے مقابلہ میں اس کی مانگ بالخصوص درباروں اور سرکاری دفاتر میں بہت تھی، کاغذ حسبِ ضرورت فراہم نہیں ہوتا تھا اس لیے خلفائے اربعہ اس کے استعمال میں انتہائی کفایت شعاری سے کام لینے پر مجبور تھے، بعض وقت جب کاغذ کا اسٹاک ختم ہو جاتا تو اس کی جگہ چمڑے پر سرکاری احکام قلمبند کئے جاتے تھے۔

خلفائے اربعہ کی طرف منسوب خطوط میں سب سے بڑی تعداد ایسے خطوں کی ہے جو ایجاز کی اُس صفت سے عاری ہیں جن سے مذکرہ بالا اسباب کی بنا پر ان کو متصف ہونا چاہیے تھا، ایک خاصی بڑی تعداد طول طویل خطوط کی بھی ان کی طرف منسوب کی گئی ہے، اُن کے چند لفظی خط تھوڑے سے ہیں اور حقیقت میں یہی مستند اور قرینِ اعتبار کہے جا سکتے ہیں

ابوبکر صدیق

اسلام سے پہلے ابوبکر صدیق مکہ کے ایک متوسط درجہ تاجر تھے، ان کا تعلق قریش کی شاخ تیم سے تھا جس کے ایک ممتاز رکن عبداللہ بن جدعان نے رسول اللہ کے بچپن میں اپنی چند در چند خوبیوں۔ امارت، شرافت، وسیع القلبی اور داد و دہش کی بدولت مکہ کے قریشی شرفا میں بہت اونچا مقام حاصل کر لیا تھا[1]۔ ابوبکر صدیق نے شام کے متعدد سفر کیے تھے اور وہاں کے تمدن، اور مذاہب کے مشاہدہ سے ان کے فکر و نظر میں وسعت

---

[1] منمق ابن حبیب حیدرآباد دکن ۱۹۶۴ء، صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۱۳، ۲۲۰۔

Marfat.com

اور نکھار پیدا ہو گیا تھا، ان کی طبیعت خیر و فلاح کی طرف مائل تھی، معزز قریشیوں کی طرح وہ بھی شرمناک اور ناشائستہ کاموں سے اجتناب کرتے تھے، نوعمری ہی میں اُن کے رسول اللہ سے دوستانہ تعلقات استوار ہو گئے تھے اور وہ رسول اللہ کے توحیدی خیالات اور اصلاحی افکار کی قدر کرتے تھے اور ان کے مشن سے دلچسپی لیتے تھے۔ ایک بار رسول اللہ کے ساتھ لسلسلۂ تجارت شام روانہ ہوئے، اس وقت اُن کی عمر اٹھارہ سال تھی اور رسول اللہ کی بیس سال، شام کی سرحد پر تھے کہ رسول اللہ آرام کرنے ایک بیری کے سایہ میں بیٹھ گئے اور ابوبکر صدیق آگے بڑھ گئے، ان کی ایک عیسائی راہب سے ملاقات ہوئی اور وہ اس سے کچھ مذہبی سوالات کرنے لگے، دورانِ گفتگو میں راہب نے پوچھا درخت کے نیچے کون ہے؟ ابوبکر صدیق نے کہا: ایک قریشی جس کا نام محمد بن عبداللہ ہے، راہب: یہ شخص عربوں کا نبی بنے گا۔ یہ بات ابوبکر صدیق کے دل میں بیٹھ گئی، انھیں رسول اللہ کے نبی برحق ہونے کا یقین ہو گیا اور جوں جوں زمانہ گذرا یہ یقین راسخ تر ہوتا گیا۔[1]

رسول اللہ کے اعلانِ نبوت سے مکہ میں ہلچل مچ گئی، قریش کے ذی اثر، مالدار، اور اربابِ رائے ان کے مخالف ہو گئے اور ان کو خبطی اور دیوانہ کا لقب دیدیا، اُن کو اسلام کے قیام میں اپنی روایتی زندگی، اس کے اقدار اور اپنی اجتماعی پوزیشن کی موت نظر آنے لگی، بڑے لوگوں کا اشارہ پاکر عوام نے بھی اسلام سے گریز کی راہ اختیار کی۔ قریش کے خوش حال اور معزز لوگوں میں صرف ابوبکر صدیق ایسے تھے جنھوں نے رسول اللہ کا ساتھ دیا، ان کی ہمت افزائی کی اور اسلام کے پھیلانے میں اپنے مقدور بھر کوشش کی، وہ رسول اللہ کو ساتھ لیے آس پاس کے قبیلوں میں اسلام کی دعوت دیتے پھرا کرتے۔ حج کے موقع پر جب ملک کے ہر گوشہ سے عرب مکہ آتے تو وہ خیمے خیمے، ڈیرے ڈیرے رسول اللہ کے ساتھ جاتے اور ان کا اور اسلام کا تعارف

---

[1] کنز العمال ۶/ ۳۴۷ و ۳۴۸

Marfat.com

کراتے۔ اس طرح ہزاروں عرب رسول اللہ کے مذہب سے واقف ہوگئے اور سینکڑوں نے اس کو مان لیا، یہ اُن کے شخصی اثر اور کوشش ہی کا نتیجہ تھا کہ قریش کی کئی ممتاز ہستیاں اسلام کی حلقہ بگوش ہوگئیں، جیسے عثمان غنی، زبیر بن عوّام، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عُبید اللہ[1]۔ ان کے تعاون اور ایثار سے اسلام اور رسول اللہ کو بہت تقویت پہنچی۔

جب رسول اللہ نے اپنی نبوت کا کھلم کھلا اظہار کیا اس وقت ابوبکر صدیق کے پاس چالیس ہزار درہم (بیس ہزار روپے) تھے، اس کا بڑا حصّہ انھوں نے اسلام کی راہ میں صرف کر ڈالا، انھوں نے قریش کے اُن غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جو مسلمان ہو گئے تھے اور جن کے مالک انھیں تکلیفیں پہنچاتے تھے، تیرہ سال بعد جب وہ اور رسول اللہ، اہلِ مکہ کی بدسلوکیوں سے تنگ آکر مدینہ جانے پر مجبور ہوئے تو ابوبکر صدیق کے پاس صرف پانچ ہزار درہم یعنی ڈھائی ہزار روپے[2] تھے۔ جب اسلام کے دشمن سرنگوں ہو چکے اور رسول اللہ کی نبوت سارے ملک میں تسلیم کی جانے لگی تو ایک دن انھوں نے کہا: ہم نے ہر شخص کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے البتہ ابوبکر کے احسانات اتنے ہیں کہ اُن کا بدلہ دینے سے ہم قاصر ہیں، ان کی جزا خدا دے گا، جتنا ابوبکر کا روپیہ میرے کام آیا کسی اور کا نہیں آیا[3]۔

ابھی رسول اللہ کی تجہیز و تکفین بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ان کی جانشینی کے مسئلہ نے سنگین صورت اختیار کرلی، انصار کے ایک با اثر گروہ نے کہا کہ چونکہ ہم نے رسول اللہ کو پناہ دی تھی اور اپنی جان و مال سے اسلام کے کمزور پودے کو پروان چڑھایا ہے اس لیے رسول اللہ کی جانشینی کے مستحق ہم ہیں، مہاجرین کو یہ مطالبہ ناگوار گذرا، انھوں نے کہا: اسلام

---

[1] استیعاب ابن عبدالبرّ (حیدرآباد دہند) ۱/۳۳۱۔ [2] طبقات ابن سعد ۳/۱۲۲۔ [3] تاریخ اسلام، ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن (مصر، ۱۹۵۳ء) ۱/۲۲۱

Marfat.com

کا بیج ہم نے ڈالا اور ہم ہی نے اس کی آبیاری کی اس لیے رسول اللہ کی جانشینی کا حق صرف ہم کو پہنچتا ہے۔ حالات بگڑ گئے اور اندیشہ تھا کہیں کوئی بڑا فتنہ کھڑا نہ ہو جائے کہ عمر فاروق اور ان کے دوست ابوعُبیدہ بن جرّاح ابوبکر صدیق کے پاس گئے اور ان کو سقیفہ بنی ساعدہ لے گئے جہاں سَعد بن عُبادہ خزرجی اور دوسرے انصاری زعما اپنی خلافت کی تائید میں جوشیلی تقریریں کر رہے تھے۔ ابوبکر صدیق نے جا کر کہا کہ رسول اللہ کی جانشینی کا مسئلہ مہاجر و انصار کی بنیاد پر نہیں طے ہونا چاہیے بلکہ اس بنیاد پر کہ موجودہ حالات میں کس کی جانشینی تسلیم کی جا سکتی ہے، اُن کا خیال تھا کہ عرب قبائل قریش کی خلافت برضا و رغبت قبول کر لیں گے لیکن انصار کی قبول نہیں کریں گے، ایک تو اس وجہ سے کہ رسول اللہ خود قرشی تھے اور دوسرے اس وجہ سے کہ قریش کو سارے ملک میں عزت و وقار حاصل تھا، وہ مکہ کے بادشاہ تھے اور عربوں کی سب سے بڑی عبادتگاہ خانہ کعبہ کے متولی، ملک کے اندرونی و بیرونی تجارت کا معتدبہ حصہ ان کے ہاتھ میں تھا اور حج کے زمانہ میں وہ ہزاروں زائرین کعبہ کی مفت ضیافت کیا کرتے تھے، اس کے برخلاف اَوس و خزرج کو جو اُس وقت انصار کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے، عربوں کی نظر میں کوئی عزت، کوئی وقار اور کوئی وجاہت حاصل نہ تھی، اسلام سے پہلے وہ برابر آپس میں لڑا کرتے تھے، نجّار اور حائک کہہ کر عرب ان کو چڑاتے تھے۔ ابوبکر صدیق کو شاید یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر خلیفہ قبیلہ اَوس سے چنا گیا تو قبیلۂ خزرج کو یہ بات شاق گذرے گی اور اگر خزرج سے منتخب ہوا تو اوس ناک بھوں چڑھائیں گے اور ان کے درمیان پرانی عداوتیں تازہ ہو جائیں گی اور وہ رقابتیں پھر عود کر آ جائیں گی جو اسلام سے پہلے ان دونوں بڑے قبیلوں کو باہم لڑاتی تھیں۔

ایک طرف ابوبکر صدیق کی تقریر سن کر اور دوسری طرف ان کے دبنگ ساتھیوں۔ جیسے عمر فاروق اور ابوعُبیدہ بن جرّاح کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر سعد بن عُبادہ خزرجی اور اُن کے ہم خیال دوسرے لیڈروں نے محسوس کیا کہ اگر وہ اپنے مطالبہ پر اڑے رہے

Marfat.com

تو جنگ کا خطرہ ہے اس لیے بہتر ہے کہ قریش سے کوئی باوقار سمجھوتہ کر لیا جائے، انھوں نے کہا کہ ہماری شاندار قربانیوں کا تقاضہ تو یہی ہے کہ خلافت کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں رہے لیکن آپ اس کے لیے تیار نہیں ہیں تو ہم دوسری تجویز پیش کرتے ہیں جو ہر طرح انصاف پر مبنی ہے اور وہ یہ کہ ایک بار خلیفہ قریشی ہو اور ایک بار انصاری، ابوبکر صدیق نے یہ تجویز بھی مسترد کر دی اور کہا: نحن الأمراء وانتم الوزراء۔ حکومت ہم کریں گے اور وزارت آپ! خزرجی لیڈروں کو جوش آگیا اور انھوں نے ابوبکر صدیق پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ اگر قریش ہماری تجویز نہیں مانیں گے تو ان کو مدینہ سے نکال دیا جائے گا، اب عمر فاروق نے ایک جیالی تقریر کر ڈالی اور صاف صاف کہہ دیا کہ ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں اور ہم جو محمدؐ کے ہم قوم اور رشتہ دار ہیں ان کی حکومت کے وارث ہیں اور کسی کو اس میں شریک نہیں ہونے دیں گے۔ ہوا کا رخ بدل گیا اور قریب تھا کہ انصار سعد بن عُبادہ کی بیعت کرلیں کہ انصار کے کیمپ میں پھوٹ پڑ گئی! بشیر بن سعد خزرجی سعد بن عُبادہ کے ہم چشم اور حریف تھے، ان کو گوارا نہ تھا کہ سعد کو خلافت کے اعلیٰ منصب پر فائز دیکھیں، انھوں نے کھڑے ہو کر قریش کے نقطۂ نظر کی تائید میں ایک تقریر کی اور لپک کر ابوبکر صدیق کی بیعت کرلی، بیعت کرنا تھا کہ سارے قریشی حاضرین نے ابوبکر صدیق کو گھیر لیا اور چشم زدن میں اُن کی بیعت ہوگئی۔ اَوسی لیڈر بھی دل سے نہ چاہتے تھے کہ خلافت اور اس کے منافع، کسی خزرجی کے قبضہ میں آئیں اس لئے انھوں نے ابوبکر صدیق کی بیعت ہی کو غنیمت جانا، بس سعد بن عُبادہ اور ان کے زیر اثر خزرجی لیڈر بیعت سے منکر رہے اور اپنی خفگی کا اظہار کرتے اور دل میں پیچ و تاب کھاتے گھر لوٹ گئے[۲]

---

[۱] الامامہ والسیاسۃ۔ ص ۷ [۲] سیرۃ ابن ہشام (لندن) ص ۱۰۱۳ - ۱۰۱۵، والامامہ والسیاسۃ ص ۹ و شرح نہج البلاغۃ ۲/۳

Marfat.com

خلیفہ بننے کے بعد ابوبکر صدیق نے مہاجرین و انصار کے سامنے ایک مختصر تقریر میں کہا:

مجھے میری منشار کے خلاف خلیفہ بنا یا گیا ہے، بخدا میری خواہش تھی کہ آپ میں سے کوئی دوسرا یہ ذمہ داری سنبھالتا، میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کو مجھ سے بعینہ اس طرز عمل کی توقع ہو جیسا کہ رسول اللہ کا تھا تو مجھے اس سطح پر پہنچنے سے قاصر سمجھئے، وہ نبی تھے، کمزوریوں سے پاک، مجھے ان جیسی فضیلت حاصل نہیں ہے میں بشر ہوں اور آپ لوگوں میں سے کسی ایک سے بہتر ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا، مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے، اگر آپ دیکھیں کہ میں ٹھیک کام کر رہا ہوں تو آپ میرے ساتھ چلئے اور اگر دیکھیں کہ میں بھٹک رہا ہوں تو مجھے ٹوک دیجئے، ایک بات آپ کو اور بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ مجھے طیش آجاتا ہے، لہذا اگر آپ مجھے غضبناک دیکھیں تو میرے سامنے سے ہٹ جائیں تاکہ آپ کا سر اور جسم میری مار سے محفوظ رہے۔[1]

ابوبکر صدیق اپنی سیرت کی ان جھلکیوں میں جو ان کی قبل از خلافت زندگی سے متعلق ہمارے سامنے آتی ہیں ایک نرم مزاج، صلح جو اور مرنجان مرنج انسان ظاہر ہوتے ہیں لیکن خلیفہ ہو کر انھوں نے جس غیر معمولی شدت سے عرب بغاوت کا قلع قمع کیا اس سے مترشح ہوتا ہے کہ ان کی ظاہری نرمی کی تہ میں ایک آہنی سختی مضمر تھی، ان کی مذکورہ بالا تقریر کے آخری حصہ کی توثیق ان کے متعدد خطوں سے بھی ہو جاتی ہے، بعض افراد اور قبیلوں سے وہ اتنے زیادہ برہم تھے کہ ان کے بارے میں اپنے جنرلوں کو تاکید کر دی تھی کہ ان کے زخمیوں تک کو قتل کر دیں، ان کے کسی مفرور کو نہ بخشیں اور ان کے جو لوگ میدانِ کارزار میں پکڑ لئے جائیں انکو آگ میں جلا دیں۔

---

[1] طبقات ابن سعد ۳/۲۱۲ و شرح نہج البلاغۃ ۳/۱۵۱۔

Marfat.com

خلافت سے پہلے ابوبکر صدیقؓ کی آمدنی کے دو ذریعے تھے: ایک تجارت اور دوسرا جائداد، تجارت ان کا آبائی پیشہ تھا، ان کا بڑا لڑکا عبدالرحمٰن بھی یہی کام کرتا تھا، شام کے ایک تجارتی سفر میں اس کا غسانی رئیس جُودی کی لڑکی لیلی کے عشق میں مبتلا ہونا عربی تذکروں میں محفوظ ہے[1]۔ ابوبکر صدیقؓ کے پاس ایسے غلام بھی تھے جن سے وہ محنت مزدوری کرا کے یومیہ ٹیکس وصول کرتے تھے، ہجرت کے بعد رسول اللہؐ نے ان کو مدینہ سے نکالے ہوئے یہودیوں کی اراضی سے ایک جائداد عطا کی تھی جس میں نخلستان اور قابلِ زراعت زمین تھی[2]۔ ان کی ایک جائداد مدینہ سے پانچ چھ میل دور غابہ کے مرغزار میں بھی بتائی گئی ہے[3]۔ مدینہ میں ان کے دو مکان تھے جن میں ان کی دو بیویاں رہتی تھیں[4]۔ اس کے علاوہ خیبر کی خالصہ آراضی سے رسول اللہؐ نے ان کے لیے بقول بعض چھ سو من اور بقول بعض بارہ سو من سالانہ کھجور کا حصہ مقرر کردیا تھا۔ انھیں وقتاً فوقتاً مالِ غنیمت اور جزیہ کے سہام بھی ملتے رہتے تھے اور رسول اللہؐ کی طرف سے ملنے والے مختلف النوع عطیے ان کی مزید آمدنی کا ذریعہ تھے، ہمارے رپورٹر بتاتے ہیں کہ وہ گھوڑوں، اونٹوں اور بکریوں کے بھی مالک تھے، انکا خاندان مختصر تھا، صرف دو بیویوں اور ایک بچّہ کی کفالت ان کے ذمہ تھی اس لیے ایک پُرآسائش زندگی بسر کرنے کے لیے ان کی آمدنی ہر طرح کافی ووافی تھی۔

خلیفہ ہونے کے بعد ابوبکر صدیقؓ کی ذمہ داریاں اتنی بڑھیں کہ ان کو تجارت چھوڑنا پڑی۔ اس کی تلافی انھوں نے بیت المال سے کی، جس طرح رسول اللہؐ اپنی خالصہ املاک سے اپنے متعلقین کی ضروریات رفع کرتے تھے اسی طرح ابوبکر صدیقؓ نقد، جنس، اونٹ

فتوح البلدان

[1] نسب قریش مصعب زبیری (مصر) ص۲۷۶ و اصابہ ابن حجر (مصر) ۲/۴۰۰-

سنن کبریٰ بیہقی حیدرآباد صفحہ ۱۰/۱۲۷

[2] طبقات ابن سعد ص۱۸۵ تاریخ یعقوبی (بیروت) ۲/۱۲۷-

اور غلام غرض کہ جس چیز کی بھی ضرورت ہوتی بیت المال سے لے لیتے تھے، اپنی سوا دو سال خلافت کے دوران انھوں نے خزانہ سے چھ ہزار درہم[1] (تین ہزار روپے) اور بقول بعض آٹھ ہزار درہم[2] (چار ہزار روپے) نقد لیے تھے اور مرتے وقت اپنے وارثوں کو وصیت کر دی تھی کہ خزانہ سے لی ہوئی ہر چیز مع اس رقم کے واپس کر دی جائے[3]

بڑے صحابہ میں ابوبکر صدیق کی بیویاں اور بچے سب سے کم تھے، اُن کے گھر میں نہ کوئی سُریہ تھی نہ اُم ولد، اُن کے پاس بیک وقت کبھی دو سے زیادہ بیویاں نہیں رہیں۔ اُن کی جنسی قناعت کی توجیہ جب کہ اقتصادی اعتبار سے وہ خوب مرفہ الحال تھے اور معاشرہ میں کثرت ازواج کا رواج بھی پھیلا ہوا تھا، مشکل ہے، شاید ان کا دبلا پن اور کمزور ی صحت اس کی ذمہ دار ہو۔ انھوں نے دو عقد اسلام سے پہلے اور دو ہجرت کے بعد کیے۔ ہجرت کے وقت جب ان کی عمر پچاس سال کی تھی، ان کی صرف ایک بیوی اُم رومان زندہ تھیں جن کا ۶ھ کے بعد انتقال ہوا۔ اُم رومان کے بطن سے دو بچے عبدالرحمٰن اور عائشہ پیدا ہوئے، ہجرت کے بعد ابوبکر صدیق کے قیام و طعام کا انتظام خارجہ بن زید انصاری کے گھر کیا گیا تھا، خارجہ کی ایک لڑکی تھی ام حبیبہ ابوبکر صدیق نے اس سے شادی کر لی تھی ۸ھ میں رسول اللہ کی ترغیب پر انھوں نے ایک خثعمی خاتون اسماء بنت عُمیس سے ہجرت کے بعد دوسرا اور آخری عقد کیا، اسماء کی بہن رسول اللہ سے منسوب تھیں۔

ابوبکر صدیق کے کل چھ بچے ہوئے جن میں سے ایک بچی ام کلثوم وفات کے بعد پیدا ہوئی، ان کا بڑا لڑکا عبدالرحمٰن تاجر تھا اور شام سے اس کے تجارتی روابط تھے، منجھلا لڑکا عبداللہ ۱۱ھ میں فوت ہو گیا، بڑی لڑکی اسماء ہجرت سے پہلے زبیر بن عوام سے بیاہی

---

[1] طبقات ابن سعد ۳/۱۹۳۔ [2] تاریخ طبری ۴/۵۴۔ [3] طبقات ابن سعد ۳/۱۹۴-۱۹۵ و تاریخ طبری ۴/۵۴ و سنن کبریٰ ۳/۳۵۳ و ۱۰/۱۰۷۔ [4] تاریخ الخمیس دیار بکری (مصر) ۲/۲۳۹

Marfat.com

گئی تھیں، جو مدینہ آکر چند سال میں رئیس کبیر ہو گئے تھے، دوسری لڑکی عائشہ کا سنہ ۲ھ میں رسول اللہ سے عقد ہوا تھا، ان کا سب سے چھوٹا لڑکا محمد سنہ ۱۰ھ/۶۳۱ء میں اور سب سے چھوٹی لڑکی ام کلثوم سنہ ۱۳ھ/۶۳۴ء میں پیدا ہوئی۔ یہ وہی محمد ہیں جنھوں نے پچیس سال بعد عثمان غنی کی کوٹھی میں گھس کر ان کی داڑھی پکڑ لی تھی اور کٹار سے ان کا متھا لہولہان کر دیا تھا، روپیہ پیسہ کے معاملہ میں ان کو اور ان کی بہن عائشہ ام المومنین کو عثمان غنی سے شکایت پیدا ہو گئی تھی جس نے نفرت کی شکل اختیار کر لی تھی، محمد کا تعلق علی حیدر کی پارٹی سے تھا، خلیفہ ہو کر انھوں نے محمد کو مصر کی گورنری عطا کی جہاں سنہ ۳۸ھ/۶۵۸ء میں امیر معاویہ کے وفاداروں سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔ ام کلثوم کو عمر فاروق نے شادی کا پیغام دیا[1] لیکن انھوں نے یہ کہہ کر رد کر دیا: انه خشن العیش شدید علی النساء۔ (دکھی زندگی گذارتے ہیں اور بیویوں کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں) انھوں نے مشہور صحابی اور رئیس طلحہ بن عبید اللہ کی بیوی بننا پسند کیا۔

خلافت کا عہدہ سنبھالتے وقت ابوبکر صدیق کے جسمانی قویٰ ضعیف ہو چکے تھے۔ اس وقت ان کا سن ساٹھ سال سے زیادہ تھا، سختی اور کمزور صحت شروع ہی سے تھے، وہ محسوس کر رہے تھے کہ ان کی عمر اور صحت دونوں کا تقاضہ ہے کہ خلافت کے بھاری بوجھ سے دور رہا جائے، چنانچہ جس وقت سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے لیے انصار و قریش کا تنازعہ جاری تھا انھوں نے خلافت کے لیے عمر فاروق اور عبیدہ بن جراح کے نام پیش کئے تھے جن کی عمریں علی الترتیب چالیس بیالیس اور پچاس سال سے زیادہ نہ تھیں اور قویٰ مضبوط تھے اور ہمتیں بلند لیکن اس تنازعہ نے کچھ ایسا رنگ بدلا کہ ان کو مجبوراً خلیفہ بننا پڑا، ان کے انتخاب نے اہل بیت جن کے قائد علی حیدر تھے اور انصار کی

---

[1] تاریخ طبری ۵/۱۷

Marfat.com

ایک مقتدر جماعت جس کے سرگروہ سعد بن عبادہ خزرجی تھے، سخت مشتعل ہوئے، دونوں کے تیور بدل گئے اور دونوں نے عدم تعاون کی راہ اختیار کی۔ ان دل شکن حالات میں ملک کے بیشتر عربوں نے مدینہ کی وفاداری سے منہ موڑ لیا اور اسلام کے پیر ہر جگہ اکھڑتے نظر آنے لگے، اس گھریلو اور بیرونی ہمت شکن صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ابوبکر صدیق کو عمر فاروق میں ایک مخلص، مستعد اور کارگذار ساتھی مل گیا، عمر، ماحول اور مزاج میں اختلاف کے باوجود دونوں میں کافی یگانگت اور میل تھا، دونوں کپڑے کے تاجر تھے اور اسلام کے سرگرم خادم، ایک رسول اللہ کا دست راست تھا تو دوسرا دستِ چپ، دونوں کو رسول اللہ کے خسر ہونے کا بھی شرف حاصل تھا، دونوں کی لڑکیاں عائشہ اور حفصہ بھی ایک دوسرے کی دمساز اور ہم راز تھیں جب کہ ان دونوں کے فاطمہ زوجۂ علی حیدر سے تعلقات کشیدہ تھے اور دونوں چاہتی تھیں کہ علی حیدر کی جگہ ان کے والد ہی رسول اللہ کے جانشین ہوں۔ ابوبکر صدیق کو عمر فاروق پر پورا بھروسہ تھا اور اس کا ثبوت ان کو اس بات سے بھی مل گیا تھا کہ عمر ان کو خلیفہ بنانے میں سب سے آگے تھے اور مہاجرین قریش میں سب سے پہلے انھوں نے ہی ابوبکر صدیق کی بیعت کی تھی۔ عمر فاروق رسول اللہ کے سارے معاملات سے گہری دلچسپی لیتے رہے تھے اور اپنے غیر معمولی جوش، اپنی رائے کے بے باک اظہار اور جرأتِ اجتہاد کی وجہ سے ان کو رسول اللہ کی نظر میں ایک خاص مرتبہ اور احترام حاصل تھا، بارہا ایسا ہوا تھا کہ عمر فاروق جوش اور جرأت سے کوئی تجویز پیش کرتے تو اس تجویز کے مضمون پر مشتمل آیتیں نازل ہو جاتیں[۵]۔ ان صفات کی بدولت عمر فاروق کو صحابہ کے حلقہ میں بڑا رسوخ حاصل تھا اور سب ان کی جرأت اور بیباکی سے مرعوب تھے۔ ان کے رعب کو ان کے لمبے چوڑے جسم، بڑی بڑی مونچھوں اور لال آنکھوں

---

[۵] کنز العمال ۶/۳۲۸ و ۳۴۰

Marfat.com

نے اور زیادہ بڑھا دیا تھا۔ ابوبکر صدیق نے عمر فاروق کی ان صفات سے فائدہ اٹھانے کے لیے ان کو اپنا دست راست اور سکرٹیری بنا لیا۔ چھوٹے موٹے معاملات میں دونوں کے درمیان اختلاف ہوتا رہتا تھا لیکن ایک معاملہ میں دونوں دل و جان سے متحد الخیال اور متفق الرائے تھے، وہ یہ کہ خلافت قریش سے باہر نہیں جانی چاہیے، نہ خلافت و نبوت ایک خاندان میں مرکوز ہونی چاہیے۔ اہل بیت اور ہاشمیوں کو رسول اللہ نے یثرب و خیبر سے نکالے ہوئے یہودیوں کی بیشتر اراضی اور نخلستان دے دئے تھے اور خیبر کی خالصہ اراضی اور باغوں سے ان کے لیے حصے مقرر کر دئے تھے جو سینکڑوں من کھجور اور غلے پر مشتمل تھے، مزید برآں مدنی قرآن نے ان کے لیے مال غنیمت کا بھی ایک سہم مقرر کر دیا تھا جو ان کو گھر بیٹھے اور جنگ میں بغیر شریک ہوئے ملتا تھا، رسول اللہ کے عطیوں سے بھی وہ آئے دن بہرہ ور ہوتے رہتے تھے، اس طرح بے محنت وہ خوب مالدار ہوتے جا رہے تھے، ایک طرف ان کی دولت مندی اور دوسری طرف رسول اللہ کے التفات خاص اور تیسرے قرآن میں ان کے لیے ایک حصۂ خاص کے تعین سے ان میں سبک سری اور رعونت پیدا ہو گئی تھی اور وہ اسلامی معاشرہ کے امراء اور رؤسا بن گئے تھے اور غیر ہاشمیوں کے ساتھ تعلّی سے پیش آتے تھے۔ غیر ہاشمی شدت سے محسوس کر رہے تھے کہ اگر ہاشمیوں کا قبضہ خلافت پر ہو گیا تو ان کی تمکنت اور دولت اور زیادہ ہو جائیگی اور غیر ہاشمی قریش ہمیشہ کے لیے ان کے ماتحت اور دست نگر ہو جائیں گے اور سربلندی عزت نیز دولت کی راہیں ان کے لیے مسدود ہو جائیں گی۔

ابوبکر صدیق کی کوئی کابینہ یا مجلس مشاورت نہ تھی؛ قومی مفاد اور فوج کشی سے متعلق تجویزیں اگر وہ چاہتے تو مسجد میں جا کر حاضرین کے سامنے پیش کر دیتے اور چاہتے تو کسی اہم مسئلہ میں بڑے صحابہ سے مشورہ بھی کر لیتے لیکن عادۃً یا اصولاً صلاح نہیں لیا کرتے تھے، عربی روایت نے ایک اہم قضیہ کی نشان دہی کی ہے جس کے متعلق

13493 6

Marfat.com

ابوبکر صدیق نے خلافت کے اولین ایام میں صحابہ سے مشورہ کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ مضافات مدینہ کے باغی قبائل کا مطالبہ کہ زکوٰۃ سے ہم کو معافی دی جائے تو ہم اسلام پر قائم رہنے کو تیار ہیں مانا جائے یا نہیں، صحابہ نے جن میں عمر فاروق بھی شامل تھے یک زبان ہو کر کہا کہ باغیوں کا مطالبہ اس وقت تک کے لیے مان لیا جائے جب تک، کہ عسکری تیاری مکمل ہو اور اسامہ بن زید کی فوج شامی سرحد پر غارتگری کر کے لوٹ آئے لیکن ابوبکر صدیق نے اس متفقہ فیصلہ کو رد کر دیا تھا۔

عام طور پر ابوبکر صدیق خلافت کی گتھیاں سلجھانے، نصب و عزل اور جنگ و صلح کے معاملات طے کرنے میں عمر فاروق کی رائے سے استفادہ کرتے تھے لیکن اگر کسی معاملہ میں وہ وہ عمر فاروق کے نقطۂ نظر سے متفق نہ ہوتے تو ان کی رائے مسترد کر کے اپنی صوابدید سے کام کرتے تھے۔ کلاعی بلنسی کی اکتفا میں ایک خط ہے جس میں وہ خالد بن ولید کو اپنی خاندانی تمکنت چھوڑنے کی تلقین کر کے خبردار کرتے ہیں کہ میں نے تم کو کمانڈر بنا کر ایک ایسے شخص کا مشورہ رد کر دیا ہے جس کی کوئی بات کبھی نہیں ٹالی۔ تاریخ و آثار کے تتبع سے اس آخری جملہ کی قطعاً تائید نہیں ہوتی اور یہ اس قابل ہے کہ اس کو عربی روایت کے مبالغوں، حاشیہ آرائیوں اور اضافوں کے ضخیم دفتر میں داخل کر دیا جائے۔ تاریخ صدیقی میں اس کے مجمل اور ادھورے ہونے کے باوجود ایسی وافر شہادت موجود ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق اگر مناسب سمجھتے تو اپنے سکریٹری عمر فاروق کا مشورہ نظر انداز کر کے اپنی مرضی کے مطابق کام کرتے تھے، یہاں صرف چند مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے

۱۔ ابوبکر صدیق کے جنرل خالد بن ولید نے نجد کے قبائلی سردار مالک بن نویرہ کو جس کا اسلام اُن کی نظر میں مشتبہ تھا، قتل کر دیا تھا، یہ بات خالد کی فوج کے متعدد صحابہ کو ناگوار گذری اور انھوں نے مدینہ جا کر ابوبکر صدیق سے شکایت کی کہ خالد نے مالک کو جو مسلمان تھا ناحق قتل کر دیا اور اس کی حسین بیوی سے شادی کر لی، اس رپورٹ پر عمر فاروق نے ابوبکر

صدیق کو مشورہ دیا کہ خالد کو معزول کیا جائے اور مالک کی بیوی سے شادی پر جس کو عمر فاروق زنا کے مترادف سمجھتے تھے خالد کو سنگسار کیا جائے لیکن ابوبکر صدیق نے عمر فاروق کا مشورہ رد کر دیا، ان کی رائے تھی کہ خالد سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے جس کی تلافی مالک کا خوں بہا ادا کرکے ہو سکتی ہے[1]۔

۲۔ خالد بن ولید اپنی عسکری سرگرمیوں میں ذاتی اجتہاد سے کام لے کر خلیفہ کی ہدایات نظر انداز کر دیتے تھے، مثلاً انھوں نے مسیلمہ کا قصہ پاک کر کے اہل یمامہ سے صلح کر لی تھی جو خلیفہ کی مرضی کے خلاف تھی، مثلاً انھوں نے یمامہ کے لیڈر مجاعہ سے سمجھوتہ کر کے اس کی حسین لڑکی سے شادی کر لی تھی جو ابوبکر صدیق کی برہمی کا باعث ہوئی، مثلاً وہ عقیدت مندوں اور شاعروں کو سرکاری روپیہ سے عطیات دیا کرتے تھے، یہ اور اسی طرح کی بے ضابطگیاں دیکھکر عمر فاروق، ابوبکر صدیق سے اصرار کرتے کہ خالد کو معزول کر دیں لیکن وہ ان کی بات نہ مانتے، ان کی رائے تھی کہ خالد کی خدمات ایسی شاندار ہیں کہ ان کی بے ضابطگیوں کو بخشا جا سکتا ہے[2]۔

۳۔ عُمان کے عربوں نے زکوٰۃ روک لی تھی، ان کی سرکوبی کے لیے ایک فوج گئی جس نے ان کو کھلے میدان میں شکست دی پھر باغی لیڈر عمان کے شہر دبا میں محصور ہو گئے اور کئی ہفتے بعد خوراک اور پانی کی قلت سے مجبور ہو کر انھوں نے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دئے، باغی لیڈروں کو قلعہ کے دروازہ پر قتل کر دیا گیا لیکن قلعہ کے تین سو بانغ مردوں اور چار سو عورتوں، بچوں کو قید کر کے مدینہ بھیج دیا گیا تاکہ خلیفہ اپنی صوابدید سے جیسی چاہیں ان کو سزا دیں، ابوبکر صدیق کی رائے تھی کہ بالغوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں بچوں کو غلام

---

[1] تاریخ ردہ ندوۃ المصنفین دہلی) ص۶۱۔ [2] ایضاً ص۱۱۴۔ ۱۱۷ و نسب قریش مصعب زبیری ص۳۲۲ و اصابہ ۱/۴۱۵-۴۱۴

بنایا جائے، عمر فاروق اِس رائے کے خلاف تھے، اُن کی دلیل تھی کہ قیدی مسلمان ہیں، انھوں نے روپیہ کی لالچ میں آکر زکوٰۃ روک لی تھی جس کی ان کو سزا مل چکی ہے۔ ابوبکر صدیق کا موقف تھا کہ انھوں نے زکوٰۃ روک کے اسلام کے خلاف بغاوت کی ہے اور مدینہ کی ماتحتی کو ٹھکرا دیا ہے، اس لیے ان کو عبرتناک سزا ملنی چاہیے تاکہ دوسرے عربوں کو ایسی جرأت کرنے کی ہمت نہ ہو لیکن چونکہ عمر فاروق سخت اور دبنگ آدمی تھے نیز مدینہ کے دوسرے بہت سے صحابہ اُن کے ہمنوا، ابوبکر صدیق قیدیوں کو قتل نہ کرا سکے، اُن کو نظر بند کرا دیا گیا، کچھ عرصہ بعد ابوبکر صدیق کا انتقال ہوگیا تو عمر فاروق نے خلیفہ ہو کر پہلی فرصت میں اِن قیدیوں سے مخاطب ہو کر کہا: میری رائے شروع ہی سے تم کو معلوم ہے، اب میں خلیفہ ہوگیا ہوں، تم آزاد ہو، جہاں چاہو چلے جاؤ۔[۱]

۴۔ جزیرہ عرب کی بغاوت فرو کرکے ابوبکر صدیق عراق اور شام کی طرف متوجہ ہوئے، اُن کے متعدد سالاروں نے جن میں خالد بن ولید سب سے ممتاز تھے، عرب عراق سرحد پر ترکتازی کرکے بہت سے قصبے، دیہات اور شہر جن میں حیرہ سب سے اہم تھا فتح کر لیے اور مغرب میں ابوبکر صدیق کے سالار جن کی کمانِ اعلیٰ ابوعبیدہ بن جراح کے ہاتھ میں تھی، عرب شام سرحد تسخیر کرکے اُردن اور دِمشق کے مضافات تک پہنچ گئے، بزنطی قیصر نے جسکی قلمرو میں ملک شام بھی داخل تھا یہ دیکھکر کہ مقامی جنرل عربوں کا ریلا روکنے سے قاصر رہے ہیں، مرکز کی زیرنگرانی ایک بڑی فوج بھیجی جس کی تعداد اور ہتھیاروں کے بارے میں عرب سالاروں کو ایسی مبالغہ آمیز خبریں موصول ہوئیں کہ وہ گھبرا گئے اور ابوبکر صدیق سے مدد طلب کی، ابوبکر صدیق نے کافی رسد بھیجی لیکن سالار مطمئن نہیں ہوئے اور برابر اپنی کمزوری کا

---

[۱] الکتفا قلمی ص ۲۶۷۔

کا اظہار اور مزید کمک کا تقاضا کرتے رہے، ابوبکر صدیق نے محسوس کیا کہ شام میں فوج سے زیادہ ایک ایسے کمانڈر کی ضرورت ہے جو دشمن کی تعداد اور ہتھیاروں سے نہ گھبراتا ہو، جو جنگ کے پینتروں سے خوب واقف ہو، جس کے دل میں ہراس کی جگہ جرأت اور کمزوری کی جگہ خود اعتمادی ہو، خالد بن ولید میں یہ صفات موجود تھیں۔ لہٰذا انھوں نے خالد کو عراق کے مورچہ سے ہٹا کر شامی فوجوں کا کمانڈر ان چیف بنانے کا فیصلہ کیا، عمر فاروق نے اس فیصلہ کی مخالفت کی، وہ خالد کو ناپسند کرتے تھے، خالد ان کی ماں کے چچا زاد بھائی تھے اور بچپن ہی سے دونوں میں اس طرح کی رقابت تھی جیسی ماموں زاد بھائیوں میں ہوتی ہے خالد کی بے باکی اور بے ضابطگیوں نے جن میں سے بعض کا اوپر ذکر ہوا، عمر فاروق کو اور زیادہ مشتعل کر دیا تھا اور وہ خالد کو معزول دیکھنا چاہتے تھے نہ کہ زیادہ بڑے عہدے پر فائز، اس کے علاوہ اُن کو یہ بات بھی ناگوار تھی کہ ایک پرانے اور دیرینہ خدمت صحابی ابو عبیدہ بن جرّاح کو جو اُن کے مخلص دوست بھی تھے، خالد جیسے نو مسلم اور نو خدمت شخص کا ماتحت بنایا جائے، انھوں نے ابوبکر صدیق سے احتجاج کیا لیکن ابوبکر صدیق نے اپنی رائے نہیں بدلی۔ چند ہفتہ بعد جب ابوبکر صدیق کا انتقال ہوا اور عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو انھوں نے سب سے پہلا سرکاری خط جو لکھا وہ خالد بن ولید کی سپہ سالاری سے معزولی پر مشتمل تھا[۱]۔

---

[۱] تاریخ طبری ۴/۵۴

شمال
جنوب
ایک انچ = تین سو میل
فارس
دبا
صحار
عمان
ریگستان
قبائل مہرہ
بحر عرب

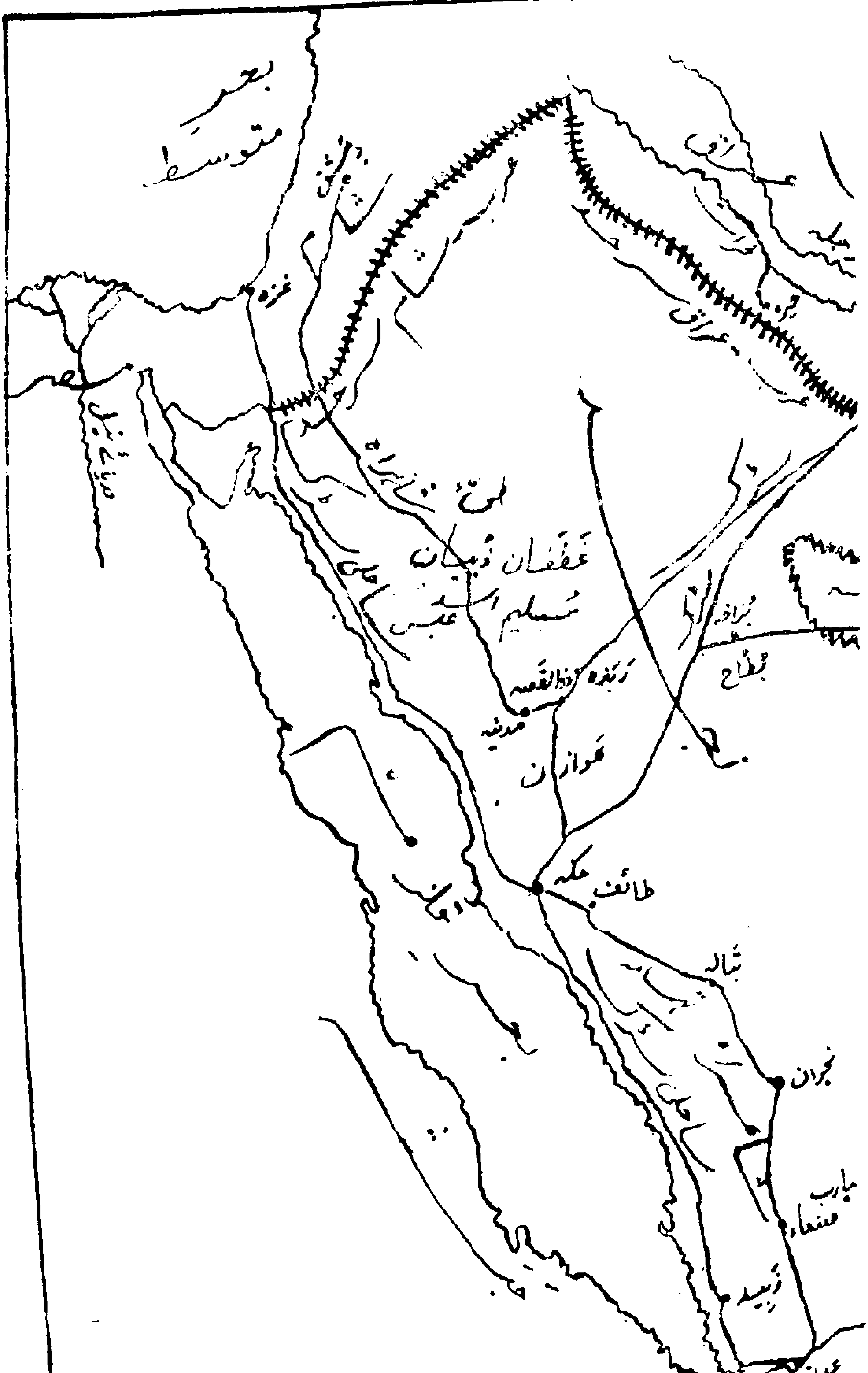

بحر متوسط
غزہ
عراق
غطفان ذبیان
سلیم
عبس
ہوازن
مدینہ
ذوالقصہ
ربذہ
مکہ
طائف
تبالہ
نجران
مارب
صنعاء
زبید
عدن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(الف) بغاوت حجاز و نجد

۱۔ باغی قبیلوں کے نام

ہجرت کے بعد چند سال کے اندر اندر رسول اللہؐ نے عربوں کے لمبے چوڑے ملک میں اسلام کی دعوت پہنچا دی اور تعلیم قرآن کی بنیاد رکھی۔ ذہنی انقلاب کا کام ابھی ابتدائی منزلوں میں تھا کہ رسول اللہؐ کا انتقال ہوگیا۔ اُن کے انتقال سے جیسے آتش فشاں پہاڑ پھٹ نکلا۔ عربوں کا سوادِ اعظم اسلام سے باغی ہوگیا۔ قریش اور ثقیف نیز دوسرے چند چھوٹے چھوٹے قبیلوں کے علاوہ جزیرہ نما کے بیشتر عربوں نے یا تو زکوٰۃ روک لی یا مرتد ہوگئے۔ رسول اللہؐ کے محصّلِ زکوٰۃ اور معلّمِ قرآن اپنے اپنے صدر مقاموں سے مدینہ بھاگ آئے۔ اسلام سے بغاوت کے کئی سبب تھے:

(۱) نئے مذہب کی اخلاقی و اجتماعی پابندیوں سے عام انحراف۔

(۲) زکوٰۃ سے بددلی اور

(۳) قبائلی سرداروں کی اپنے اقتدار میں کمی اور مدینہ کی ماتحتی سے ناگواری۔

رسول اللہؐ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے اُن کے تین حریف تھے: یمن میں اسود عنسی (شمال مشرقی نجد) یمامہ میں مُسیلمہ اور (جنوب مغربی) نجد میں طُلیحہ، اسود عنسی کا خاتمہ تو جلد ہوگیا لیکن مُسیلمہ اور طُلیحہ کا زور برابر بڑھتا گیا۔ مُسیلمہ کی فوج خوب منظم تھی، اُس کا مرکز یمامہ، مکہ اور مدینہ کے بعد ملک کا سب سے بڑا اور خوش حال شہر تھا جہاں کئی مضبوط قلعے بھی تھے۔ طُلیحہ کا نفوذ اتنا بڑھا کہ مرکزِ خلافت سے قریب کے

Marfat.com

کئی قبیلے باغی ہوکر اس سے مل گئے اور مدینہ پر خطرہ منڈلانے لگا۔

بارہ ربیع الاوّل سنہ ۱۱ھ سنہ ۶۳۲ء کو ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے تو حالات نازک تھے، اسلام کا نوخیز پودا حوادث کی صرصر سے کانپ رہا تھا۔ رسول اللہؐ کے ساتھیوں میں سے کئی سربرآوردہ لیڈر نئے خلیفہ کے انتخاب سے ناراض ہوکر ترک موالات کئے ہوئے تھے، مدینہ کے منافق خوش تھے کہ نئے مذہب کی بساط اُلٹ رہی ہے، مدینہ سے باہر ملک کے گوشہ گوشہ میں خاص وعام اسلام کی بندشوں اور مدینہ کی بالادستی سے نکلنے کا اعلان کر رہے تھے، مختصر یہ کہ خلافت کی کشتی بھنور میں آ پھنسی تھی۔

ابو بکر صدیق ان خطروں اور مشکلات سے زیادہ متاثر نہیں ہوئے، بلکہ خطروں اور مشکلات نے اُن میں ہمیشہ سے زیادہ عزم پیدا کر دیا۔ بارہ ربیع الاوّل کو خلیفہ ہوکر انھوں نے سب سے پہلے اُسامہ بن زید کی وہ مہم روانہ کی جس کو رسول اللہؐ اپنے آخر ایامِ حیات میں مشرقی اُردن بھیجنا چاہتے تھے لیکن جو اُن کی علالت اور موت کی وجہ سے رُک گئی تھی۔ اِس مہم کو بہت سے ارباب رائے خلاف مصلحت خیال کرتے تھے کیونکہ خطرہ کی گھنٹی بج چکی تھی اور مدینہ بلکہ خود اسلام پر سیاہ بادل چھانے لگے تھے، لیکن ابو بکر صدیق کا خیال تھا کہ اس مہم کا سارے ملک میں چرچا ہوگا جس سے مدینہ کا رسوخ بڑھے گا اور عرب یہ باور کرنے پر مجبور ہوں گے کہ محمد رسول اللہؐ کی وفات سے اسلام کا شیرازہ منتشر نہیں ہوا نیز یہ کہ مدینہ میں ایک منظم اور مضبوط حکومت ان کی جانشینی کر رہی ہے۔ چنانچہ آخر ربیع الاول میں اپنی خلافت کے دس پندرہ دن کے اندر اندر انھوں نے ایک فوج اُسامہؓ کی سرکردگی میں شام بھیج ہی دی۔

اُسامہؓ کے خروج کی خبر سارے ملک میں آگ کی طرح پھیل گئی، مشہور رہوا کہ مرکز خلافت بالکل غیر محفوظ ہے، نہ وہاں باغیوں سے لڑنے کے لئے فوج ہے نہ خود اپنی حفاظت کا انتظام۔ ہمارے بعض رپورٹر اس وقت کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں

Marfat.com

پیش کرتے ہیں:

جب رسول اللہؐ کا انتقال ہوا اور اُسامہ اپنی مہم پر روانہ ہوئے تو عرب مرتد ہو گئے، کہیں عام عرب اور کہیں خاص طور پر زعیمان قبائل مُسیلمہ اور طلیحہ نے اپنی سرگرمیاں بڑھادیں اور خوب قوی ہو گئے۔ قبائل طَی اور اَسد کے عوام (مدینہ کے شمال اور شمال مشرق میں[1]) طُلیحہ کے جھنڈے تلے آگئے، غَطفان، اَشجع اور اَفناء[2] کے خواص نے (مدینہ کے شمال مشرق میں) اس کی بیعت کرلی، قبیلۂ ہَوازِن (مکہ اور مدینہ کے وسط میں) متذبذب تھا لیکن زکوٰۃ اُس نے بھی بند کر دی، صرف ثقیف (مشرق مکہ) اور اُن کے ساتھ جو مختلف قبیلوں کے لوگ رہتے تھے اسلام پر قائم رہے، جدیلہ اور اَعجاز[3] بھی ثقیف کی دیکھا دیکھی اسلام کے وفادار رہے۔ (مدینہ کے شمال مغرب میں) بنو سُلیم کے امرا باغی ہوگئے اور جزیرہ عرب کے باقی عربوں کا حال بھی یہی تھا کہ کہیں اُن کے عوام نے بغاوت کی اور کہیں خواص نے۔ رسول اللہؐ کے سفیر یمن، یمامہ اور بنو اَسد کے علاقوں سے بغاوت کی خبریں لے کر لوٹ آئے اور اُن امرا کے وفد بھی آگئے جن سے رسول اللہؐ نے اَسود عَنسی اور طُلیحہ کا مقابلہ کرنے کے لئے خط وکتابت کی تھی، اِن سفیروں اور وفدوں نے صورت حال سے ابوبکر صدیق کو مطلع کیا اور جو مراسلے لائے تھے ان کو دکھائے۔ ابوبکر صدیق نے کہا: بس کوئی دم جاتا ہے کہ تمہارے حاکموں اور محصلوں کے قاصد اس سے بھی زیادہ کڑوی اور سخت خبریں لے کر ہر طرف سے آتے ہوں گے۔ ایسا ہی ہوا، بہت جلد ہر سمت سے رسول اللہ کے حاکموں کے

---

[1] دیکھو نقشہ مقابل صلہ۔ [2] یعنی مختلف قبیلوں سے جو عرب آ آکر بسے ہوئے تھے۔ [3] اعجاز سے نصر بن معاویہ بن بکر بن ہَوازن اور جُشَم بن بکر بن ہوازن قبیلے مراد ہیں۔

Marfat.com

خطوط آنے لگے کہ ہماری عملداری کے خاص و عام نے بغاوت کردی ہے اور مسلمانوں کو طرح طرح کی جسمانی اذیتیں پہنچا رہے ہیں۔ (تین ماہ تک) ابوبکر صدیق نے رسول اللہؐ کی طرح سفیروں کے ذریعہ بگڑتے حالات کا مقابلہ کیا، یعنی ہر باغی علاقہ کے ایلچیوں کو بغاوت سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مناسب احکام اور پے درپے ہدایات بھیجتے رہے اور اسامہؓ کی واپسی تک اسی دقیق تدبیر پر عمل پیرا رہے[1]۔

مدینہ کے شمال، شمال مشرق اور شمال مغرب کے چھوٹے بڑے تقریباً ایک درجن قبیلوں نے جن میں کئی طُلَیحہ کے براہِ راست زیر اثر تھے، اُسامہؓ کی مہم کے خروج کے بعد زکاۃ اور قریش کی ماتحتی سے نجات پانے کے لئے مدینہ کو گھیر لیا، یہ متخالف قبیلے دو بڑے گروہوں میں بٹ گئے: ایک گروہ جس میں بنو اسد شامل تھے اور جن کی قیادت طلیحہ کا جرنل حِبال کر رہا تھا، مدینہ کے مضافات میں بمقام ذوالقصہ[2] خیمہ زن ہوا اور دوسرے گروہ نے جس میں مغربی نجد کے عَبس اور ذُبیان قبیلے شامل تھے، ذوالقَصّہ کے عقب میں مغرب کی طرف اَبرَق کی چراگاہوں میں فوجیں اتاریں، اِن متخالف قبیلوں کا ایک وفد مدینہ آیا اور شہر کے بڑے صحابہ سے کہا کہ ہم زکوٰۃ نہیں دے سکتے، نماز ادا کر سکتے ہیں، آپ خلیفہ سے ہماری سفارش کر دیجئے، اگر زکاۃ معاف نہیں کی گئی تو ہم طاقت سے کام لیں گے۔ بڑے صحابہ نے وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ابوبکر صدیق سے کہا کہ جب تک حالات سازگار رہوں زکاۃ معاف کر دیجئے، مگر ابوبکر صدیق اس معاملہ میں کسی کی بات سننے کو تیار نہ ہوئے اور کہا کہ جب رسول اللہؐ نے زکاۃ معاف نہیں کی تو میں بھی نہیں کرونگا، اگر اُن لوگوں نے زکوٰۃ کے اونٹ کی رسی تک روکی تو میں اُن سے لڑوں گا۔ وفد نامراد

---

[1] سیف بن عمر، تاریخ طبری (مصر پہلا ایڈیشن) ۴/ ۲۲-۳۲۱۔ [2] دیکھو نقشہ مقابل ص ۱

لوٹ گیا اور اپنی قوم کو بتایا کہ مدینہ میں نہ فوج ہے، نہ ہتھیار، حملہ کا بہترین موقع ہے۔ ابوبکر صدیق نے وفد کے جانے کے بعد حملہ کی توقع میں تیاری شروع کر دی، مدینہ آنے جانے والے سب راستوں پر مورچے بٹھا دئے اور اہلِ مدینہ کو جمع کر کے صورت حال سے باخبر کیا اور تیار رہنے کی تاکید کی۔ وفد کی واپسی کی تیسری رات ان متحالف قبیلوں نے مدینہ پر حملہ کر دیا جسے متعینہ مورچوں نے سنبھالا اور خلیفہ سے مدد مانگی، ابوبکر صدیق نے کہلا بھیجا: ڈٹے رہو، مدد آتی ہے۔ ایک فوج تیار کی اور اس کو ساتھ لے کر نکلے، لڑائی ہوئی، مخالفوں کی ایک چال سے صدیقی فوج کی اونٹنیاں بدکیں اور مسلمانوں کو لے کر بھاگ پڑیں، ابوبکر صدیق نے سنبھل کر دوبارہ مقابلہ کیا، مخالفین کے پیر اکھڑ گئے طلیحہ کا جنرل حبال جو بنو اسد کی قیادت کر رہا تھا مارا گیا، ابوبکر صدیق ان کے تعاقب میں مدینہ کے شمال مشرق میں ذوالقصہ نامی کاروان اسٹیشن پہنچے اور وہاں کیمپ لگایا، عرب قبائل تتر بتر ہو گئے۔

اس فتح نے مدینہ کی آبرو بچائی، اسلام کے ڈگمگاتے قدم سنبھل گئے، مرتد قبیلوں میں جو مسلمان گھرے ہوئے تھے اُن کے ڈرتے دلوں کو سہارا ملا، ذوالقصہ میں فوجیں چھوڑ کر ابوبکر صدیق مدینہ لوٹ آئے۔ متحالف قبیلے اپنی تازہ شکست سے ایسے بوکھلائے کہ اپنے اپنے قبیلوں کے مسلمان عربوں پر ٹوٹ پڑے اور بیدردی سے ان کو قتل کیا، پہلے عبس و ذبیان نے خون کی ہولی کھیلی، پھر دوسرے قبائل نے۔ ان کے مظالم کی خبر مدینہ پہنچی تو مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی، ابوبکر صدیق نے قسم کھائی کہ مشرکوں کو بے دریغ ماریں گے، جتنے مسلمان مارے گئے ہیں اتنے بلکہ اُس سے زیادہ مرتد قبائل کے افراد کو قتل کریں گے۔[۵]

---

[۵] تاریخ طبری ۳/۲۲۴

جنگ کی تیاری شروع ہوگئی، رسول اللہؐ نے وفات کے وقت جہاد کے ہزاروں گھوڑے چھوڑے تھے، اس کے علاوہ یثرب اور خیبر سے نکالے ہوئے یہودیوں نیز فدک اور وادی القری کی اراضی اور نخلستان خالصہ ہوگئے تھے جن کی آمدنی سے رسول اللہ جنگی سامان خریدنے اور فوجی اقدامات کرتے تھے، عہدہٗ خلافت سنبھالنے پر یہ گھوڑے اور خالصہ اراضی و نخلستان ابوبکر صدیقؓ کے تصرف میں آگئے تھے، اس لیے ان کو بڑے پیمانہ پر جنگی تیاری کرنے میں زیادہ دقت پیش نہیں آئی، بہ سوا دو ماہ باہر رہ کر اُسامہؓ اور ان کی فوج بھی آگئی، ابوبکر صدیقؓ نے اب بالکل مدینہ کی اُسامہؓ اور اُن کی تھکی فوج کو آرام کرنے اور شہر کی اندرونی و بیرونی حفاظت سونپ کر وہ ذوالقصّہ کے فوجی اڈے آئے، وہاں سے فوجیں لے کر زبذہ[1] کے کاروان اسٹیشن کا رخ کیا جہاں قبائل مُرّہ، ثَعلَبہ اور عبس و ذُبیان جمع تھے، لڑائی ہوئی، چاروں قبیلے شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اُن کی چراگاہوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ عبس و ذُبیان، طُلیحہ سے جا ملے جو صدیقی پیش قدمی کی خبر پاکر شمال کی طرف ہٹ کر بُزاخہ کے نخلستان میں فروکش ہوگیا تھا خلیفہ نے زیادہ آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا اور مدینہ لوٹ آئے۔

یہ آخری معرکے تعزیری تھے، عبس و ذُبیان اور اُن کے حلیفوں نے اپنے کیے کی سزا پائی اور اُن کی چراگاہیں بھی ضبط کر لی گئیں لیکن وہ نہ تو ارتداد سے تائب ہوئے اور نہ اُن کا استیصال ہوا، عُیینہ، طُلیحہ اور دوسرے باغی بھی بدستور موجود تھے، اس لیے ابوبکر صدیقؓ نے بڑے پیمانہ پر قوت کا استعمال ضروری سمجھا، گیارہ محاذ بنائے اور ہر محاذ کے لیے سالار مقرر کیے۔ رپورٹر کہتے ہیں کہ اس موقع پر خلیفہ نے دو فرمان لکھے ایک عرب قبائل کے نام اور دوسرا سپہ سالاران فوج کی ہدایت کے لیے۔ پہلے فرمان کا مضمون یہ تھا:

---

[1] دیکھو نقشہ مقابل ص۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ خلیفہ رسول اللہ ابوبکر کی طرف سے ہر خاص و عام کے لیے جن کے پاس میرا یہ خط پہنچے، خواہ وہ اسلام پر قائم ہوں یا اس سے منہ موڑ چکے ہوں سلامتی ہو اُن پر جو راہ راست (اسلام) پر قائم رہے اور گمراہی (ارتداد) کی طرف مائل نہیں ہوئے، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا جو یکتا اور بے شریک ہے کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ محمد اس کے بندے ہیں جو سیدھی راہ دکھاتے ہیں اور گمراہ نہیں کرتے، جن کو خدا نے اپنے پاس سے سچا مذہب دیکر، بشیر و نذیر، داعی الی الحق اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے تاکہ زندوں کو شرک کے انجام سے ڈرائیں اور کافروں کے خلاف حجت قائم ہو جن لوگوں نے محمد کی دعوت مانی خدا نے ان کو اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا اور جن لوگوں نے دعوت سے منہ موڑا، خدا نے ان کو سزا دی حتیٰ کہ چار و ناچار اُن کو مسلمان ہونا پڑا، پھر جب موت کا وقت آیا جو خدا نے رسول اور مسلمانوں کے لیے پہلے سے مقرر کر دیا ہے، تو رسول اللہ کا انتقال ہو گیا۔ انتقال کی خبر خدا اُن کو نیز سارے مسلمانوں کو اپنی نازل کی ہوئی کتاب میں پہلے ہی دے چکا تھا۔ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ۔ (محمد) تم کو مرنا ہے اور ان سب کو بھی، وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد أفإن مت فهم الخالدون؟ (اے محمد) ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کو دائمی زندگی نہیں دی، اگر تم مر گئے تو کیا وہ ہمیشہ تھوڑا ہی زندہ رہیں گے؟ كل نفس ذائقة الموت ونبلوكم بالشر والخير فتنة وإلينا ترجعون۔ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے، ہم شر اور خیر میں ڈال کر تم کو آزماتے ہیں اور تم کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ خدا مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ، قَدْ خَلَتْ مِنْ قبله الرسل، أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزي الله الشاكرين ۔ محمد خدا نہیں)

۱؎ ابوبکر صدیق کے سرکاری خطوط

رسول ہیں، اُن سے پہلے بہت سے رسول آچکے ہیں، اگر وہ مرجائیں یا قتل کردیئے جائیں تو کیا تم اسلام چھوڑ دوگے؟ اور جو اسلام چھوڑے گا وہ خدا کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑ سکیگا۔ اور خدا شاکرین نعمت کو عمدہ انعام عطا کرے گا۔ پس اگر کوئی محمدؐ کی عبادت کرتا ہو تو اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ انکا انتقال ہو چکا ہے اور جو خدائے یکتا اور بے شریک کی عبادت کرتا ہو اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔ خدا جو زندہ ہے، قائم بالذات ہے، جاودان ہے جس کو نہ نیند آتی ہے نہ غنودگی جو اپنے سب کاموں کا پوری طرح دھیان رکھتا ہے، جو اپنے دشمنوں کو سزا دیتا ہے۔

لوگو! میں تاکید کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرو اور اس خوش بختی اور انعام کے مستحق بنو جو خدا تم کو دینا چاہتا ہے اور اس مذہب پر عمل کرو جو تمہارا نبی لایا ہے اور اس راستہ پر چلو جو نبی نے دکھایا ہے اور اس دین کو مضبوطی سے پکڑ لو جو خدا نے دیا ہے۔ بلاشبہ خدا جس کی حفاظت نہ کرے اس کا کہیں ٹھکانا نہیں، خدا جس کی تصدیق نہ کرے وہ جھوٹا ہے، جس کو وہ خوش بخت نہ بنائے وہ بدنصیب ہے، جس کو وہ رزق نہ دے محروم ہے اور جس کا مددگار نہ ہو بے دست و پا ہے، لہٰذا اپنے مالک خدا کی دی ہوئی ہدایت (اسلام) کو مانو اور اس مذہب کو جو تمہارا نبی لایا ہے، بلاشبہ خدا جس کی رہنمائی کرتا ہے وہی سیدھی راہ پر چلتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کردے اس کی نہ تو کوئی مدد کرسکتا ہے نہ اس کو راہ دکھا سکتا ہے۔

مجھے ان لوگوں کی خبر ملی ہے جو تم میں سے اسلام لاکر اور اس کے مطابق عمل کرکے اس سے منحرف ہوگئے ہیں، اس انحراف کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے دھوکہ میں ہیں اور اس کی سزا اور قوت کا ان کو صحیح اندازہ نہیں ہے اور دوسری طرف شیطان نے ان کو اپنے دام میں پھانس لیا ہے، بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے، اسکو

Marfat.com

دشمن ہی سمجھو، وہ اپنے مریدوں کو غلط کاری کا مشورہ دیتا ہے تاکہ وہ دوزخ میں جائیں۔ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا، إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ

میں خالد بن ولید کو قریش کے مہاجرین اولین، انصار اور دوسرے عربوں کے ساتھ بھیج رہا ہوں، اُن کو حکم ہے کہ اس وقت تک نہ تو کسی سے لڑیں، نہ کسی کو قتل کریں جب تک اس کو کلمۂ شہادت کی دعوت نہ دیں، جو شخص اسلام کو پھر قبول کر کے خدا کی طرف لوٹ آئے اور ارتکاب گناہ سے باز آجائے اور نیک عمل ہو جائے اس کا اسلام قبول کرلیں اور اس کو اسلام پر قائم رہنے میں مدد دیں لیکن جو لوگ کلمۂ شہادت پڑھنے کے لیے تیار نہ ہوں اور دوبارہ سنبھلنے کا موقع پا کر اسلام قبول کرنے سے انکار کریں ان سے خود اور اپنے خدائی جاں نثاروں کے ساتھ سخت لڑائی لڑیں اور مطلق نرمی نہ برتیں، ان کو آگ میں جلادیں اور جس طرح چاہیں ان کو قتل کریں اور عورتوں و نیز بچوں کو قید کرلیں اور کسی سے اسلام کے علاوہ کوئی اور سمجھوتہ نہ کریں میں نے خالد کو حکم دیا ہے کہ میرا خط ہر مجمع میں پڑھ کر سنائیں، جو شخص اس کی پیروی کریگا اس کو فائدہ ہوگا اور جو اس سے روگردانی کرے گا نقصان اٹھائیگا۔[1]

۲۔ خط کی دوسری شکل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خلیفہ رسول اللہ ابوبکر کی طرف سے ہر خاص و عام کے نام وہ اسلام پر قائم ہوں یا مرتد ہو گئے ہوں۔ سلامتی ہو ان پر جو اسلام پر قائم ہیں اور اسلام کے بعد کفر و شرک کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ میں سپاس گذار ہوں

---

[1] اکتفا تلمی، تالیف ابوالربیع سلیمان بن موسیٰ بلنسی۔ دار الکتب۔ قاہرہ ۲۰۰ [illegible]

Marfat.com

اس خدا کا جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ وہ یکتا اور بے شریک ہے اور اقرار کرتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، ہم مانتے ہیں اُس مذہب کو جو وہ لائے ہیں اور کافر قرار دیتے ہیں اس مذہب کے منکرین کو اور ان سے برسرِ پیکار رہیں۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد کو سچا مذہب دے کر بشیر و نذیر، داعی إلی الحق اور روشن چراغ بنا کر بھیجا تاکہ انسانوں کو بدعملی کے انجام سے خبردار کریں اور کافروں کے خلاف حجت قائم ہو۔ جن لوگوں نے محمد کی دعوت مانی خدا نے ان کو سیدھا راستہ دکھایا اور جن لوگوں نے دعوت سے منھ موڑا محمد نے ان کو سزا دی تھی کہ چار و ناچار ان کو مسلمان ہونا پڑا، اس کے بعد جب رسول اللہ خدا کا حکم نافذ کر چکے اور قوم کی خیرخواہی کا کام پورا کر دکھایا اور اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے تو ان کا انتقال ہو گیا۔ انتقال کی خبر خدا اُن کو نیز سارے مسلمانوں کو اپنی اتاری ہوئی کتاب میں پہلے ہی دے چکا تھا۔ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ (محمد) بلاشبہ تم کو مرنا ہے اور ان سب کو بھی۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ۔ (اے محمد) تم سے پہلے ہم نے کسی بشر کو دائمی زندگی نہیں دی، اگر تم مر گئے تو کیا وہ تھوڑا ہی ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ؟ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ۔ محمد بس رسول ہیں (کوئی امر ہستی نہیں) ان سے پہلے بہت سے رسول آ چکے ہیں، اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم اسلام چھوڑ دو گے اور جو اسلام چھوڑے گا وہ خدا کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑے گا، شاکرینِ نعمت کو خدا اچھا

Marfat.com

انعام عطا کرے گا۔ پس اگر کوئی محمد کی عبادت کرتا ہو (تو اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ) محمد کا انتقال ہو گیا ہے اور جو خدائے یکتا اور بے نیاز کی عبادت کرتا ہو (تو اُس پر واضح رہے کہ) خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔ خدا جو زندہ ہے، قائم بالذات ہے، جاوداں ہے، جس کو نہ نیند آتی ہے نہ غنودگی، جو اپنے سب کاموں کا خوب دھیان رکھتا ہے جو نافرمانوں کو اپنے فدائیوں کے ذریعہ سزا دیتا ہے۔

لوگو، میں تاکید کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرو اور اس خوش بختی اور انعام کے مستحق بنو جس سے خدا تم کو نوازنا چاہتا ہے اور اس مذہب پر عمل کرو جو تمہارا نبی تمہارے لئے لایا ہے اور اُس راستہ پر چلو جو نبی نے دکھایا ہے اور اس دین کو مضبوطی سے پکڑلو جو خدا نے دیا ہے کیونکہ جس کی خدا رہبری نہ کرے وہ گمراہ ہے اور جس کو وہ (فکر ونظر کے مرض سے) محفوظ نہ رکھے روگی ہے اور جس کا وہ دستگیر نہ ہو بے یار و مددگار ہے، خدا جس کی رہنمائی کرتا ہے دراصل وہی راہ راست پر رہتا ہے اور جس کو وہ سیدھی راہ سے ہٹا دے اس کو کوئی سیدھی راہ پر نہیں رکھ سکتا۔ دنیا میں اس گمراہ کے کارِ خیر کی خدا کی نظر میں وقعت نہیں ہو سکتی جب تک وہ اسلام کو نہ مانے اور اس کی حقانیت کا معترف نہ ہو اور آخرت میں بھی اس سے ترکِ اسلام کے جرم میں کوئی معاوضہ یا بدل قبول نہیں کیا جائے گا۔

تم میں سے جو لوگ اسلام لا کر اور اس کے مطابق عمل کر کے اسلام سے منحرف ہوئے، ان کی خبر مجھے ملی، اس انحراف کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے دھوکہ میں ہیں اور اس کی سزا اور قوت کا ان کو صحیح اندازہ

Marfat.com

نہیں ہے اور دوسری طرف شیطان نے ان کو اپنے دام میں پھانس لیا ہے،
اللہ تعالیٰ کہتا ہے: وإذ قلنا للملائکة اسجدوا لآدم فسجدوا إلا إبلیس
کان من الجن ففسق عن أمر ربہ أفتتخذونہ وذریتہ أولیاء من
دونی وھم لکم عدو بئس للظالمین بدلا۔ جب ہم نے فرشتوں سے
کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کرلیا لیکن شیطان نے ایسا نہیں
کیا، وہ جنوں کی نسل سے تھا اس لئے اس نے اپنے رب کا حکم نہیں مانا، کیا
مجھے چھوڑ کر تم شیطان اور اس کی آل اولاد کو اپنا آقا اور متبوع بنالوگے
حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں؟ خدا مزید کہتا ہے: إن الشیطان لکم
عدو فاتخذوہ عدوا، إنما یدعو حزبہ لیکونوا من أصحاب السعیر
بلاشبہ شیطان تمھارا دشمن ہے، اس کو دشمن ہی سمجھو، وہ اپنے مریدوں کو
ایسے کاموں کا مشورہ دیتا ہے جو ان کو دوزخی بنائیں۔

میں فلاں کو مہاجرین، انصار اور تابعین کی ایک فوج کے ساتھ تمھارے
پاس بھیج رہا ہوں، اس کو حکم ہے کہ کسی سے اس وقت تک نہ لڑے
جب تک اس کو کلمہ شہادت کی دعوت نہ دے دے، جو شخص اس دعوت
کو مان لے، اس کی حقانیت کا اعتراف کرے اور ارتکاب گناہ سے باز
آجائے اور نیک عمل ہوجائے اس کا اسلام قبول کرلے اور اس کو اسلام
اور عمل صالح پر قائم رہنے میں مدد دے لیکن جو لوگ کلمہ شہادت پڑھنے سے
انکار کردیں ان کے لئے سالار اعلیٰ کو میرا حکم ہے کہ ان سے جنگ کرے
اور ان میں جس جس پر اس کا قابو چل جائے ان کے ساتھ مطلق نرمی نہ برتے،
اُن کو آگ میں جلا دے اور ہر ممکن طریقہ سے ان کو قتل کردے، اُن کی
عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو غلام بنالے اور کسی سے اسلام کے سوا کوئی

اور سمجھوتہ نہ کرے۔ جو اسلام لائے گا اس سے خود اسی کی ذات کو فائدہ پہنچے گا اور جو اسلام سے روگردانی کرے گا وہ خدائی پکڑ سے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ میں نے اپنے کمانڈر کو تاکید کردی ہے کہ میرا یہ فرمان ہر مجمع میں پڑھکر سُنا دے[1]۔

۳۔ سپہ سالاروں کو ہدایت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خلیفہ رسول اللہؐ ابوبکرؓ کی طرف سے یہ ہدایت نامہ ہے فلاں کے لئے جب اس کو مرتدوں سے لڑنے بھیجا گیا، اس کو یہ ہدایت ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے سارے کاموں میں خواہ چھپے ہوں یا ظاہر خدا سے ڈرتا رہے، اس کو حکم ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لئے تن دہی سے کام لے اور مستعدی کے ساتھ ان لوگوں کی سرکوبی کرے جو اسلام سے پھر گئے ہیں اور شیطانی آرزوئیں دل میں بسائے ہوئے ہیں، لیکن سرکوبی سے پہلے ان کو ایک موقع دے اور وہ اس طرح کہ "کلمہ شہادت" پڑھنے کی دعوت دے، اگر وہ یہ دعوت مان لیں تو ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے لیکن اگر وہ یہ دعوت نہ مانیں تو ان پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہونے کا اقرار کریں، اس کے بعد ان کو بتائے کہ بحیثیت مسلمان ان پر کیا پابندیاں اور ان کے حقوق کیا ہیں، پابندیوں کے مطابق ان سے (زکاۃ) وصول کرے اور حقوق کے مطابق ان کو (مال غنیمت) دے اور مرتدوں کو بالکل مہلت

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ طبری ۳/۲۲۳۔ ۲۲۶ و صبح الأعشیٰ قلقشندی، مصر، ۶/۳۸۶۔

Marfat.com

نہ دے اور مسلمانوں کو اُن کے دشمنوں کے ساتھ لڑنے سے نہ روکے۔ لڑائی کے بعد جو مرتد اسلام لے آئے اور اس کی حقانیت کا اقرار کرے اس کا اسلام مان لے اور اسلام پر قائم رہنے میں حسن سلوک کے ساتھ اس کی مدد کرے۔ بلاشبہ اس کی لڑائی خدا کے باغیوں سے صرف اس لئے ہے کہ وہ اس تعلیم کا اعتراف کریں جو خدا کی طرف سے آئی ہے، جوں ہی وہ اس تعلیم کا اقرار کریں گے اور زبان سے "کلمۂ شہادت" پڑھ لیں گے اس کو اُن کے خلاف کارروائی کا حق نہیں رہے گا اور اگر کوئی دل سے مسلمان نہ ہوگا تو خدا اس سے مواخذہ کرلے گا، جو لوگ "کلمہ شہادت" نہیں پڑھیں گے، مار ڈالے جائیں گے، جہاں ہوں گے اور جہاں کہیں بھی بھاگ کر جائیں گے ان سے جنگ کی جائے گی، اور اسلام کے سوا کوئی بات نہ مانی جائے گی، جو اسلام لے آئے گا اور دل سے اس کا معترف ہوگا سالارِ اعلیٰ اس کا اسلام قبول کرلے گا اور اس کو اسلام کی تعلیم دے گا اور جو اسلام سے انکار کرے گا اس سے لڑے گا اور منکرین اسلام پر اگر خدا اس کو غلبہ دے گا تو وہ ہر طرح ہتیاروں اور آگ سے ان کو قتل و غارت کرے گا، اس کے بعد مال غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کرکے باقی فوج میں تقسیم کردے گا اور (پانچواں حصہ) ہمارے پاس بھیج دے گا۔ سپہ سالار کو ہدایت ہے کہ اپنے ساتھی مسلمانوں کو جلدبازی اور لوٹ مار سے باز رکھے اور اپنی فوج میں بلا تحقیق بدو عربوں کو داخل نہ کرے، مبادا وہ جاسوس ہوا، اور ان کی کسی چال سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائے ۔ اس کو ہدایت ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، کوچ اور پڑاؤ دونوں حالتوں میں ان کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آئے ان کی دیکھ بھال کرے اور فوج کا کچھ حصہ بہت آگے اور کچھ بہت پیچھے نہ رکھے اور مسلمانوں

کو فہائش کرے کہ باہم محبت اور رواداری سے رہیں اور نرمی سے بات چیت کیا کریں[1]۔

۴۔ خالدؓ بن ولید کو ہدایت نامہ

طبری کے مذکورہ بالا دونوں مراسلے سیف بن عمر کی روایت پر مبنی ہیں جنھوں نے ردّہ بغاوت اور اسلامی فتوحات پر ایک مستقل کتاب لکھی تھی جو بعد میں ضائع ہوگئی لیکن جس سے طبری نے اپنی تاریخ میں بہت سے اقتباس لے لئے ہیں، سیف کے مدرسۂ تاریخ (دوسری صدی ہجری) کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پیش کردہ بیانات کافی مفصل اور مربوط ہوتے ہیں جن کو پڑھکر قاری کی وہ تشنگی دور یا کم ہو جاتی ہے جو دوسرے مورخوں کے مجمل بیانات سے پیدا ہوتی ہے یا وہ گوشے روشن ہو جاتے ہیں جو دوسرے رپورٹروں کے بیانات سے تاریک رہ جاتے ہیں اور فی الجملہ قاری کے سامنے واقعات کی ایک واضح اور مربوط تصویر آجاتی ہے جس سے کافی حد تک وہ مطمئن ہو جاتا ہے اور جو اس کو اپیل بھی کرتی ہے لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ سیف کے مدرسۂ تاریخ کی بیان کردہ تفصیلات کہیں مبالغہ، کہیں ملمع کاری اور کہیں حاشیہ آرائی پر مبنی ہوتی ہیں جن کا مقصد تاریخ اسلام اور اس کی مشہور شخصیتوں میں عظمت، کشش اور شان پیدا کرنا ہوتا ہے۔

سیف بن عمر کی رپورٹ کے بموجب ابوبکر صدیق نے اہل ردہ کی سرکوبی کے لئے گیارہ محاذ قائم کئے تھے اور ہر محاذ کے لئے ایک سپہ سالار مقرر کیا تھا اور ہر سالار کو دو خط دئے تھے، ایک عرب قبائل کے نام اور دوسرا خود ان کے لئے ہدایت نامہ۔ دار الکتب المصریہ قاہرہ میں الکتفا کے نام سے مغازی اور فتوح پر جو قلمی کتاب ہے اس میں نہ گیارہ محاذوں

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ طبری ۳/ ۲۲۔

کا ذکر ہے، نہ گیارہ سالاروں کا، اکتفا کی رو سے خلیفہ اول نے سب سے پہلے طُلیحہ اور مُسیلمہ کی طرف توجہ کی اور اس مہم کے لئے خالدؓ کو سالار اعلیٰ مقرر کیا اور ان کو دو فرمان دئے: ایک ہدایت نامہ اور دوسرا عرب قبائل کے نام، اس دوسرے مراسلہ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، ہدایت نامہ کا مضمون یہ تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ ہدایتیں ہیں جو خلیفہ رسول اللہؐ ابوبکر نے خالدؓ بن ولید کو دیں جب انھیں مہاجر و انصار اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ان لوگوں سے لڑنے بھیجا جو رسول اللہؐ کی وفات پر اسلام سے پھر گئے تھے۔ خالدؓ کو حکم و ہدایت ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے سارے معاملات میں ظاہر ہوں یا چھپے، خدا سے ڈرتے رہیں، ان کو حکم ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لئے تن دہی سے کام لیں اور پوری مستعدی سے اُن لوگوں کی سرکوبی کریں جو اسلام سے پھر گئے ہیں اور شیطانی آرزوئیں دل میں بسائے ہوئے ہیں، اُن کو حکم ہے کہ سرکوبی سے پہلے باغیوں کو سنبھلنے کا ایک موقع دیں، یعنی اُن کو مسلمان ہونے کی دعوت دیں اور اسلام کے دئے ہوئے حقوق اور اس کی لازم کردہ ذمہ داریوں سے ان کو باخبر کریں اور سچے دل سے ان کی ہدایت کی کوشش کریں۔ جو لوگ اس دعوت کو مان لیں، کالے ہوں یا گورے، ان کا اسلام قبول کرلیں، جن کو دعوت اسلام دیں ان کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئیں (اور اگر وہ نہ مانیں) تو تلوار سے کام لیں۔ ان کی لڑائی اُن ہی لوگوں سے ہے جو ایمان باللہ کی بجائے کفر باللہ کے مرتکب ہیں، جو لوگ اسلام قبول کرلیں اور زبان سے اپنے اسلام لانے کا اقرار بھی کریں، ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی (اور جو دل سے مسلمان نہ ہوں) ان سے خود خدا مواخذہ کرلے گا۔ خالدؓ کو حکم ہے کہ اپنے

Marfat.com

مشن کو تن دہی سے انجام دیں۔ جو باغی کلمہ پڑھنے کو تیار نہ ہوں اُن کے لئے خالدؓ کو حکم ہے کہ مہاجر و انصار کی فوج کے ساتھ ان سے لڑیں، وہ جہاں ہوں اور جہاں کہیں بھی بھاگ کر جائیں، ان میں سے جو ہاتھ آجائیں ان کو قتل کر دیں اور کسی سے سوائے اسلام اور شہادتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہ وأَنَّ محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ کے اور کچھ قبول نہ کریں؛ اُن کو حکم ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف پیش قدمی کریں اور پہلے بنو حنیفہ اور ان کے کذاب مُسیلمہ سے لڑیں، لیکن لڑنے سے پہلے اُس کو اور اُن کو اسلام کی دعوت دیں اور اُن کو مسلمان بنانے کی مخلصانہ کوشش کریں اور اگر وہ کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام لے آئیں تو اُن کا اسلام قبول کرلیں، مجھے اس کی اطلاع دیں اور یمامہ میں ٹھہرے رہیں حتیٰ کہ میری اگلی ہدایت پہنچے، اور اگر بنو حنیفہ دعوت اسلام قبول نہ کریں، کفر سے نہ پھریں اور اپنے کذاب مُسیلمہ کے اتباع سے باز نہ آئیں تو اُن سے وہ خود اور دوسرے مسلمان سخت لڑائی لڑیں، یہ یقینی بات ہے کہ خدا اسلام کی مدد کرے گا اور اس کو سب دینوں پر غالب بنائے گا، جیسا کہ اس نے قرآن میں کہا ہے، کافروں کو یہ بات خواہ کتنی ہی ناپسند ہو۔ اگر خدا کے کرم سے خالدؓ کو بنو حنیفہ پر فتح حاصل ہو تو ان کو ہتیاروں اور آگ دونوں سے تباہ کریں اور ان کے کسی ایسے شخص کو جسے مار سکیں، زندہ نہ چھوڑیں، مال غنیمت اور ان کی دولت خمس نکال کر مسلمانوں میں بانٹ دیں اور خمس میرے پاس بھیج دیں تاکہ میں قانونِ اسلام کے مطابق اُس کو ٹھکانے لگاؤں۔

خالدؓ بن ولید کو ہدایت ہے کہ اپنے ساتھیوں میں اختلاف رائے نہ ہونے دیں جس سے اُن میں کمزوری پیدا ہو اور نہ جلد بازی میں آکر کوئی غلط

Marfat.com

قدم اٹھائیں، ان کو ہدایت ہے کہ گھٹیا درجہ کے عربوں کو فوج میں بھرتی نہ کریں، جب تک کہ یہ تحقیق نہ ہو جائے کہ وہ کون ہیں، ان کا کس قبیلہ سے تعلق ہے اور وہ کیوں ان کے ساتھ ہو کر لڑنا چاہتے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تمھاری فوج میں ایسے عرب آکر پناہ نہ لے لیں جو نہ تو مسلمان ہوں نہ تمھارے دوست و ہمدرد بلکہ جن کا مقصد تمھاری حفاظت میں آکر اپنے دشمنوں کے ضرر سے محفوظ رہنا ہو، ایسے لوگ تمھارے خلاف جاسوسی بھی کر سکتے ہیں ۔ یہ اندیشہ مجھے بدوا ور گنوار عربوں کی طرف سے ہے، لہذا تمھاری فوج میں اِس قسم کے لوگ بالکل داخل نہ ہوں، کوچ اور قیام ہر حال میں مسلمانوں کے ساتھ اخلاق و ہمدردی سے پیش آؤ اور ان کے دکھ درد کا خیال رکھو، کوچ کے دوران فوج کا ایک حصّہ دوسرے سے دور نہ رکھو، نہ کوچ کرتے وقت کسی حصہ کو دوسرے سے پہلے روانہ کرو، میں اُن انصاریوں کے ساتھ جو تمھاری فوج میں ہیں اخلاق اور نرمی سے پیش آنے کی تاکید کرتا ہوں، کیوں کہ وہ کبیدہ خاطر ہیں[1]، تلخ مزاج اور کج خلق بھی۔ اسلام میں ان کا حق ہے، ان میں خوبیاں ہیں، انھوں نے اسلام کی شاندار خدمات انجام دی ہیں، رسول اللہؐ نے ان کے حق میں سفارش بھی کی ہے لہذا ان میں جو اچھے ہوں ان کی بات مانو اور جو بُرے ہوں ان سے درگذر کرو جیساکہ رسول اللہؐ نے ہدایت کی ہے، والسلام۔

لہ خلافت کے معاملہ میں انصار و مہاجرین میں چند دن پہلے جو اختلاف ہوا تھا، اس کی طرف اشارہ ہے، انصار ناراض تھے کیوں کہ قریش نے ان کا یہ مطالبہ نہیں مانا کہ ایک بار خلیفہ انصاری ہو اور ایک بار قریشی۔

۵-۶- خالدؓ بن ولید کے نام

ابوبکر صدیقؓ نے ذوالقصہ[1] میں جب گیارہ محاذ بنائے تو پہلا اور اہم ترین محاذ طُلَیحہ اور اُس کے حلیفوں کے خلاف تھا، اس محاذ کا سالار خالدؓ بن ولید کو مقرر کیا گیا۔ ان کو حکم تھا کہ پہلے قبیلہ طَیّ، پھر حلفائے طُلَیحہ اور آخر میں بُطاح جا کر طُلَیحہ کو اسلام لانے پر مجبور کریں پھر مالک بن نُویرہ کی خبر لیں اور جن جن قبائل میں مسلمانوں کو جلایا یا قتل کیا گیا تھا اُن سے قاتلین کو طلب کر کے موت کی سزا دیں۔ اِس وقت طُلَیحہ اپنے علاقہ کے بُزاخہ نامی تالاب پر خیمہ زن تھا، کئی طاقت ور قبیلے۔ غَطفان، طَیّ، فَزارہ، جَدیلہ، عَبس اور ذبیان اس کے ساتھ تھے، حسبِ حکم خلیفہ خالدؓ فوج لے کر طَیّ کی طرف نکلے، جن کے گاؤں مدینہ کے شمال مغرب میں پچاس ساٹھ میل دور دو[2] پہاڑوں اَجا اور سَلمیٰ کے آس پاس واقع تھے۔ حاتم طائی کا لڑکا عُدی مخلص مسلمان، بیدار ہوش انسان اور اپنے قبیلہ کا بارسوخ سردار تھا، اُس نے اِس دانائی سے کام کیا کہ قبیلہ طَیّ طُلَیحہ کے حلف سے نکل آیا اور ایک دوسرا طاقتور قبیلہ جَدیلہ ہزار سواروں کے ساتھ طُلَیحہ سے الگ ہو گیا۔ طُلَیحہ اپنے قبیلہ بنو اَسد اور اپنے حلفا عبس، ذُبیان اور غَطفان کے ساتھ بُزاخہ میں رہ گیا، پھر بھی اس کے ساتھیوں کے حوصلے بلند تھے، مسلم و مُرتد صف آرا ہوئے، سخت رن پڑا، طُلَیحہ شکست کھا کر شام بھاگ گیا، اس کے حلیف قبیلے چار و ناچار مسلمان ہو گئے، خالدؓ نے اُس وقت تک ان کا اسلام قبول نہ کیا جب تک انھوں نے اپنے اپنے قبیلوں کے وہ لوگ اُن کے حوالہ نہ کر دیے جنھوں نے مسلمانوں کو جلایا یا قتل کیا تھا، ان کو بڑے عبرت ناک طریقہ سے ہلاک کیا گیا۔ اپنی فتح، مرتد قبائل کے اسلام اور قاتلین کے قصاص کی اطلاع خالدؓ نے خلیفہ کو دی تو یہ خط موصول ہوا:

---

[1] دیکھو نقشہ مقابل ص ۱۔

Marfat.com

یہ کامیابیاں خدا کرے مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ ہوں۔ اپنے کاموں میں خدا سے ڈرتے رہو، فَإِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ۔ خدا ان لوگوں کا ساتھ دیتا ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں اسلام کی سربلندی اور ارتداد کے قلع قمع میں پوری تن دہی سے کام لو، ذرا بھی تساہل نہ ہونے پائے، جب کسی مسلمان کا قاتل تمہارے ہاتھ لگ جائے تو اس کو بے دریغ قتل کر دو تاکہ دوسرے عبرت پکڑیں اور اگر کسی اسلام دشمن کا قتل اسلام کے مفاد میں ہو تو اس کو تلوار کے گھاٹ اتار سکتے ہو۔[1]

اکتفا میں شریک فزاری کی سند پر جو خط بیان ہوا ہے وہ سیف بن عمر کے مذکورہ بالا مراسلہ سے مختلف ہے، لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے۔ سیف بن عمر کی رائے میں خالدؓ کو خلیفہ نے دو بڑے کام سونپے تھے، ایک طُلیحہ اور اس کے حلیفوں کو ترک ارتداد کی دعوت دینا اور اگر وہ نہ مانیں تو ان سے لڑنا اور دوسرا اُن مسلمانوں کا بدلہ لینا جن کو طلیحہ کے حلیف قبیلوں میں قتل کیا گیا تھا، ان دونوں کاموں کی انجام دہی کے بعد ان کو حکم تھا کہ نئی ہدایات کا انتظار کریں۔

اکتفا میں فتح بُزاخہ سے متعلق ابوبکر صدیق کا جو خط بیان ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طُلیحہ سے فارغ ہونے کے بعد خالدؓ کو یَمامہ جانے اور مُسَیلمہ سے لڑنے کا حکم تھا۔ سیف کی رائے میں یَمامہ کی مہم خالدؓ کو نہیں بلکہ ایک دوسرے قریشی کمانڈر عکرمہ بن اَبی جہل کے سپرد تھی۔

واضح ہو کہ ایلچی تمہارا خط لے کر آیا جس میں تم نے بُزاخہ میں خدا کی عنایت کردہ فتح اور اَسد و غَطَفان کی سرکوبی کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اب تم

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ طبری ۳/۲۳۲

یمامہ کی طرف پیش قدمی کر رہے ہو جیسا کہ میں نے تم کو ہدایت کی ہے، اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ڈرتے رہو، اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ باپ کی طرح شفقت ومحبت سے پیش آؤ۔ خالدؓ بن ولید! بنو مُغیرہ[1] کی تمکنت سے بچتے رہنا، میں نے تمھیں سالار بنا کر اس شخص[2] کی بات ٹال دی ہے جس کی بات کبھی نہیں ٹالی، جب بنو حنیفہ کے پاس پہنچو گے تو تم دیکھو گے کہ وہ سب کے سب از اول تا آخر تمھارے خلاف ہیں اور ان کا علاقہ بہت بڑا ہے، جب تم وہاں پہنچو تو سارے جنگی معاملات کا خود انتظام کرنا، اپنے میمنہ، میسرہ اور رسالوں پر الگ الگ افسروں کو مقرر کرنا، رسول اللہؐ کے ممتاز مہاجر و انصار صحابہ سے مشورہ کرنا اور ان کی حیثیت اور مرتبہ کا پورا لحاظ رکھنا، جب بنو حنیفہ صفیں درست کر کے لڑنے کو آمادہ ہوں تو جیسے وہ لڑیں اسی طرح تم لڑنا: اگر وہ تیر چلائیں تو تم بھی تیر چلانا، اگر وہ نیزہ بازی کریں تو تم بھی نیزہ بازی کرنا اور اگر وہ تلوار سے لڑیں جس میں موت مضمر ہے تو تم بھی تلوار سے لڑنا، اگر خدا تمھیں فتح عطا کرے تو خبردار ان کے ساتھ نرمی سے پیش نہ آنا، اُن کے زخمیوں کا کام تمام کرنا، اُن میں سے جو بھاگ جائیں ان کا تعاقب کرنا اور جو تمھارے ہاتھ آجائیں اُن کو تلوار کے گھاٹ اتارنا اور آگ میں جلا دینا۔ میری ان ہدایات کی خلاف ورزی نہ ہو، والسلام علیک[3]۔

---

[1] خالد کا دادا، اس کے لڑکے بارعونت قریشی رئیس تھے۔ [2] اشارہ عمر فاروق کی طرف ہے لیکن تاریخ و آثار سے اس تصریح کی بالکل تائید نہیں ہوتی، ابوبکر صدیق کے مختصر عہد میں ایسے دسیوں واقعات کا ذکر موجود ہے جن میں ان کا عمر فاروق سے اختلاف تھا اور جن میں انھوں نے عمر فاروق کی رائے نظر انداز کر کے اپنی صوابدید کے مطابق عمل کیا تھا۔ اس کی چند مثالیں مقدمہ میں بھی پیش کی جا چکی ہیں۔ [3] الاکتفا ص ۲۵۲۔

Marfat.com

۷۔ عکرمہؓ بن ابی جہل کے نام

طُلیحہ کے بعد دوسرا اہم دشمن مُسَیلمہ تھا جس کی نبوت کا سارے یمامہ میں ڈنکا تھا، بنو حنیفہ کے کئی ہزار بہادر جوان اس کے لئے اپنی جان کی بازی لگانے کو تیار تھے، مُسَیلمہ نے بڑی خوش اسلوبی سے فوج کی تنظیم کی تھی اور صرفِ کثیر سے اس کو مسلح کیا تھا۔ بنو حنیفہ میں اس کو بہت مقبولیت حاصل تھی، بعض رپورٹروں کی رائے میں ابوبکر صدیق نے اس کی سرکوبی کے لئے عِکرمہؓ بن ابی جہل کو مامور کیا تھا، عکرمہؓ یمامہ پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ خلیفہ نے ان کی تقویت کے لئے ایک دوسری فوج شُرحبیل بن حَسَنہ کی قیادت میں بھیجی ہے جو عن قریب اُن سے آن سے آملے گی۔ عِکرمہؓ چاہتے تھے کہ مُسَیلمہ کا قصہ پاک کرنے میں کوئی دوسرا ان کا شریک نہ ہو، اس لئے انھوں نے شُرحبیل کے آنے سے پہلے ہی حملہ کر دیا، مُسَیلمہ کے جانبازوں نے مسلمانوں کی صفیں اُلٹ دیں، عکرمہؓ شکست فاش کھا کر بھاگ گئے۔ ابوبکر صدیق کو جب اس حادثہ کی خبر ہوئی تو ان کو سخت غصّہ آیا اور انھوں نے عِکرمہؓ کو یہ پُرعتاب خط لکھا:

”مادرِ عکرمہؓ کے فرزند! (اس شکست کے بعد) میں ہرگز تمھاری صورت نہیں دیکھوں گا اور نہ تم میری دیکھو گے، یہاں لوٹ کر مت آنا ورنہ لوگوں کے حوصلے پست ہوں گے، سیدھے حُذَیفہ اور عَرفجہ کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ عُمان اور مَہرہ کے مُرتد عربوں سے لڑو۔ اگر وہ جنگ میں مشغول ہو چکے ہوں تو تم آگے بڑھ جانا اور جن جن قبیلوں سے گذرو اُن کو ارتداد سے توبہ کرا کے دائرۂ اسلام میں داخل کرنا حتیٰ کہ تم اور مہاجر بن ابی اُمَیّہ یمن اور حضرموت میں ایک دوسرے سے مل جاؤ[1]۔“

---

[1] سیف بن عمر، تاریخ طبری ۳/۲۴۲، سیف بن عمر نے یہ خط کچھ مختلف الفاظ میں بعض دوسرے شیوخ تاریخ کی سند پر ارتداد عُمان، مَہرہ اور یمن کے ضمن میں بھی بیان کیا ہے، دیکھو تاریخ طبری ۳/۲۶۲۔

۸۔ خط کی دوسری شکل

استادی جانتے نہیں شاگردی سے گھبراتے ہو، جس دن مجھے ملو گے دیکھو کیسا مزا چکھاتا ہوں، شرجیل کے آنے تک تم کیوں نہ ٹھہرے رہے تاکہ ان کی مدد اور تعاون سے جنگ کرتے، اب حُذیفہ کے پاس جاکر اُن کی مدد کرو، اگر ان کو تمھاری مدد کی ضرورت نہ ہو تو یمن اور حضرموت چلے جاؤ اور مہاجر بن (اَبی) اُمیّہ کے ہاتھ مضبوط کرو[۱]۔

۹۔ شُرجیل بن حَسَنہ رض کے نام

شُرجیل ابھی راستہ ہی میں تھے کہ عکرمہ کی شکست کی خبر اُن کو موصول ہوئی، وہ رک گئے اور خلیفہ کو نئی ہدایات کے لئے مراسلہ بھیجا، ابوبکر صدیق نے ان کو لکھا کہ تم جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو، پھر کچھ عرصہ بعد جب انھوں نے خالد رض بن ولید کو یمامہ کی مہم پر امور کیا تو شرجیل کو لکھا:

> جب خالد رض تم سے آملیں اور یمامہ کی مہم سے تم بحکم خدا فارغ ہو جاؤ تو قبیلہ قُضاعہ[۲] کا رخ کرنا اور عمرو بن عاص رض کے ساتھ ہو کر قضاعہ کے اُن باغیوں کی خبر لینا جو اسلام لانے سے انکار کریں اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوں[۳]

---

[۱] ناسخ التواریخ محمد تقی، بمبئی، جلد ثانی کتاب ثانی ص ۱۶۲

[۲] اس کی بستیاں مدینہ کے شمال مغرب میں سرحد شام کے قریب واقع تھیں۔

[۳] سیف بن عمر۔ تاریخ طبری ۲/ ۲۴۶

Marfat.com

۱۰۔ خالدؓ بن ولید کے نام

ربیع الاول ۱۲ھ / ۶۳۳ء میں یمامہ کی جنگ ہوئی جو ردّۃ کی سب سے بڑی اور ہیبتناک جنگ تھی، مُسیلمہ کی فوج میں پانچ ہزار جوان تھے اور لگ بھگ اتنی ہی جمعیت مسلمانوں کی بھی تھی، سیف بن عمر کے مدرسۂ تاریخ نے مسلیمہ کی افواج کی تعداد چالیس ہزار بیان کی ہے جو مبالغہ پر مبنی ہے مُسیلمہ کے جاں باز ایک مثالی لگن اور جوش سے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے برخلاف خالدؓ کی فوج کا کافی بڑا حصہ اُن عربوں پر مشتمل تھا جو حالات کے دباؤ سے مجبور ہو کر یا غنیمت کی لالچ میں آ کر بھرتی ہو گئے تھے۔ جنگ ہوئی تو وہ بھاگ گئے اور مسلمان تین بار پسپا ہوئے، مُسیلمہ کی فوج ان کے کیمپ میں گھس پڑی، قریب تھا کہ مسلمانوں کو مکمل شکست ہو کہ مدینہ کے انصار اور مہاجر کی حمیت جوش میں آ گئی اور وہ خطروں سے بے پروا ہو کر دشمن پر ٹوٹ پڑے، ان کو دیکھ کر بہت سے بھاگے ہوئے بدو بھی لوٹ آئے، قتل کا بازار گرم ہوا، مسلمانوں کا پلہ بھاری ہو گیا، وہ برابر دشمن کو دباتے رہے حتیٰ کہ وہ ہٹتے ہٹتے ایک باغ کی چہار دیواری میں پناہ گیر ہوا، یہاں پھر ایک خوں ریز معرکہ ہوا، جس میں مُسیلمہ اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ ایک راوی نے جنگ کی جھلکی ان الفاظ میں پیش کی ہے: بنو حنیفہ سے مسلمانوں کو جتنی سخت زک پہنچی کسی دوسرے دشمن سے نہیں پہنچی تھی، وہ تو ان کے لئے زہریلی موت لے کر آئے اور ایسی تلواریں جن کو تیر اور نیزوں سے پہلے انھوں نے سونت لیا تھا، مسلمانوں نے صبر اور تحمل سے مقابلہ کیا لیکن مقابلہ کا مدار اُس دن پرانے اور آزمودہ کار مسلمانوں (انصار و مہاجر) پر تھا۔ اُس دن عَبّاد بن بشر انصاری خارشی چیتے کی طرح بپھرے پھرتے اور للکار کر کہتے: ہے کوئی جو مجھ سے ٹکر لے؟ اُن کے سامنے ایک جوشیلا حنفی ..... چنگھاڑتے اونٹ کی طرح آتا اور کہتا: آجا خزرجی، تو سمجھتا ہو گا ہم بھی ان کی طرح بزدل ہیں جن سے پہلے تیرا سابقہ پڑا تھا۔ عباد اس کی طرف بڑھتے، حنفی سبقت کر کے حملہ کر دیتا اور تلوار کا وار کرتا جس سے خود اسی کی تلوار ٹوٹ جاتی اور

Marfat.com

عَبّاد کو کوئی گزند نہ پہنچتا، پھر عَبّاد تلوار کا وار کرتے اور حنفی کے پیر کاٹ کر آگے بڑھ جاتے۔ حنفی سخت مشکل سے گھٹنوں کے بل کھڑا ہوتا اور آواز دیتا: شریف زادے میرا خاتمہ کرتے جاؤ۔ عَبّاد لوٹتے اور اس کی گردن مار دیتے پھر دوسرا حنفی مرنے والے کی جگہ لے لیتا، وہ اور عَبّاد گھوم پھر کر ایک دوسرے پر وار کرتے، عَبّاد کا جسم پہلے ہی زخموں سے چور ہوتا، عَبّاد (اس کے شانہ پر) ایسا سخت وار کرتے کہ اس کا پھیپھڑا نظر آنے لگتا اور کہتے: لے میرا یہ وار، میں ہوں ابن وَقش! پھر وہ حنفیوں کو زخمی کرتے آگے بڑھتے چلے جاتے[1]۔ ایک دوسرا راوی خالدؓ بن ولید کے تاثرات ان الفاظ میں بیان کرتا ہے: میں بیس معرکوں میں شریک ہوا لیکن بنو حُنیفَہ نے یمامہ کی لڑائی میں جس صبر سے تلوار کے وار سہے اور جس مہارت سے تلوار کے جوہر دکھائے اور جس پامردی سے وہ میدان میں ڈٹے رہے اس کی مثال میں نے کہیں نہیں دیکھی[2]۔

بارہ سو سے زیادہ مسلمان قتل ہوئے اور کئی ہزار زخمی۔ ایک شخص نے جو جنگ میں شریک تھا بیان کیا کہ زخمیوں کی اتنی کثرت تھی کہ نماز باجماعت میں خالدؓ کے ساتھ معدودے چند مہاجر اور انصار ہوتے تھے[3]۔

یمامہ کے قریب پہنچ کر خالدؓ نے ایک رسالہ گردوپیش کے حالات معلوم کرنے فوج سے آگے بھیج دیا تھا، اس وقت یمامہ کا ایک معزز سردار مُجّاعہ بن مُرارہ تیئیس ۲۳ آدمیوں کے ساتھ ایک مہم سے فارغ ہو کر وطن (یمامہ) واپس آ رہا تھا۔ رسالہ نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور خالدؓ کے پاس لائے، مُجّاعہ نے کہا: ہم نہ تو مسلمانوں کے دشمن ہیں، نہ حنفیوں کے جاسوس، ہم اپنے قبیلہ کے ایک مقتول کا قصاص لینے گئے تھے۔ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو چکا ہوں اور اسلام پر قائم ہوں۔ خالدؓ نے مُجّاعہ کے ساتھیوں سے

---

[1] ضمرہ بن سعید مازنی۔ الکتفا ص۲۵۵ [2] الکتفا ص۲۵۷ [3] ایضاً ص۲۵۲

Marfat.com

مُسیلمہ کے بارے میں رائے لی تو انھوں نے کہا: وہ خدا کا رسول ہے۔ خالدؓ نے اُن سب کو قتل کرا دیا، کسی نے سفارش کی کہ مُجّاعہ کی جان نہ لو، وہ بنو حنیفہ کا لیڈر ہے، تمھاری لڑائی اور صلح دونوں میں اس سے قیمتی مدد مل سکتی ہے۔ خالدؓ نے مُجّاعہ کو قتل نہیں کرایا اور اس کے پیروں میں بیڑیاں ڈلوا دیں۔ جلد ہی خالدؓ کو مجّاعہ کے اخلاص اور دانائی کا معترف ہونا پڑا، وہ خالدؓ کا مشیر اور مقرب بن گیا۔ مجّاعہ کی ایک لڑکی تھی جس کے جمال کی سارے یمامہ میں دھوم تھی۔ خالدؓ اس پر ریجھے ہوئے تھے۔ جنگ سے فارغ ہو کر انھوں نے مُجّاعہ کو شادی کا پیغام دے دیا۔ مجّاعہ نے پیغام تو قبول کر لیا لیکن کہا: کچھ دن ٹھہر جاؤ، جنگ کے زخم مندمل ہو جائیں اور ماتم کی صفیں اُٹھ جائیں تب شادی کرنا۔ اس کو اندیشہ تھا کہ اگر اس قدر جلد شادی کر دی گئی تو خلیفہ اور مسلمان دونوں کو یہ بات ناگوار ہوگی لیکن خالدؓ نہ مانے۔ شادی ہو گئی، خالدؓ کی فوج کے مہاجر و انصار صحابہ نے جو اپنے ساتھیوں کی موت پر سوگوار بیٹھے تھے اور جن کے کیمپ میں ہزاروں زخمی درد سے کراہ رہے تھے، شادی کو ناپسند کیا اور اس کی شکایت خلیفہ سے بھی کر دی۔ ابوبکر صدیق آزردہ ہوئے، عمر بن خطابؓ نے خالدؓ کی جنسی بے اعتدالی پر نقد کر کے ان کو مشتعل کرنے کی کوشش کی لیکن ابوبکر صدیق نے خالد کے خلاف کوئی تعزیری کارروائی نہیں کی بلکہ اس سرزنش پر اکتفا کیا:

> مادر خالدؓ کے فرزند، تم بڑے بے صبرے ہو، عورتوں سے شادی بیاہ رچاتے ہو حالانکہ تمہارے دروازہ پر بارہ سو مسلمانوں کا خون خشک بھی نہیں ہونے پایا!
>
> پھر مجّاعہ نے دھوکا دے کر صحیح طریق کار سے تم کو باز رکھا اور اپنی قوم (بنو حنیفہ) کی طرف سے صلح کی حالانکہ خدا نے پوری طرح ان کو تمہارے بس میں کر دیا تھا......

......یہاں راوی خط کو ادھورا چھوڑ دیتا ہے یہ کہہ کر کہ اس کا مکمل مضمون وثیمہ نے اپنی کتاب الردہ میں بیان کیا ہے[۱]۔

---

(۱) اکتفا صفحہ ۲۶ وابن اسحاق۔ طبری ۲/۲۵۴۔ سرف خط کشیدہ حصہ۔

۱۱ خط کی دوسری شکل

تم عورتوں سے ہم صحبت ہوتے ہو حالانکہ تمھارے خیمہ کی طنابوں کے
باہر مسلمانوں کا خون رواں ہوتا ہے[۱]۔

مجاعہ کی صلح اور دھوکہ کا قصہ یہ ہے کہ جنگ کے خاتمہ پر خالدؓ مجاعہ کو لے کر مسیلمہ کی لاش تلاش کرنے نکلے جو میدانِ جنگ میں سینکڑوں لاشوں کے درمیان کہیں پڑی ہوئی تھی، جب مجاعہ نے خالدؓ کو لاش دکھائی تو انھوں نے کہا: یہ ہے وہ شخص جس نے تمھیں تباہ کرایا! حنفی بھی کتنے احمق ہیں، اس حقیر آدمی (مسیلمہ چھوٹے قد کا بھدا سا آدمی تھا) کی باتوں میں آکر تباہ ہوگئے! مجاعہ نے کہا: یہ سب تو ہوا لیکن تم یہ نہ سمجھنا کہ اُن کے لیڈر کے قتل سے جنگ ختم ہوگئی، بخدا تم سے لڑنے ابھی اُن کے اگلے دستے آئے ہیں، ان کے اکثر جوان اور خاندانی لوگ قلعوں میں موجود ہیں[۲]۔ مجاعہ کی ان باتوں نے خالدؓ کو تشویش میں ڈال دیا اور انھوں نے اپنے رسالوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ راوی کہتا ہے کہ مسلمان بنو حنیفہ سے لڑنا نہیں چاہتے تھے، وہ لڑائی سے تنگ آگئے تھے، ان کی بڑی تعداد قتل ہوچکی تھی اور جو زندہ بچے ان میں سے اکثر زخمی تھے۔ اس وقت مجاعہ نے ایک چال چلی اور خالدؓ سے کہا: میں تمھارا بھلا چاہتا ہوں، تم اور بنو حنیفہ بری طرح پٹ چکے ہو، آؤ میں ان کی طرف سے سمجھوتہ کرلوں۔
راوی کہتا ہے: اہلِ سابقہ یعنی اسلام کے پرانے شیدائی اور آزمودہ کار صحابہ کے قتل سے خالدؓ کی فوجی طاقت بہت کم ہوگئی تھی، اس کے علاوہ اونٹ اور گھوڑے چارہ کی قلت سے بے حد کمزور ہوگئے تھے، اس لئے وہ چاہتے تھے کہ کوئی باعزت سمجھوتہ ہوجائے۔

۱۔ تاریخ یعقوبی (بیروت) ۱۳۲/۲

۲۔ اکتفاء ص ۲۵۹ (ابن اسحاق۔ تاریخ طبری ۲۵۱/۳

Marfat.com

سمجھوتہ ہوگیا جس کی رو سے بنو حنیفہ کو اپنا سارا سونا، چاندی، ہتیار اور گھوڑے مسلمانوں کو دینا پڑے۔ اس سمجھوتہ کے بعد جب خالدؓ، مجّاعۃ کے ساتھ حنفیوں کی بستیوں میں گئے اور ان کے قلعوں کو دیکھا تو وہاں بس عورتیں، بچے اور دور از کار مرد تھے۔ یہ دیکھ کر خالدؓ کو غصہ آیا اور انھوں نے مجّاعۃ سے کہا: تم نے مجھے دھوکا دیا! یعنی کہاں ہیں سورماؤں اور جوانوں کے وہ دَل جن کی تم نے دھمکی دی تھی۔ مجّاعہ: اپنی قوم کی خاطر ایسا کرنے پر مجبور تھا۔ اس صلح کے ساتھ ہی سارے حنفی مسلمان ہوگئے[1]۔

خالدؓ کا جواب

مجّاعہ کی لڑکی سے شادی پر ابوبکر صدیق کا مذکورہ بالا مراسلہ جب خالد بن ولیدؓ کو موصول ہوا تو وہ جھلّا گئے اور بولے: یہ سب عمرؓ کی شرارت ہے۔ عمر فاروق سے ان کے تعلقات کشیدہ تھے، ان کو خلیفہ کی نکتہ چینی بُری لگی اور انھوں نے مندرجہ ذیل جواب بھیجا، اس کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق نے اپنے خط میں (جس کا صرف ادھورا حصہ راوی نے بیان کیا ہے جیسا کہ قارئین نے اوپر پڑھا) تین اعتراض تھے:

(۱) خالدؓ نے مجّاعہ کی لڑکی سے جنگ ختم ہوتے ہی شادی کرلی اور اپنی فوج کے کئی سو شہیدوں کی موت کی کچھ پرواہ نہ کی۔

(۲) جنگ کی ناقص قیادت کی یا جنگ کے خطروں سے خود الگ تھلگ رہے۔

(۳) مجّاعہ کے دھوکہ میں آگئے۔

میری جان کی قسم، میں نے اس وقت تک شادی نہیں کی جب تک فتح اور کامرانی کی مسرت پوری طرح مجھے حاصل نہ ہوگئی اور کیمپ سے نکل کر گھر کے

---

[1] اکتفا صفحہ ۲۶۔

Marfat.com

ماحول میں منتقل نہ ہوگیا۔ میں نے ایسے شخص سے رشتہ جوڑا ہے جس کے پاس اگر مدینہ سے شادی کا پیغام دینے مجھے آنا پڑتا تو میں پرواہ نہ کرتا، دَع أني استثرت خِطبتي إليه من تحت قدمي، فإن كنت قد كرهت لي ذالك لدين أو دنيا أعتبتك (؟) آپ کی یہ شکایت کہ میں نے اپنی فوج کے شہیدوں کا حقِ ماتم ادا نہیں کیا (خط کی عبارت سے یہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے) تو بخدا ہے (ان کی موت پر مجھے بے پایاں صدمہ ہوا اور) اگر کسی کا غم زندوں کو بقیدِ حیات رکھ سکتا اور کسی کا ماتم مُردوں کو بقیدِ حیات لاسکتا تو میرا غم اور ماتم ضرور یہ اثر دکھاتے۔ (آپ یقین کیجئے) شوقِ شہادت مجھے ایسے ایسے خطروں میں لے گیا جہاں بچنے کی امید نہ رہی تھی اور موت کا یقین ہوگیا تھا۔ آپ کا یہ کہنا کہ مُجّاعہ نے دھوکا دے کر مجھے صحیح طریق کار سے باز رکھا تو عرض یہ ہے کہ میں نے اس موقع پر اپنی رائے غلط نہیں سمجھی، مجھے غیب کا علم بھی نہ تھا (جو مُجّاعہ کے دھوکہ کو پہلے سے معلوم کرلیتا)، سمجھوتہ سے بلاشبہ خدا نے مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا، ان کو (بنوحنیفہ کی) زمین کا وارث بنادیا اور ان کو اہلِ تقویٰ کے انعام عطا کئے[۱]

صحابی ابوبرزہ اسلمیؓ یہ خط لے کر مدینہ آئے، اس کو پڑھ کر ابوبکر صدیق کا غصہ کچھ دھیما پڑا لیکن عمر فاروق اور زیادہ مشتعل ہوئے، وہ پہلے کی طرح خالدؓ کو برا بھلا کہتے رہے اور اس میں ان کے ساتھ کچھ دوسرے سربرآوردہ قرشی بھی شریک تھے۔ ابوبرزہ سے نہ رہا گیا انھوں نے کھڑے ہوکر خالدؓ کی حمایت میں تقریر کی جس سے ابوبکر صدیق کا غبارِ خاطر کافی کم ہوگیا۔

الکتفا میں خالد بن ولیدؓ کا ایک اور خط جنگ یمامہ کے ضمن میں بیان ہوا ہے۔ ان کی فوج کے صحابہ کا ایک گروہ اس سمجھوتہ کے خلاف تھے جو انھوں نے مُجّاعہ سے کیا تھا اور جس کی رو سے

---

[۱] الکتفا ص ۲

Marfat.com

بنو حنیفہ کے باقی مرد قتل ہونے سے بچ گئے تھے۔ اِن صحابہ کی دلیل تھی کہ سمجھوتہ خلیفہ کی ہدایات کے خلاف ہے، ہدایات کا تقاضہ ہے کہ بنو حنیفہ کے سارے بالغ مردوں کو قتل کر دیا جائے، خالدؓ کہتے: حالات ایسے ہیں کہ ان ہدایات پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ سمجھوتہ ہو گیا اور صحابہ کو شکایت باقی رہی۔ خالدؓ کو اندیشہ تھا کہ صحابہ کی مخالفت عمر فاروقؓ تک متعدی ہو کر رہے گی اور وہ ضرور خلیفہ کو بھڑکائیں گے لہٰذا انھوں نے مناسب سمجھا کہ خلیفہ کو ان استثنائی حالات سے باخبر کر دیں جن کے زیر اثر وہ صلح کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، خلیفہ رسول اللہؐ ابوبکرؓ کی خدمت میں خالدؓ بن ولید کی طرف سے۔ بخدا میں نے حنفیوں سے اس وقت تک صلح نہ کی جب تک میری فوج کے وہ لوگ قتل نہ ہو گئے جن پر میری قوت کا دار و مدار تھا، جب گھوڑے (قلت خوراک کے باعث) سوکھ کر کانٹا ہو گئے اور اونٹ بھوکوں مر گئے۔ جنگ میں اتنے مسلمان مارے گئے اور اتنے زیادہ زخمی ہوئے کہ اس ڈر سے کہ کہیں وہ ہار نہ جائیں یا سب کے سب قتل نہ کر دیئے جائیں میں بھیس بدل کے تلوار سونت کر انتہائی خطروں میں گھس پڑتا تھا بالآخر خدا نے فتح عنایت کی۔ شکر ہے اُس کا۔[1][2]

۱۲۔ خالدؓ بن ولید کے نام

یہ مراسلہ اس وقت موصول ہوا جب خالدؓ کا مُجّاعہ سے سمجھوتہ ہو چکا تھا، راوی کہتا ہے کہ اس سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ بعض صحابہ بالخصوص انصار سے تعلق رکھنے

---

[1] خدا کی عبارت میں ایک دو جگہ تکرار ہے جس کو ترجمہ میں لحاظ نہیں رکھا گیا۔

[2] الکنفا صہ ۲۳

Marfat.com

والے شروع ہی سے سمجھوتہ کے خلاف تھے کیوں کہ ان کے خیال میں یہ سمجھوتہ خلیفہ کی منشا اور ہدایات دونوں کے خلاف تھا۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ فتح بُزاخہ کی خبر پاکر ابوبکر صدیق نے خالدؓ کو جو مراسلہ بھیجا تھا اس کے آخر میں یہ الفاظ تھے: اگر خدا تم کو بنو حنیفہ پر فتح عطا کرے تو ان کے ساتھ نرمی سے قطعاً پیش نہ آنا، ان کے زخمیوں کا کام تمام کرنا، ان میں سے جو بھاگ جائیں ان کا تعاقب کرنا اور جو تمہارے ہاتھ لگ جائیں ان کو تلوار کے گھاٹ اتار دینا اور آگ میں جلا دینا۔ مراسلہ ذیل پاکر صحابہ نے خالدؓ پر پھر زور ڈالا کہ سمجھوتہ توڑ دیا جائے اور بنو حنیفہ کے قلعوں کا محاصرہ کر کے بزورِ شمشیر فتح کیا جائے اور ان کے سارے بالغوں کو قتل کر دیا جائے، لیکن خالدؓ سمجھوتہ توڑنے کے لئے تیار نہیں ہوئے انھوں نے کہا کہ مسلمان فوج اس درجہ کمزور اور ان کے گھوڑے ایسے نڈھال ہیں کہ وہ کوئی عسکری مہم انجام نہیں دے سکتے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں ہرگز سمجھوتہ نہ کرتا۔

میرا خط پاکر تدبّر سے کام لینا اور اگر خدا بنو حنیفہ پر تم کو فتح عطا کر دے تو ان کے کسی بالغ مرد کو زندہ نہ چھوڑنا۔[1]

۱۳۔ خالدؓ بن ولید کے نام

ذیل کا خط ناسخ التواریخ سے ماخوذ ہے۔ فتح یمامہ کی خبر لے کر جب خالدؓ کے ایلچی مدینہ آئے تو ابوبکر صدیق نے ان سے جنگ کے حالات دریافت کئے۔ انھوں نے بتایا کہ جنگ بے انتہا سخت تھی، مُسیلمہ کی فوج بھوکے چیتوں کی طرح مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی اور تین بار ان کو پسپا کیا، خالدؓ کی فوج کی وہ صفیں جن میں بدو عربوں کا تناسب زیادہ تھا ان کی تلواروں کے سامنے منہ موڑ گئیں، یہ صرف اُن صحابہ کی ہمت مردانہ اور دینی حمیت تھی، جس نے اسلام کا جھنڈا نیچا نہ ہونے دیا، اس کی ان کو بھاری قیمت دینا پڑی: وہ بڑی تعداد میں مارے گئے اور گھائل ہوئے، ان

---

[1] الکتفا ص ۲۶

Marfat.com

تفصیلات سے ابوبکر صدیق اور دوسرے صحابہ کو بہت دکھ ہوا، ان کا دل ہمیشہ سے زیادہ بنو حنیفہ کی طرف سے سخت ہو گیا۔

مُسیلمہ کے قتل کی خبر پہنچی، فتح یمامہ اور مسلمانوں کی کامیابی کا حال معلوم ہوا، مُسیلمہ کے خاتمہ کے معنی ہیں کہ اہل یمامہ کی قوت اور دھاک ختم ہو چکی ہے کیوں کہ بے سردار کی فوج سر کٹے جسم کی طرح ہوتی ہے۔ اب اُن کے قلعہ کا محاصرہ کر لو اور جب تک وہ فتح نہ ہو جائے وہاں سے نہ ہٹو، اہل یمامہ چاہے کتنا ہی چاہیں کہ تم سے سمجھوتہ کر لیں پر تم لڑے ہی جانا اور جب قلعہ فتح ہو جائے تو ان کے سب مردوں کو مار ڈالنا اور ان کی عورتوں بچوں کو غلام بنا لینا اور ان کی ساری زمینوں، سونے چاندی اور سامان پر قبضہ کر لینا[1]۔

۱۴۔ طُرَیفہ بن حاجز کے نام

خلیفہ ہو کر ابوبکر صدیق نے طُرَیفہ بن حاجز کو بنو سُلیم کے اُن عربوں پر جو اسلام پر قائم تھے والی بنا دیا تھا، یہ مخلص اور جوشیلے کارکن تھے، انھوں نے ایسی مؤثر تقریریں کیں کہ بنو سُلیم[2] کے بہت سے عرب ان سے آملے اور مرتد عرب الگ ہو کر رہ زنی کرنے لگے۔ کبھی طریفہ اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ ان مرتد عربوں پر حملے کرتے اور کبھی مرتد عرب مسلمانوں پر۔ لوٹ مار کا یہ ڈرامہ جاری تھا کہ بنو سُلیم کا ایک ڈاکو جس کا نام اِیاس تھا ابوبکر صدیق کے پاس آیا، چوں کہ یہ اچانک مسافروں اور بستیوں پر حملہ کر کے لوٹا کرتا اُس کا نام فُجاءہ پڑ گیا تھا۔ جب مرتد عربوں

---

[1] ناسخ التواریخ جلد ثانی کتاب ثانی صہ ۱۳۲

[2] مدینہ کے مشرق سے لے کر وادی القریٰ اور خیبر (شمال مدینہ) تک بنو سُلیم کی بستیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ جزیرۃ العرب ہمدانی، صہ ۱۳۱

Marfat.com

کے خلاف فوجیں بھیجی گئیں اور کئی جگہ ان کی سخت مرمت کی گئی تو فُجاءہ کو ایک چال سوجھی، اس نے اپنے ساتھی نَجَبَہ بن اَبی مَیثاءُ سے جو اس کی طرح ڈاکو تھا، کہا: میں مسلمان تو ہونے سے رہا اور یہ جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں مجھے مرنا ہے، مرنے سے پہلے کیوں ایسے کارنامے نہ کر جاؤں جن سے خالدؓ اور ابوبکر دونوں کے دل ہل جائیں۔ وہ مدینہ گیا اور خلیفہ سے کہا: میں رسول اللہؐ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا، جزیرہ عرب کی ہر جگہ اور ہر شخص سے واقف ہوں، اسلام سے پہلے قبیلوں میں لوٹ مار اور غارت گری کرتا تھا، بہت سے صحرائی قبیلے میری نظر میں ہیں جو اسلام سے منحرف ہو گئے ہیں اور آپ یا آپ کا کوئی جنرل ان سے واقف نہیں ہے، میں ان سب کو مسلمان کر سکتا ہوں اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان کی گردن مار سکتا ہوں، وہ سارے مرتد جن تک خالدؓ کی رسائی نہ ہو پہنچ لوں گا اور تلوار کا لقمہ بنا دوں گا، شاید اس طرح میرے گناہوں کا کچھ کفارہ ادا ہو سکے لیکن میری حالت اِن دنوں خراب ہے، نہ تو میرے پاس روپیہ ہے، نہ سواری اور نہ سامان جنگ، آپ مدد کیجئے۔ ابوبکر صدیق نے اس کو دو گھوڑے دئے اور دس مسلمان ہتیاروں سے مسلح اس کے ساتھ کر دئے اور بقول بعض تیس اونٹ اور تیس سپاہیوں کے ہتیار[1]۔ فُجاءہ اپنے قبیلہ کی طرف چلا اور راستہ میں مرتد عربوں کو اپنے ساتھ ملاتا رہا، جب اس کی جمعیت بڑھ گئی تو اس نے پہلے اپنے مسلمان ساتھیوں کو قتل کیا اور ان کا سب سامان لوٹ لیا پھر اس نے غارت گری شروع کر دی، کبھی اِس قبیلہ پر چھاپہ مارتا کبھی اُس قبیلہ پر۔ مسلمانوں کی ایک پارٹی مدینہ جا رہی تھی، ان کو لوٹ کر مار ڈالا۔ جب ابوبکر صدیق کو ان حادثوں کا علم ہوا تو انھوں نے بنو سُلیم میں اپنے نمائندہ طُرَیفہ کو لکھا:

واضح ہو کہ دشمن خدا فُجاءہ میرے پاس آیا اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا پھر مجھ سے درخواست کی کہ اسلام سے منحرف عربوں کی سرکوبی کے لئے اس کے ہاتھ

---

[1] الکتفا ص ۲۳۳

مضبوط کروں، میں نے اس کو اونٹ دئے اور ہتیاروں سے مسلح کیا۔ اب مجھے وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ دشمن خدا کیا مسلمان کیا مرتد سب کو آ پکڑتا ہے اور ان کا سامان چھین لیتا ہے اور جو اس کی بات نہیں مانتے انھیں تلوار کے گھاٹ اُتار دیتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے مسلمان ساتھیوں کو لے کر اس کی سرکوبی کے لیے جاؤ اور اس کو قتل کر دو یا گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ۔[1]

۱۵۔ خط کی دوسری شکل

دشمن خدا ابن الفجاءہ مجھ سے ملنے آیا تھا، اب مجھے خبر ملی ہے کہ وہ رہزنی کرتا ہے اور قزاق ہوگیا ہے، تم (فوج لے کر) جاؤ اور اس کو گرفتار کر لو۔[2]

۱۶۔ خالدؓ بن ولید کے نام

جب ابوبکر صدیق کو فجاءہ کی غداری اور لوٹ مار کی خبر ملی تو انھوں نے خالدؓ بن ولید کو لکھا:

اگر خدا کی عنایت سے تم کو بنو حنیفہ پر فتح حاصل ہو تو یمامہ میں زیادہ قیام نہ کرنا اور بنو سُلیم کے علاقہ میں پہنچ جانا، اور ان کو ایسا پامال کرنا کہ وہ ہمیشہ یاد رکھیں۔ کسی عرب قبیلہ پر مجھ کو اتنا غصّہ نہیں جتنا ان پر ہے، ان کا ایک شخص فجاءہ میرے پاس آیا اور بولا: میں مسلمان ہوں، جہاد کے لئے میری مدد کیجئے۔

---

[1] ابن اسحاق۔ طبری ۲/۲۶۴ و اکتفا ص۲۳۳، سیاق وسباق کا بیشتر حصہ از ناسخ التواریخ جلد ۲ کتاب ثانی ص۷۰

[2] یعقوبی (بیروت) ۲/۱۳۴

Marfat.com

میں نے اس کو اونٹ اور ہتھیار دیئے، پھر وہ لوٹ مار کرنے لگا، اگر خدا تم کو بنو سُلیم پر فتح عطا کرے تو میں تم سے مطلق ناخوش نہ ہوں گا اگر تم اُن کو آگ میں جلا دو گے اور قتل کا بازار گرم کر کے ان کے دل دہلا دو گے تاکہ وہ عبرت پکڑیں اور پھر کبھی ان کو غداری کی جرأت نہ ہو۔[1]

خط پاکر خالدؓ نے ہراول دستے روانہ کر دیئے، بنو سُلیم کو خبر ہوئی تو اُن کے بہت سے شورہ پشت جن میں بنو عُصَیّہ کی اکثریت تھی، جنگ کے لئے تیار ہو گئے، مشہور شاعرہ خنساء کا لڑکا ابو شجرہ اُن کا سرغنہ اور لیڈر تھا، یہ لوگ جوا نامی تالاب پر جو مدینہ کے قریب شمال مشرق میں ایک چراگاہ میں واقع تھا جمع ہو گئے، خالدؓ نے آکر اُن کے سامنے فوج اُتار دی۔ مسلمانوں کی تعداد کم تھی، جنگ یمامہ نے ان کو سخت کمزور کر دیا تھا اور بہت سوں کے زخم بھی ابھی اچھے نہیں ہوئے تھے، قلت خوراک کے باعث گھوڑوں کی حالت خستہ تھی، لڑائی ہوئی تو بنو سُلیم نے مسلمانوں کو دبا لیا، خالدؓ خود جنگ میں کود پڑے اور اس خوبی سے لڑے اور جنگ کی قیادت کی کہ دشمن کے پیر اُکھڑ گئے، اُس کے بہت سے سپاہی مسلمانوں نے پکڑ لئے۔[2]

۱۷۔ عمرو بن عاصؓ اور ولید بن عُقبہؓ کے نام

ابوبکر صدیق نے عمرو بن عاص اور ولید بن عُقبہ کو بعض عربی بستیوں میں محصل زکوٰۃ بنا کر بھیجا اور جب ان دونوں نے اپنے اپنے مرکزوں میں پہنچ کر فرائض منصبی سنبھال لئے تو خلیفہ کا یہ ہدایت نامہ موصول ہوا:

ہر کام میں خواہ ظاہر ہو یا مخفی خدا سے ڈرو، جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اُس

---

[1] اکتفا صفحہ ۲۶۴
[2] اکتفا صفحہ ۲۶۴

Marfat.com

کی مشکلات آسان کر دیتا ہے اور اس جگہ سے اُس کو رزق دیتا ہے جہاں اس کا خیال بھی نہیں جاتا، جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہے، اور اُس کو انعام عظیم عطا کرتا ہے، بلاشبہ انسانوں کے لئے اس سے بہتر کوئی کام نہیں کہ ایک دوسرے کو خوف خدا کی تلقین کریں، جو اسلامی خدمت تمھارے سپرد کی گئی ہے اس کی انجام دہی میں دھوکہ، ڈھیل یا کوتاہی سے کام نہ لینا اور نہ کسی ایسے کام سے بے اعتنائی برتنا جس سے تمھارے دین کا مفاد یا تمھارے اقتدار کا بقا وابستہ ہو۔

لہ کنزالعمال متقی برہان پوری (حیدرآباد) ۸/۲۰۷

(ب) بغاوتِ یمن

۱۸۔ یمن کے حمیری رئیسوں کے نام

اس خط کو سمجھنے کے لئے ابوبکر صدیق اور ان سے پہلے رسول اللہؐ کے آخر ایام حیات میں یمن کے حالات کا مجمل ذکر یہاں ضروری ہے۔ ہجرت سے کوئی سینتالیس برس پہلے یمن پر فارسیوں کا تسلط ہو گیا تھا، رسول اللہؐ کے زمانہ میں یمن کا بادشاہ باذان تھا اور صنعار کا معتدل کوہستانی شہر اس کا پایۂ تخت تھا، رسول اللہ کی دعوت پر وہ مسلمان ہو گیا تھا، سنہ ۹ھ ۶۳۰ء کے خاتمہ پر اس کا انتقال ہو گیا، حجۃ الوداع (سنہ ۱۰ھ ۶۳۱ء) سے فارغ ہو کر رسول اللہؐ نے یمن میں اپنی طرف سے محصّل زکاۃ مقرر کئے، سارے یمن کو سات حصوں میں بانٹا اور ہر حصہ پر ایک عامل مقرر کیا: نجرانؔ اور متعلقہ دیہاتوں پر عمرو بن حزم، رِمَع اور زَبید کے علاقہ پر خالد بن سعید بن عاص، ہمدان کے قبیلوں پر عامر بن شہر، صنعار اور اس کے مضافات پر شہر بن باذان، تہامہ یعنی مغربی یمن کے عَک اور اَشعری قبائل پر طاہر بن ابی ہالہ، مارِب کے دیہاتوں پر ابوموسیٰ اشعری، جَنَد کی اراضی پر یعلیٰ بن اُمیہ، مُعاذ بن جَبَل آٹھویں عامل تھے لیکن ان کے ذمہ تحصیل وصول کا کام نہیں تھا بلکہ وہ یمن میں گشت کر کے قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ اس وقت یمن کے سیاسی افق پر ایک ہوشیار کاہن نمودار ہوا جس کا نام اسود بن کعب عَنسی تھا، وہ یمن کے شاہی خاندان سبا سے تعلق رکھتا تھا، رسول اللہؐ کی نبوت عربوں میں مقبول دیکھ کر اور یمن پر قریش کے اقتدار سے ناخوش ہو کر اس کے دل میں نبی بننے اور اپنے آبا و اجداد کی طرح یمن پر حکومت

لہ ملاحظہ ہو نقشہ مقابل صہ ۱

کرنے کا داعیہ پیدا ہوا، باذان کی زندگی میں اس کی دال نہ گلی کیوں کہ اس کی گرفت سارے یمن پر سخت تھی، اس کی وفات پر جب یمن کو چھوٹے چھوٹے سات انتظامی حلقوں میں بانٹ دیا گیا تو اَسود نے اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے میدان صاف پایا، اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا، اس کا قبیلہ پہلے ہی اس کے ساتھ تھا، دوسرے لوگوں نے بھی اس کی دعوت مان لی اور آندھی کی طرح اس کی تحریک سارے یمن میں پھیل گئی، اِس وقت یمن میں دو اہم طبقے تھے: ایک اصلی باشندے جن کا تعلق سَبا اور حِمیَر کے خاندانوں سے تھا اور دوسرے فارسی نسل کے لوگ جن کو اَبنا کہتے تھے، اَبنا اس وقت یمن کی سب سے پھلتی پھولتی اقلیت تھے۔ ایک عرصہ سے چوں کہ یمن کا حاکم کسروی حکومت کا ماتحت تھا اس لئے حکومت کے اکثر عہدوں اور تجارتی کاروبار پر اَبنا چھائے ہوئے تھے، اس وقت ان کے تین لیڈر تھے: شہر بن باذان، فیروز دَیلمی اور دَاذَوَیہ، یہ تینوں اسلام لاچکے تھے، انھوں نے اَسود کا مقابلہ کیا لیکن چوں کہ یمن کے بیشتر رئیس اَسود کے ساتھ تھے، اَبنا کمزور پڑگئے، پچیس دن کی قلیل مدت میں اَسود نے شہر بن باذان (حاکم صنعار) کو قتل کرکے یمن کے پایۂ تخت اور سب سے بڑے شہر صنعا پر قبضہ کر لیا۔ حکمت اور تالیف قلب سے کام لے کر اس نے اَبنا اور اس کے لیڈروں کی وفاداری بھی حاصل کر لی، مغربی یمن (تہامہ) کو چھوڑ کر سارے ملک پر اَسود کا راج ہوگیا، رسول اللہؐ کے عامل یا تو مدینہ بھاگ نکلے یا مغربی یمن (تہامہ) اور مشرق میں مملکت حَضرَموت جاکر انھوں نے پناہ لی، رسول اللہؐ کو جب اِن حالات کا علم ہوا تو انھوں نے اَسود کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں اس کو وفادار رہنے کی ترغیب تھی لیکن اَسود پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا، انھوں نے اَبنا کے لیڈروں اور یمن کے دوسرے رئیسوں کو بھی خط بھیجے اور ان کو اسلام پر قائم رہنے نیز اَسود سے لڑنے کی پرزور تاکید کی، اِن رئیسوں میں یہ حِمیَری رئیس قابل ذکر ہیں: عامر بن شہر، سَعید بن عاقب، سُمیفع بن ناکُور، حَوشَب اور شہر۔ یہ حِمیَری رئیس اسلام کی وفاداری کا دم بھرتے رہے اور مسلمانوں کی مدد کے لئے مستعد ہوگئے۔

حکومت اور اقتدار پاکر اسود عنسی کی تمکنت ایسی بڑھی کہ اپنے کمانڈر ان چیف قیس بن

Marfat.com

عبدیغوث (مکشوح مُرادی) اور ابنا کے لیڈروں فیروز اور ذاذَویہ کے ساتھ حقارت آمیز برتاؤ کرنے لگا، اُن کو اسود سے بغاوت کے لئے سہارے کی ضرورت تھی جو رسول اللہؐ کے خط سے ان کو مل گیا۔ یہ تینوں اور اُن کے زیر اثر اَبنا پھر اسلام کے وفادار ہو گئے اور سازش کر کے اسود کو اس کے محل میں قتل کر دیا۔ اسود کی حکومت تین چار ماہ سے زیادہ نہ چلی۔ اس کے قتل سے صنعاء اور جَنَد کے ضلعوں پر پھر اسلامی تسلط قائم ہو گیا لیکن اس کے بہت سے فوجی لیڈر باغی رہے، ان میں سے کچھ صنعاء اور نجران کے درمیانی علاقہ میں ترکتازیاں کرتے اور کچھ اپنے اپنے قبیلوں میں خود مختاری کا دم بھرتے، اَسود کے قتل کی خبر جس رات رسول اللہؐ کو پہنچی اس کی صبح کو ان کی مشعلِ حیات گل ہو گئی اور ایک خبر یہ ہے کہ قتل کی خبر ان کی وفات کے دس بارہ دن بعد مدینہ پہنچی جب ابوبکر صدیق خلیفہ ہو چکے تھے۔

رسول اللہؐ کی وفات کا جب یمن میں چرچا ہوا تو سد مرتے ہوئے حالات پھر خراب ہو گئے، قیس بن عبدیغوث جو فیروز اور ذاذویہ کو ملا کر اسود سے باغی ہو گیا تھا اور جس نے اس کے تعاون سے اسود کو قتل کیا تھا اب پھر اسلام کی وفاداری سے منحرف ہو گیا۔ لائق اور اولوالعزم آدمی تھا، قومی عصبیت کے نشہ میں سرشار، یمن میں فارسیوں کا اقتدار اس کو سدا کھٹکتا رہا تھا، اس کو ختم کر کے وہ اَبنا کی مادی اور اجتماعی سربلندی کو خاک میں ملانا چاہتا تھا، ایک کامیاب فوجی لیڈر وہ پہلے ہی سے تھا۔ اس نے اسود کے فوجی لیڈروں سے سازباز کی اور ابنا کو ملک سے نکالنے کا منصوبہ بنا لیا، فیروز اور ذاذَویہ دونوں سے اس نے تعلقات خراب کر لیے، ذاذَویہ کو دھوکہ دے کر اُس نے قتل کر دیا، فیروز قتل ہونے سے بال بال بچ گئے، اُنھوں نے ابوبکر صدیق کو اپنی اور ابنا کی وفاداری سے مطلع کر کے درخواست کی کہ ہماری مدد کیجئے، ہم اسلام کے لئے ہر قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ ابوبکر صدیق اس وقت کافی پریشان تھے، مدینہ کو کئی طرف سے دشمن گھیرے ہوئے تھے اور سب سے پہلے ان کی طرف متوجہ ہونا ضروری تھا، دور افتادہ علاقوں میں فوجیں بھیجنے کا ارادہ وہ مصمم کر چکے

ابوبکر صدیق کے سرکاری خطوط

تھے لیکن ابھی تیاری مکمل نہیں ہوئی تھی، ان کا ارادہ تھا کہ اُسامہ بن زید شام کی مہم سے لوٹ آئیں تو ایک فوج یمن بھیجی جائے، اس وقت تک وہ یمن کے باغیوں کو ترہیب آمیز خط لکھتے رہے اور وہاں کے وفادار امراء کو باہم متحد ہوکر باغیوں سے لڑنے کی تاکید کرتے رہے، فیروز کی درخواست پاکر انھوں نے یمن کے حِمیری رئیسوں کو یہ مراسلہ بھیجا:

ابوبکر خلیفۂ رسول اللہؐ کی طرف سے عُمیر بن اَفلح ذی مَرّان، سعید بن عاقب ذی ذُوَد، سُمیفع بن ناکور ذی کلاع، حوشب ذو ظُلیم اور شہر ذی ینّاف کے نام۔ آپ ان لوگوں کے خلاف اَبنا کی مدد کیجئے جو ان سے عداوت رکھتے ہیں اور ان کو زک پہنچانا چاہتے ہیں، آپ اَبنا کو اپنی حفاظت میں لے لیجئے، فیروز کی بات مانیئے اور ان کے مشورہ پر عمل کیجئے، اُن کے ساتھ ہوکر دشمنوں سے جہاد کیجئے، میں نے فیروز کو جنگ کی کمان سپرد کردی ہے۔[1]

۱۹۔ طاہر بن اَبی ہالہ کے نام

یمن کے مغرب اور جنوب میں بحر قلزم کے ساحل پر نشیبی اراضی کی ایک پٹی ہے جسے تہامہ کہتے ہیں، اس علاقہ میں بہت سی نیچی اور تہہ بہ تہہ پہاڑیاں پائی جاتی ہیں، تہامہ یمن کا ایک حصہ تھا جس میں بہت سے گاؤں اور چھوٹے چھوٹے شہر آباد تھے۔ شاہ یمن باذان کی وفات پر ۱۰ھ/۶۳۱ء میں رسول اللہؐ نے طاہر بن اَبی ہالہ کو تہامہ کا عامل مقرر کیا تھا۔ تہامہ میں ادنیٰ درجہ کے عربوں کے علاوہ دو بڑے اور اہم قبیلے تھے، ایک عک اور دوسرے اَشعر، تہامہ سے ہوکر بحر قلزم کے ساتھ ساتھ مکہ سے عدن کو ایک تجارتی شاہراہ بھی جاتی تھی۔

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ طبری ۳/۲۱۸۔ ۲۶۶

Marfat.com

طبری کے رپورٹروں کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات پر اسلام سے بغاوت کا جھنڈا سب سے پہلے عک اور اشعر قبائل کے غنڈوں نے بلند کیا۔ ان قبیلوں کے بہت سے نامیت اور شرّی وفاتِ رسول کی خبر پاکر باغی ہو گئے اور ساحل سے گذرنے والی سڑک پر رہزنی کے ارادہ سے آجمع ہوئے۔ آس پاس کے بدوؤں کا ایک انبوہ کثیر بھی اُن سے آملا۔ طاہر نے مرکز کو مطلع کرتے ہوئے لکھا کہ میں ایک فوج لے کر جس میں عک کا رئیس بھی شامل ہے ان غنڈوں کی خبر لینے جا رہا ہوں، جس سرزمین میں باغی جمع ہوئے تھے اس کا نام اَعلاب تھا اور یہاں سے ہوکر ساحل کا تجارتی راستہ گذرتا تھا۔ باغیوں کے پاس نہ تو کافی ہتھیار تھے اور نہ اُن کے سر پر ڈھنگ کا کوئی قائد تھا، لڑائی ہوئی تو بڑی تعداد میں یہ لوگ مارے گئے، سڑک دور تک اُن کی لاشوں سے پٹ گئی، اس فتح کی خبر ابھی مدینہ نہیں پہنچی تھی کہ ابوبکر صدیقؓ کا یہ خط طاہر کے اُس مراسلہ کے جواب میں موصول ہوا جو انھوں نے جنگ پر جاتے وقت لکھا تھا:

> تمھارا خط ملا، جس میں تم نے فوجی پیش قدمی کی خبر دی ہے اور لکھا ہے کہ عک کے رئیس مسروق اور اُن کی قوم کو ساتھ لے کر غنڈوں کی سرکوبی کرنے اَعلاب جا رہے ہو، تمھارا اقدام درست ہے، جلد اُن کی خبر لو اور اُن کے ساتھ مطلق نرمی سے پیش نہ آنا، سرزمین اَعلاب میں اُس وقت تک ٹھہرے رہو جب تک شاہراہ غنڈوں کے خطرہ سے پاک نہ ہو جائے اور میں نئی ہدایات نہ بھیج دوں۔

۲۰۔ عتّاب بن اَسید کے نام

خلیفہ ہو کر ابوبکر صدیقؓ نے اپنے سارے عاملوں کو جہاں جہاں وہ تھے ایک عام فرمان

لہ تاریخ طبری ۳۔ ۲۰۰، معجم البلدان یاقوت ۱/ ۳۰۱

Marfat.com

بھیجا کہ وفادار عربوں کی مدد سے باغیوں کی سرکوبی کریں، مکہ اور نجران کے درمیانی علاقہ کے گورنروں کو انھوں نے مزید لکھا کہ مقامی باغیوں کو سزا دینے کے بعد دوسرے علاقوں میں جانے کے لئے پوری طرح تیار رہیں اور ان کے اگلے حکم کا انتظار کریں، ابوبکر صدیق مکہ اور نجران کے درمیانی علاقہ کے عربوں کو اُس فوج میں ضم کرنا چاہتے تھے جس کو اُسامہ بن زید کی شام سے واپسی کے بعد انھوں نے یمن کی بغاوت فرو کرنے بھیجنے کا ارادہ مصمم کرلیا تھا، مکہ اور نجران کے اِس وسطی علاقہ کے حاکموں میں سے ایک عثمان بن ابی العاص ثقفی گورنر طائف تھے جن کو حکم تھا کہ اہلِ طائف کی ایک فوج تیار رکھیں اور دوسرے عَتّاب بن اَسید تھے جن کو یہ فرمان بھیجا گیا:

مکہ کی عملداری سے ایسے پانچ سَو مجاہدوں کی ایک فوج تیار کرو جن کے پاس سواری کے جانور ہوں اور اُن کی کمان ایک ایسے شخص کے سپرد کرو جس پر تمھیں بھروسہ ہو۔[1]

۲۱- مُہاجِر بن اَبی اُمیّہ کے نام

جیسا کہ خط ۱۶ کے مقدمہ میں بیان کیا گیا قیس بن مکشوح قومی عصبیت کے نشہ میں سرشار تھا۔ وہ یمن میں ابنا کا فارسی اقتدار ختم کر کے خالص یمنی حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔ اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے ذاذویہ کو قتل کر دیا، فیروز بال بال بچ گئے اور بھاگ کر ایک یمنی قبیلہ میں جو رشتہ میں ان کا ماموں تھا پناہ لی، قیس کے سواروں نے ہر چند پیچھا کیا لیکن فیروز ہاتھ نہ آئے۔ مطلع صاف پاکر اب قیس نے اُن سب فارسی گھرانوں کو گرفتار کرالیا جن کے رشتہ دار فیروز سے جا ملے تھے یا اس کے وفادار نہیں تھے، ان میں سے کچھ گھرانوں کو اس نے بذریعہ جہاز فارس بھیج دیا اور کچھ براہِ خشکی ملک بدر کرنے کے لئے

---

[1] تاریخ طبری ۳/۲۶۶

حراست میں لے لیا۔ فیروز نے ان حالات سے ابوبکر صدیق کو مطلع کیا تو انھوں نے یمن کے حمیری رئیسوں کو دو مراسلے لکھا جس کا اوپر ذکر کیا جاچکا ہے۔ یہ رئیس عملاً فیروز کے کام نہ آسکے کیوں کہ ان کے سارے ماتحت عرب قیس کے طرف دار تھے، فیروز نے کوشش کر کے ایک چھوٹی سی فوج تیار کر لی کئی قبیلے بھی ان کے ساتھ ہوگئے۔ پہلے تو انھوں نے اُن فارسی خاندانوں کو چھڑایا جن کو براہِ خشکی جلاوطن کیا جارہا تھا، اس کے بعد وہ قیس سے لڑنے نکلے، صنعار کے قریب مقابلہ ہوا جس میں قیس نے شکست کھائی۔ حمیری رئیسوں کو بھیجے ہوئے مذکورہ بالا خط کے ساتھ ابوبکر صدیق نے طاہر بن ابی ہالہ اور قبیلہ عک کے رئیس مسروق کو ارجنٹ مراسلے بھیجے کہ اپنا کی مدد کو جائیں۔ طاہر رسول اللہ کی طرف سے تہامہ کے گورنر تھے، یہ دونوں فیروز کی تقویت کے لئے صنعار پہنچ گئے، تیسرا خط انھوں نے تہامہ کے ایک وفادار رئیس کو لکھا کہ تم بھرتی کرو اور فوجی کاروائی کے لئے میرے حکم کے منتظر رہو۔ ان اقدامات کے کچھ ہی دن بعد ابوبکر صدیق نے یمن کے محاذ کے لئے ضروری ہتیار اور فوج جمع کر لی اور رسول اللہ کے سالے مہاجر بن ابی امیّہ کی قیادت میں جو بعہد نبوی صنعار کے حاکم رہ چکے تھے بغاوت فرو کرنے اور فیروز کی پشت پناہی کے لئے بھیجا، مہاجر راستہ کے قبیلوں سے عربوں کو بھرتی کرتے اور تہامہ کے رئیس کو ساتھ لیتے ہوئے نجران جا پہنچے۔ قیس اور اس کے حلیفوں کے حوصلے پست ہوگئے اور اس کے بہت سے ساتھی بھاگ گئے؛ اس نے بلا شرط ہتیار ڈال دئے، مہاجر نے اس کو گرفتار کر لیا۔ ابوبکر صدیق کو یہ معلوم ہوا تو انھوں نے لکھا:

قیس بن مکشوح کو بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیج دو۔

جب یہ بلند ہمت باغی مدینہ پہنچا تو عمر فاروق نے ابوبکر صدیق سے کہا کہ اس کو قتل کیجئے کیوں کہ اُس نے ذاذویہ کو مارا ہے اور ڈاکوؤں کی طرح لوٹ مار کرتا رہا ہے قیس نے قسمیں کھائیں کہ میں نے ذاذویہ کو قتل نہیں کیا۔ ابوبکر صدیق چاہتے تھے کہ اس کو معاف کردیں اور اس کے تجربہ، رائے اور بہادری سے فائدہ اٹھائیں لیکن عمر فاروق کا اصرار

Marfat.com

دیکھ کر انھوں نے قیس سے کہا کہ اگر تم رسول اللہ کے منبر کے پاس کھڑے ہو کر پچاس قسمیں کھالو کہ میں نے ذاذویہ کو قتل نہیں کیا ہے تو تم کو معاف کر دوں گا۔ قیس نے قسمیں کھالیں اور بچ گیا۔ بعد کی جنگوں میں اس نے قیمتی خدمات انجام دیں۔

۲۲۔ نجران کے عیسائیوں کو دستاویز

سنہ ۱ھ میں جب نجران کے عیسائیوں نے اسلام لانے سے انکار کیا تو رسول اللہؐ نے ایک سالانہ رقم کے عوض اُن کی جان، مال اور مذہب کی ضمانت کر لی تھی اور ایک عہدنامہ لکھ دیا تھا جس میں اس ضمانت کے شرائط قلم بند تھے۔ جب رسول اللہؐ کا انتقال ہوا اور باغیوں کے خلاف فوجی کارروائی شروع ہوئی تو نجران کے عیسائی ڈرے کہ کہیں ہمارے اوپر کوئی مصیبت نہ نازل ہو جائے، ان کا ایک وفد ابوبکر صدیق کے پاس آیا اور اس معاہدہ کی تجدید و توثیق کی درخواست کی جو رسول اللہؐ نے ان کے ساتھ کیا تھا، خلیفہ نے ان کی درخواست قبول کی اور یہ دستاویز لکھ دی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ دستاویز ہے جس کو عبداللہ ابوبکر خلیفہ محمد رسول اللہؐ نے نجرانیوں کے لئے تحریر کیا ہے: خدا اور نبی کی طرف سے ان کی جان، زمین، ملت، دولت، ان کے رشتہ داروں، فوجوں اور ان نجرانیوں کو جو نجران میں موجود ہیں اور اُن کو جو پردیس گئے ہوئے ہیں، اُن کے پادریوں اور راہبوں، ان کے گرجوں اور اُن کی ہر چیز کو تھوڑی ہو یا زیادہ امان دی جاتی ہے، ان کو نہ کوئی نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ ان کے ساتھ سختی کی جائے گی، کسی پادری کو اس کے عہدہ سے الگ نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی راہب کو ترک رہبانیت

۱؎ کنزالعمال بحوالہ طبقات ابن سعد، ۱۴۴ج ۷/ ۲۱۵

Marfat.com

پر مجبور کیا جائے گا، یہ دستاویز رسول اللہؐ کے اُس عہد نامہ کی توثیق و تجدید ہے جو انھوں نے اہل نجران سے کیا تھا، اس دستاویز میں جو کچھ ہے اُس کے ضامن ہمیشہ کے لئے خدا اور محمدؐ ہیں، اہل نجران پر واجب ہے کہ مسلمانوں کے خیر اندیش رہیں اور اپنی ذمہ داریاں ٹھیک پوری کریں۔[1]

۲۴- دستاویز کی دوسری شکل

یہ دستاویز عبداللہ ابوبکر خلیفۂ رسول اللہؐ کی طرف سے اہل نجران کو دی جاتی ہے کہ میں اُن کو اپنی اور اپنی فوج کی طرف سے امان دیتا ہوں اور رسول اللہؐ کے عہد نامہ کی توثیق کرتا ہوں، اس توثیق سے رسول اللہؐ کا یہ فرمان جو انھوں نے خدا کے حکم سے اہل نجران اور (غیر مسلم) عربوں کی اراضی سے متعلق (مرتے وقت دیا تھا) کہ ملک عرب میں دو مذہب نہیں رہ سکتے مستثنیٰ ہے میں اُن کی جان، ملت، مال و دولت، ان کے رشتہ داروں، فوجوں، ان کے حاضر و غائب، اُن کے پادریوں اور راہبوں، اُن کے گرجوں کو جہاں کہیں بھی ہوں، اُن کی ہر چیز کو تھوڑی ہو یا زیادہ امان دیتا ہوں بشرطیکہ وہ معاہدۂ رسولؐ کے مطابق اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہیں، اگر انھوں نے ایسا کیا تو اُن سے نہ تو فوجی خدمت لی جائے گی اور نہ عُشر وصول کیا جائے گا، نہ اُن کے کسی پادری کو اس کے عہدہ سے ہٹایا جائے گا اور نہ کسی راہب کو رہبانیت چھوڑنے پر مجبور کیا جائے گا اور اس دستاویز میں جو وعدے کئے گئے ہیں محمدؐ اور مسلمان ان کے ضامن ہیں، نجرانیوں پر لازم ہے کہ مسلمانوں کے خیر اندیش رہیں۔[2]

---

[1] کتاب الخراج ابو یوسف (مصر ۱۳۰۲ھ) صفحہ ۴۱ [2] تاریخ طبری ۴/۲۶۵-۲۶۶۔

طبری کے بیان کردہ اِس دستاویز کا خط کشیدہ حصہ جعلی معلوم ہوتا ہے، کتاب الاموال کا مصنف قاسم بن سلام (متوفی ۲۲۴ھ/۸۳۸ء) لکھتا ہے کہ ابوبکر صدیق نے نجرانیوں کی خواہش پر رسول اللہؐ کے معاہدہ کی تجدید کی اور اس سے ملتی جلتی تحریر لکھدی، ابن سلاّم کی اس تصریح سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق کی دستاویز میں خط کشیدہ عبارت نہیں تھی، کیونکہ اگر یہ اہم اضافہ ہوتا تو ابن سلاّم اس کا ذکر ضرور کرتا۔ اس میں اور دستاویز کے مضمون میں کھلا ہوا تضاد ہے، ایک طرف اہل نجران کی مال، دولت اور اراضی کی حفاظت اور سالمیت کا ذمہ لینا اور دوسری طرف یہ کہنا کہ تم کو اپنا علاقہ چھوڑنا ہوگا بے معنی سی بات ہے۔

(ج) بغاوتِ بحرین

۲۴۔ علاء بن حضرمی کے نام

بحرین[1] کا علاقہ شاہانِ حیرہ کی عملداری میں تھا اور شاہانِ حیرہ کسریٰ بادشاہوں کے ماتحت تھے۔ بحرین کے ساحلی اور تجارتی شہروں میں مخلوط آبادی تھی: فارسی، عیسائی، یہودی، جاٹ اور عرب، تجارت پر فارسیوں کا غلبہ تھا۔ ساحلی شہروں کے عقب میں تین بڑے قبیلے اور ان کی بہت سی شاخیں آباد تھیں: بکر بن وائل، عبد القیس اور ربیعہ۔ اُن کے بہت سے خاندان عیسائی تھے، گھوڑے، اونٹ اور بکریاں پالنا اور کھجوروں کے باغ لگانا ان کا خاص پیشہ تھا، ان قبائل کے ناظمِ امور وہ مقامی لیڈر ہوا کرتے جن کو حکومتِ حیرہ کا اعتماد حاصل ہوتا، اُن میں ایک مُنذر بن سَاوی تھا، وہ بحرین کے ضلع ھجر میں رہتا تھا اور ھجر کے آس پاس آباد قبیلۂ عبد القیس پر اُس کی حکومت تھی۔ ۸ھ / ۶۲۹ء میں رسول اللہ نے علاء بن حضرمی کو مُنذر اور ھجر کے حاکم کے پاس دعوتِ اسلام کے لئے بھیجا، مُنذر اور قبیلہ قیس مسلمان ہوگیا، ھجر کے فارسی، عیسائی اور یہودی اپنا آبائی مذہب چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوئے، اندریں صورت ان سے کہا گیا کہ جزیہ دو ورنہ تمھارے خلاف

---

[1] بحرین سے مراد جزیرۂ بحرین نہیں جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے بلکہ اس کا اطلاق خلیج فارس کی اُس ساحلی پٹی پر ہوتا تھا جو عراق کے ڈیلٹا سے موجودہ ریاست قَطَر کے جنوب مشرق تک پھیلی ہوئی تھی، بحرین کے خاص شہر یہ تھے: ھَجَر، خط، جُواثا (تینوں مشرق میں) قَطِیف (ساحلی شہر، اب بھی موجود ہے) آرہ، بلینونہ، نارا، سَابور، دارین (جزیرہ) غابہ مُشَقَّر۔ معجم البلدان یاقوت ۲/ ۷۳۔

Marfat.com

اعلان جنگ کر دیا جائے گا، خون خرابہ سے بچنے کے لئے بادل ناخواستہ انھوں نے جزیہ قبول کرلیا۔ بحرین کی باقی بستیاں اور شہر غیر مسلم رہے۔ رسول اللہ کی وفات (۱۱ھ / ۶۳۲ء) کے چند دن بعد منذر کا انتقال ہوگیا، ان دونوں کا مرنا تھا کہ عرب اور غیر عرب سب کے تیور بدل گئے اور انھوں نے بغاوت کی ٹھانی۔ عبدالقیس کا لیڈر جارُود جس نے رسول اللہ کی صحبت بھی پائی تھی مسلمان رہا۔ اس کی تلقین سے عبدالقیس نے پھر اسلام کی وفاداری کا عہد وپیمان کرلیا، باقی عرب اور غیر عرب سب مدینہ کی ماتحتی سے نکلنے کے لئے متحد ہوگئے، ایرانی حکومت نے اُن کی حوصلہ افزائی کی اور بغاوت کی کمان ایک بڑے عرب لیڈر کو سونپ دی، ھَجَر میں رسول اللہ کے نمایندے اَبان بن سعید بن عاص بغاوت کے سیاہ بادل اُٹھتے دیکھ کر مدینہ چلے آئے، ابوبکر صدیق نے بلا تاخیر عَلاء بن حضرمی کو ایک چھوٹی سی فوج دے کر ھَجَر بھیجا، وہ قبیلہ عبدالقیس سے جو ہنوز وفادار تھا جا ملے۔ باغیوں کا لیڈر حُطَم ثعلبی فوج لے کر آگیا، لڑائی ہوئی جس میں مسلمان ہار گئے اور عبدالقیس کے جُواثا نامی قلعہ میں محصور ہوکر رسد کا انتظار کرنے لگے۔ ایک رات محاصر فوج شراب پی کر بدمست ہوگئی، عَلاء نے موقع پاکر شبخون مارا، دشمن کے بہت سے سپاہی قتل ہوئے، بہت سے بھاگ گئے، عَلاء نے تعاقب کرکے انھیں بھی ٹھکانے لگادیا۔

ھَجَر اور اس کے مضافات پر عَلاء کا قبضہ ہوگیا لیکن بہت سے مقامی فارسی نئی حکومت کے مخالف رہے، وہ اکثر یہ خبر پھیلا کر پبلک میں ہراس پیدا کرتے کہ ھَجَر میں حکومتِ مدینہ کی بساط اُلٹنے والی ہے، مفروق اپنی قوم شیبان، تَغلِب اور نمِر کی فوجیں لئے چلا آرہا ہے۔ ابوبکر صدیق کو یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں عَلاء کو لکھا:

> اگر تحقیق سے معلوم ہوجائے کہ قبائل شیبان بن ثعلبہ (جن کا لیڈر مغروق تھا) تم پر حملہ کرنے والے ہیں اور شورش پسند عناصر یہ افواہیں پھیلاتے رہیں تو ایک فوج بھیج کر بنوشیبان کو ایسا روندڈالو کہ اُن کے عقب میں بسنے والے قبیلے اُن کی تباہی سے عبرت حاصل کریں[1]۔

---

[1] تاریخ طبری ۳/۲۶۱

Marfat.com

۲۵۔ اَنس بن مالک کے نام

عہد صدیقی میں جب بحرین کی بغاوت دبا دی گئی اور وہاں اسلامی جھنڈا پھر لہرانے لگا تو ابوبکر صدیق نے انیس بیس سالہ جوان اَنس بن مالک کو بحرین کے مسلمان عربوں کا مُصدق یعنی محصل زکاۃ بنا کر بھیجا۔ اَنس نو برس تک رسول اللہ کے خادم رہ چکے تھے، کچھ پڑھنا لکھنا بھی جانتے تھے، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق دونوں کے منظور نظر بھی تھے۔ بعض رپورٹر کہتے ہیں کہ زکاۃ سے متعلق مندرجہ ذیل تحریری ہدایت نامہ خلیفہ نے اَنس کو بحرین جاتے وقت دیا تھا اور بعض کی رائے ہے کہ بحرین پہنچنے کے بعد اُن کو بھیجا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ زکاۃ کا وہ مفروض ٹیکس ہے جس کو رسول اللہ نے مسلمانوں پر لگایا تھا اور جس کو لگانے کا خدا نے اُن کو حکم دیا تھا۔ محصل زکاۃ اگر ٹھیک ٹھیک زکاۃ وصول کرے تو صاحب نصاب ادا کرے اور اگر وہ مقررہ شرح سے زیادہ مانگے تو نہ دے، ہر پانچ اونٹوں پر چوبیس تک زکاۃ میں ایک بکری واجب ہے، پچیس سے پینتیس تک ایک بنت مخاض[1]، زکاۃ دینے والے کے پاس اگر بنت مخاض (مادہ) نہ ہو تو ابن لبون[2] (نر) دے سکتا ہے، چھتیس سے پینتالیس تک ایک بنت لبون زکاۃ میں لی جائے گی چھیالیس سے ساٹھ تک ایک حقہ[3]، اکسٹھ سے پچھتر تک ایک جذعہ[4]، چھتر سے

---

[1] دوسرے سال میں اونٹ کا بچہ۔

[2] تیسرے سال میں اونٹ کا بچہ۔

[3] چوتھے سال والی جوان اونٹنی۔

[4] پانچویں سال والی اونٹنی۔

Marfat.com

نوّے تک دو بنتِ لبون، اِکیانوے سے ایک سو بیس تک دو حِقّے، ایک سو بیس کے بعد ہر چالیس اونٹوں پر ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حِقّہ، چار اونٹوں پر کوئی زکاۃ نہیں ہے اِلّا یہ کہ چار اونٹ والا خود دینا چاہے، جب اونٹ تعداد میں پورے پانچ ہو جائیں تو ایک بکری لی جائے گی۔

جس شخص پر ایک جَذعہ واجب ہو لیکن اس کے پاس جذعہ کی بجائے حِقّہ ہو تو وہ حِقّہ کو مع دو بکریوں یا بیس درہم کے دے سکتا ہے۔

جس پر حِقّہ واجب ہو لیکن اس کے پاس ہو بنتِ لبون تو وہ بنتِ لبون کو دو بکریوں یا بیس درہم کے ساتھ دے سکتا ہے۔

جس پر بنت لبون واجب ہو لیکن اس کے پاس ہو حِقّہ تو وہ حِقّہ دے دے اور محصّل زکاۃ سے دو بکریاں یا بیس درہم لے لے اور جس پر بنتِ لبون واجب ہو لیکن اس کے پاس ہو بنت مخاض تو وہ بیس درہم یا یا دو بکریوں کے ساتھ بنتِ مخاض دے سکتا ہے۔

چالیس سے ایک سو بیس بکریوں کے ریوڑ پر ایک بکری بطور زکاۃ لی جائے گی، ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکریاں، دو سو ایک سے تین سو تک تین بکریاں، تین سو کے بعد ہر سو پر ایک بکری۔

زکاۃ میں بوڑھا یا عیب دار جانور نہیں لیا جائے گا اور نہ بکرا (جس کا عمل تلقیح کے لئے زکاۃ گذار کے پاس رہنا ضروری ہے) اِلّا یہ کہ زکاۃ گذار اپنی خوشی سے اُسے دینا چاہے۔

بکریوں کے ریوڑ میں چالیس سے اگر ایک بکری بھی کم ہو گی تو زکاۃ نہیں لی جائے گی لیکن اگر کوئی اپنی خوشی سے چالیس سے کم پر زکاۃ

Marfat.com

دینا چاہے تو دے سکتا ہے[1]۔

---

[1] سنن کبریٰ بیہقی، حیدرآباد ہند، ۸۵/۴ وصحیح بخاری، مصر، ۱۱۰-۱۰۹/۱ وکنز العمال ۳۱/۲ ومجموع نووی، مصر، ۳۳۸/۵ (خط کا کچھ حصہ)۔

Marfat.com

(د) بغاوتِ عمان

۲۶۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

یہ خط تاریخ دمشق ابن عساکر کے قلمی نسخہ سے ماخوذ ہے، خط کا پس منظر ایک دلچسپ کہانی پر مشتمل ہے جسے راویوں نے عمرو بن عاص کی زبانی اس طرح بیان کیا ہے: مجھے رسول اللہؐ نے عمان کا والی بنا کر بھیجا۔ جب میں وہاں پہنچا تو مقامی پادری اور راہب میرے پاس آئے اور پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میرا نام عمرو بن عاص ہے، قبیلۂ قریش کا ایک فرد ہوں۔ پادری: تمھیں کس نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: رسول اللہؐ نے۔ پادری: رسول اللہؐ کون؟ میں نے جواب دیا: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، وہ ہماری قوم کے ایک ممتاز فرد ہیں، ہم اُن کے حَسَب نَسَب سے واقف ہیں، انھوں نے ہم کو عمدہ سیرت پر چلنے کی تاکید کی ہے اور بُری سیرت سے روکا ہے، اس کے علاوہ ہم کو حکم ہے کہ بس ایک خدا کی پرستش کریں۔ پادریوں نے اپنا ایک نمایندہ مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اس نے پوچھا: اس نبیؐ کی کوئی علامت نبوت ہے؟ میں نے کہا: ہاں، دونوں کندھوں کے بیچ گوشت کی ایک ٹکیا جس کو خاتمِ نبوت کہتے ہیں۔ نمایندہ: کیا وہ خیرات قبول کرلیتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ نمایندہ: اور تحفہ؟ میں نے کہا: ہاں تحفہ قبول کرلیتا ہے۔ نمایندہ: اس کی جب اپنی قوم سے جنگ ہوتی ہے تو کون جیتتا ہے؟ میں نے کہا: کبھی وہ اور کبھی قوم۔ اس گفتگو کے بعد نمایندہ اور اہل عُمان مسلمان ہو گئے۔ پھر نمایندہ نے کہا: بخدا اگر تمہاری سب باتیں سچی ہیں تو آج رات اس کا انتقال ہو گیا۔ کچھ ہی دن گذرے تھے کہ ایک مسافر اونٹ سے اترا اور عمرو بن عاصؓ کو پوچھنے لگا، میں

گھبرایا ہوا اس کے پاس گیا۔ اس نے ایک خط دیا جس کا عنوان تھا: خلیفہ رسول اللہ ابوبکر کی طرف سے عمرو بن عاص کے نام۔ خط لے کر کمرہ میں گیا اور مہر توڑ کر دیکھا تو لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے عمرو بن عاص کو سلام علیک، واضح ہو کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو جب چاہا مبعوث کیا اور جتنا چاہا زندہ رکھا اور جب چاہا اٹھالیا۔ اس نے اپنی سچی کتاب میں کہا ہے: اے نبی تم کو مرنا ہے اور ان سب کو بھی۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُونَ۔ (مدینہ کے) مسلمانوں نے اس قوم کی قیادت میرے ارادہ اور خواہش کے برخلاف مجھے سونپ دی ہے۔ میں خدا سے مدد اور توفیق کا طالب ہوں۔ جب میرا خط پہنچے تو جس رسی (شتربند) کو رسول اللہ نے باندھا ہوا اس کو ہرگز مت کھولنا اور جس کو انھوں نے کھولا ہوا سے ہرگز مت باندھنا، والسلام (یعنی رسول اللہ کے حسب ہدایت زکاۃ کے اونٹ وصول کرنا)۔

اِس کہانی میں کچھ بنیادی کمزوریاں اور فروگذاشتیں ہیں جن کا ذکر یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے، مثلاً اس میں اس خط کا ذکر نہیں جو رسول اللہ نے عمرو بن عاص کی معرفت عمان کے دو عرب حکمران بھائیوں جیفر اور عبّاد کو بھیجا تھا اور جس میں ان کو اسلام لانے کی تلقین کی تھی مثلاً اس میں ہے کہ اہل عمان مسلمان ہو گئے حالانکہ مسلمان صرف وہاں کے عرب ہوئے تھے؛ اور وہ کافی بڑا تجارتی اور مالدار طبقہ مسلمان نہیں ہوا تھا جو پارسیوں، نصرانیوں اور یہودیوں پر مشتمل تھا اور جس نے لڑائی سے بچنے کے لئے بادل ناخواستہ جزیہ دینا گوارا کر لیا تھا، مثلاً اس میں ہے کہ اہل عمان کے قبول اسلام کے بعد "نمایندہ" نے کہا کہ اگر تمھارے

لہ تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر، مائکروفلم ۱۶، معہد احیاء المخطوطات العربیۃ عرب لیگ، قاہرہ۔

Marfat.com

باتیں سچی ہیں تو آج تمھارے نبی کا انتقال ہوگیا، عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو بن عاص کے پہنچنے اور عمانیوں کے اسلام لانے کے فوراً یا چند دن بعد "نمایندہ" نے یہ خبر دی تھی جو صحیح نکلی حالانکہ عمان میں عمرو بن عاص کے تقرر اور رسول اللہ کی وفات کے درمیان کم از کم دو سال کا وقفہ تھا۔

۲۷۔ عِکرِمہ بن ابی جہل کے نام

ابن اَعثم کوفی نے اپنی فتوح میں اس خط کا ذکر کیا ہے اور متاخرین میں اس کو ناسخ التواریخ کے مؤلف محمد تقی نے نقل کیا ہے، ناسخ کا مرجع بھی فتوح ابن اعثم معلوم ہوتا ہے۔ ابن اَعثم نے خط کا سیاق سباق اس طرح بیان کیا ہے کہ جب عِکرِمہؓ کو ابوبکر صدیق کا خط (مندرجہ ص ۹) موصول ہوا تو وہ دو ہزار سوار لے کر زیاد بن لبیدؓ کی مدد کے لئے حضرموت روانہ ہو گئے۔ راستہ کے مسلمان دیہاتوں سے جوان بھرتی کرتے گئے، سرحد یمن میں داخل ہو کر صنعار پہنچے جہاں اَسود عَنسی کی چند ماہی حکومت کے بعد پھر اسلام کا عمل دخل ہو گیا تھا، یہاں ایک خاصی بڑی جمعیت ان کی فوج میں داخل ہو گئی، صنعار سے چل کر وہ یمن کے قدیم شہر مَارِب پہنچے، وہاں دم لے رہے تھے کہ عُمان کے پایۂ تخت دَبا کے رئیسوں کو معلوم ہوا کہ عِکرِمہؓ بنو کِندہ کی خبر لینے اور زیادؓ کی مدد کرنے جا رہے ہیں، ان کو یہ بات ناگوار ہوئی، ابن اَعثم نے ناگواری کی کوئی وجہ نہیں بتائی، شاید ان رئیسوں کا کندی سرداروں سے دوستی اور باہمی امداد کا معاہدہ ہو، بہرحال وہ باغی ہو گئے، دَبا میں اُس وقت خلافت کی طرف سے حُذَیفہ بن عمرو محصّل صدقات تھے، وہ دَبا کے رئیسوں کی بغاوت سے گھبرا گئے اور خود کو کمزور پاکر عمان کے وفادار عربوں کی ایک جماعت کے ساتھ کسی محفوظ جگہ جا کر پناہ لی، انھوں نے فوراً ابوبکر صدیق کو صورت حال سے مطلع کیا اور مدد طلب کی۔ خلیفہ نے یہ فرمان عِکرِمہ کو بھیجا:

واضح ہو کہ اہل دَبا نے بغاوت کر دی ہے ۔ زیادؓ کے پاس جانے سے پہلے تم اُن کی اچھی طرح خبر لو اُن کی سرکوبی کرنے میں ذرا کوتاہی نہ کرنا جب تم کو فتح نصیب ہو تو اہل دَبا کے بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیج دینا اور خود زیادؓ بن لبید کی مدد کو چلے جانا جو کُل فوج کے لیڈر رہیں گے ، اُن کی صلاح مشورہ سے سرکشوں کو سزا دینا اور اس کام میں پوری کوشش اور ہمت سے کام لینا ، امید ہے خدا تعالیٰ تم کو حضر موت پر فتح عطا کرے گا اور بغاوت کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی[1]۔

ابن اعثم کے راویوں نے یہ نہیں بتایا کہ عکرمہؓ کو مذکورہ بالا خط کہاں ملا لیکن انھوں نے عکرمہ کی نقل و حرکت جن خطوط پر بیان کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عکرمہ اس وقت تَبالہ میں مقیم تھے جو عدن جانے والی شاہراہ پر مکہ سے آٹھ دن اور طائف سے چھ دن کی مسافت پر ایک اہم شہر تھا ، ہماری اس رائے کی تائید الکتفا کی رپورٹ سے بھی ہوتی ہے ، اس کے مطابق جس وقت عُمان میں بغاوت کی آندھی چلی اور دَبا کے عامل حُذیفہ نے مرکز کو اس کی اطلاع دے کر رسد طلب کی تو اس وقت عکرمہ تَبالہ میں مقیم تھے ، رسول اللہ نے ان کو بنو عامر بن صَعصَعہ کے بعض قبیلوں پر جو جنوب مشرقی نجد میں آباد تھے مُحصّل زکاۃ مقرر کیا تھا ، رسول اللہ کی وفات پر جب یہاں کی فضا خراب ہوئی تو عکرمہ وفادار عربوں کو ساتھ لے کر تَبالہ آگئے ، وہاں خلیفہ کی ہدایات کے منتظر تھے کہ ان کو اہل دَبا یعنی عُمان کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا گیا اور وہ دو ہزار فوج لے کر اس مہم پر روانہ ہو گئے[2]۔

---

[1] فتوح ابن اعثم صـ ۱۲۱ [2] الکتفا صـ ۲۶۶

Marfat.com

ابن اعثم کا بیان کردہ مذکورہ بالا خط مضمون اور حجم دونوں میں اس فرمان سے کافی مختلف ہے جو اکتفا کے راویوں نے بیان کیا ہے۔ ابن اعثم کے خط میں خلیفہ کی طرف سے عکرمہ کو تین حکم تھے: (۱) دَبا جاکر بغاوت فرو کرنا (۲) وہاں کے باغیوں کو گرفتار کرکے پابزنجیر مدینہ بھیجنا اور (۳) زیاد بن لبید انصاری کی مدد کو حضرموت جانا۔ اس کے برخلاف اکتفاد الامندرجہ ذیل دو حرفی خط محض دَبا کی بغاوت فرو کرنے کے حکم پر مشتمل ہے:

تمہارے ساتھ جو مسلمان ہوں ان کو لے کر اہل دبا کی خبر لینے نکل جاؤ۔[1]

---

[1] اکتفاد ۲۶۶

Marfat.com

(۵) بغاوت حضرموت وکندہ

۲۸۔ زیاد بن لبید انصاری کے نام

یہ خط اکتفا سے لیا گیا ہے، پیش نظر تاریخ و آثار کے کسی دوسرے ماخذ میں اس کا ذکر نہیں ہے، البتہ بلاذری نے فتوح البلدان اور یاقوت نے معجم البلدان میں بعض رپورٹروں کی سند پر یہ تصریح کی ہے کہ ابوبکر صدیق نے خلافت کا عہدہ سنبھال کر حضرموت کے محصل زکاۃ زیاد بن لبید انصاری کو رسول اللہ کے انتقال کی خبر دی تھی اور اور ان کو ہدایت کی تھی کہ حضرموت کے قبیلوں (حمیر اور کندہ) سے ان کی بیعت لیں، اکتفا کا خط اسی مضمون کا ترجمان ہے اور اس کا سیاق و سباق اس طرح بیان کیا گیا ہے: جب قبائل کندہ کا وفد ان کے مسلمان ہونے کی خبر دینے رسول اللہؐ کے پاس (۱۰ھ/۶۳۱ء میں) آیا تو انھوں نے زیاد بن لبید انصاری بیاضی کو بنو کندہ کا عامل مقرر کیا اور ان کو وفد کے ساتھ بھیج دیا، جب تک رسول اللہؐ زندہ رہے زیاد، بنو کندہ کی بستیوں سے زکاۃ وصول کرتے رہے، وہ سخت گیر حاکم تھے، جب رسول اللہؐ کا انتقال ہو گیا اور ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ابوہند مولی بنی بیاضہ کے ہاتھ زیاد کو یہ مراسلہ بھیجا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، رسول اللہؐ کے خلیفہ ابوبکر کی طرف سے زیاد بن لبید کو سلام علیک، میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں، واضح ہو کہ نبی کا انتقال ہو گیا، إنّا للہ وإنّا إلیہ راجعون۔ (۲) علم کے ساتھ کہ ہر کام کی سربراہ کاری خدا کی توفیق اور مدد پر منحصر ہے تمھیں ہدایت کی جاتی ہے کہ کمر ہمت باندھ کر

Marfat.com

اپنے شایانِ شان کام کر دکھاؤ اور تمہاری عملداری میں جو لوگ ہوں اُن سے (میرے لئے) بیعت لے لو، جو بیعت سے انکار کرے تلوار سے اس کی خبر لو اور مطیع کی مدد سے نافرمان کا مقابلہ کرو، اس میں شبہ کی گنجائش نہیں کہ اللہ اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کر کے رہے گا چاہے مشرکوں کو یہ بات ناپسند ہو۔ فَإِنَّ اللّٰهَ مُظْهِرُ دِينِهِ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ [1]

۲۹ - اَشعث بن قیس اور دوسرے کندی رئیسوں کے نام

پیشِ نظر کتابوں میں حضرموت کے قبائل کندہ کی بغاوت اور ان سے لڑائی کا سب سے زیادہ مفصل و مسلسل ذکر ابن اَعثم کوفی کی فتوح اور محمد تقی کی ناسخ التواریخ میں ملتا ہے۔ اَشعث حضرموت کے اُن قدیم بادشاہوں کی اولاد سے تھا جن کا اقتدار کسی زمانہ میں یمن اور حجاز تک پھیلا ہوا تھا، پے در پے انقلابوں سے ان کی حکومت سکڑتی گئی حتیٰ کہ ظہورِ اسلام کے وقت اس کا دائرہ حضرموت کی سرزمین تک محدود ہو کر رہ گیا تھا، ہمدانی نے صفۃ جزیرۃ العرب میں لکھا ہے کہ اسلام سے بہت پہلے جب کندی قبیلے بحرین اور مُشقّر سے جلاوطن ہو کر حضرموت میں آباد ہوئے تو اُن کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ تھی، رِدّہ کے وقت شاید ان کی آبادی اس سے کئی گنا متزاد تھی۔ کندی قبیلوں کے الگ الگ مقامی سردار تھے جن کا سلسلۂ نسب عہدِ قدیم کے کندی بادشاہوں سے ملتا تھا، اَشعث کو دوسرے تمام رئیسوں پر تفوق حاصل تھا، اُس کا دائرۂ نفوذ بھی سب سے زیادہ وسیع تھا۔ حضرموت میں بہت سی پہاڑی وادیاں، گاؤں اور قصبے تھے جہاں کندی قبیلے

---

[1] [illegible]

آباد تھے۔ یہاں کھجور کی فراوانی تھی، گنے اور بعض غلوں کی کاشت ہوتی تھی اور چارہ کی بھی کمی نہ تھی۔ اہم مقامات پر قلعے بنا لئے گئے تھے، ان میں سے بعض پہاڑوں پر تھے اور بعض محفوظ وادیوں میں۔ رسول اللہؐ کی دعوت پر اشعث اور کندی قبائل مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہؐ نے زیاد بن لبید انصاری کو ان قبائل میں اپنا نمائندہ اور محصل زکاۃ بنا کر بھیجا تھا، زیاد سخت گیر حاکم تھے، اُن کی سخت گیری کا ایک واقعہ عربی روایت میں محفوظ رہ گیا ہے۔ اس واقعہ سے سارے حضر موت میں شورش اور بد اطمینانی پیدا ہو گئی اور اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچا، بڑی خون ریزی، صرفِ کثیر اور مشکلات کے بعد حالات قابو میں آئے جیسا کہ آپ ابھی پڑھیں گے۔

ابوبکر صدیق کا مذکورہ بالا خط پا کر جب زیادؓ نے کندیوں سے نئے خلیفہ کی بیعت کو کہا تو اُن کے بڑے رئیس اشعث بن قیس کو متذبذب پایا، اشعث کی رائے تھی کہ جب سب عرب قبیلے ابوبکر صدیق کی خلافت تسلیم کر لیں تو وہ اور اس کے ہم قوم کندی قبیلے ان کی بیعت کریں، اس کو یہ باور کرنے میں سخت تامل تھا کہ بنو ہاشم ایک مرّی کی خلافت برداشت کر لیں گے۔ ابوبکر صدیق کا تعلق قبیلہ مرّہ سے تھا اور رسول اللہ کا بنو ہاشم سے، چوں کہ اشعث کے خاندان میں حکومت موروثی رہی تھی اس لئے اُس کا عقیدہ تھا کہ خلافت کو بھی موروثی ہونا چاہیئے اور اس عقیدہ کے بموجب وہ چاہتا تھا کہ خلیفہ رسول اللہؐ کا کوئی قریبی عزیز ہو۔ اشعث کی رائے یہ تھی لیکن اس کے چچا زاد بھائی امرؤ القیس بن عباس کی جو خود ایک ذی اثر کندی رئیس تھا رائے تھی کہ ابوبکر صدیق کی خلافت کو تسلیم کیا جائے اور جو فیصلہ مدینہ کے ذمہ دار لوگوں نے کیا ہے اس کا احترام کیا جائے، اُس نے اشعث کو سمجھایا بجھایا لیکن وہ نہ مانا اور بولا: محمدؐ کا انتقال ہو چکا ہے، عربوں نے اپنے آبائی بتوں کو پوجنا شروع کر دیا ہے، ہم یہاں عربوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں، ابوبکر کے لشکر کی ہم تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ ابن عباسؓ نے اس خیال

Marfat.com

کی معقول تردید کی لیکن اشعث اپنے موقف سے نہیں ہٹا۔ کندیوں کی دو پارٹیاں ہوگئیں، ایک اشعث کی ہم خیال اور دوسری ابن عباس کی، با ایں ہمہ اسلام کی کھلی مخالفت کسی نے نہیں کی۔

کچھ دن بعد زیاد بن لبید نے زکاۃ وصول کرنے کی مہم شروع کی، زکاۃ زیادہ تر اونٹوں کی شکل میں دی جاتی تھی، زیاد اپنے عملے کے ساتھ گاؤں گاؤں جاتے اور زکاۃ وصول کرتے، کہیں نرمی سے کام چل جاتا کہیں سختی برتنا پڑتی۔ ایک دن زیاد کے عملے نے کسی کندی جوان کے ایک پسندیدہ اونٹ پر مُہر لگوا کر سرکاری گلہ میں داخل کر دیا۔ جوان نے کہا یہ اونٹ مجھے بہت عزیز ہے، اس کو واپس کر دو، میں دوسرا دے دوں گا۔ زیاد نے کہا اونٹ واپس نہیں ہوگا، اس پر سرکاری مُہر لگ چکی ہے۔ جوان نے جا کر اپنے قبیلہ کے شیخ سے شکایت کی اور سفارش کرنے کے لئے اس کو زیاد کے پاس لایا، زیاد نے سفارش رد کر دی، شیخ کو زیاد کی توہین آمیز سختی بہت ناگوار گذری، وہ غصہ میں بھرا ہوا سرکاری گلہ میں گھس گیا اور جوان سے کہا اپنا اونٹ کھول لو، اگر کوئی تمھیں روکے گا تو اس تلوار سے اس کا سر اتار لوں گا، جب تک رسول اللہؐ زندہ تھے، ان کے فرمان کی تعمیل میں ہم زیاد کے تابعدار رہے، اب اگر رسول اللہ کے خاندان کا کوئی شخص خلیفہ ہوگا تو اس کی بھی بات مانیں گے، ابو قحافہ کے لڑکے کا ہم پر حکم نہیں چل سکتا۔ اس موضوع پر اس نے کچھ شعر بھی موزوں کئے اور زیادؓ کو بھیجے۔ ابن اعثم کے راوی کہتے ہیں کہ ان اشعار نے زیاد پر خوف و ہراس طاری کر دیا، انھوں نے محسوس کیا کہ اُن کا اشعث کی عملداری میں رہنا سخت خطرناک ہے۔ چناں چہ انھوں نے زکاۃ کے اونٹ لیئے اور اپنی چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ مدینہ کی راہ لی۔ دو منزل چل کر انھوں نے چند شعر بھیجے جن میں بنو کندہ کو عبرت ناک سزا دینے کی دھمکی تھی۔ ان اشعار کا جب چرچا ہوا تو کندی قبائل میں اشتعال کی ایک لہر دوڑ گئی، اشعث اور دوسرے

Marfat.com

لیڈروں نے احتجاجی تقریریں کیں جن کے زیر اثر ابوبکر صدیق کی خلافت سے اور زیادہ بددلی بڑھ گئی اور کندی قبیلے دفاعی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ زیاد نے فوجی کم زوری کے پیش نظر اپنا مرکز چھوڑا تھا اور یہ بنو کندہ کے اس علاقہ میں واقع تھا جہاں اشعث کی حکومت تھی، انھوں نے زکاۃ کے اونٹ مدینہ روانہ کیے اور خود اس ارادہ سے رک گئے کہ اگر آس پاس کے قبیلوں نے اُن کی مدد کی تو وہ اُن کو ساتھ لے کر اپنے ہیڈ کوارٹر لوٹ جائیں گے اور باغیوں کا مقابلہ کریں گے، وہ کندہ کی شاخ بنو ذُہل کے پاس گئے اور اُن سے اشعث کی شکایت کی لیکن یہ لوگ اشعث کے ہم خیال نکلے اور زیادؓ کی مطلق مدد نہ کی بلکہ اُن کو اپنے علاقہ سے نکال باہر کیا، زیادؓ نے اب کندہ کی ایک دوسری شاخ سے رجوع کیا اور اس سے ابوبکر صدیق کی بیعت کرنے کو کہا لیکن یہاں بھی ناکامی ہوئی، یہی نہیں بلکہ وہ کندیوں کی جس بستی میں بھی گئے اُن کو مایوس لوٹنا پڑا، مجبور ہو کر وہ مدینہ چلے گئے اور خلیفہ سے سب حالات بیان کیے۔ ابوبکر صدیق کو تفصیلات سن کر بڑا ملال ہوا، انھوں نے چار ہزار فوج زیادؓ کے ساتھ کی اور کندیوں کی گوشمالی کے لیے بھیجا۔ اس فوجی اقدام کی خبر بنو کندہ کو ہوئی تو وہ گھبرا گئے، اشعث کی ریاست میں روز جلسے اور تقریریں ہونے لگیں، سمجھ دار لوگ اطاعت اور ترک مخالفت کی رائے دیتے اور شریر طبیعتیں بغاوت و سرکشی کی، خود اشعث کا رجحان اطاعت کی طرف تھا۔ زیادؓ نے غیر معمولی جوش سے گوش مالی کی مہم شروع کر دی، جس کندی گاؤں کے لوگ بیعت یا اطاعت سے انکار کرتے یا تردد سے کام لیتے زیادؓ ان سے لڑتے اور اُن کی عورتوں، بچوں کو غلام بنا لیتے اور گاؤں لوٹ لیتے، کندہ کے متعدد دور افتادہ قبائل کو جن کے نام ابن اعثم کی فتوح میں مذکور ہیں زیادؓ نے عبرت ناک سزائیں دیں، زیادؓ اشعث کی ریاست میں بھی داخل ہو گئے، اشعث اُن کِندی قبائل کی تباہی پر خار کھائے بیٹھا تھا جن کو زیادؓ نے تباہ کر ... آ ... گئے ... تھے

Marfat.com

اب مصیبت خود اس کے سر پر آن پڑی، اس نے جنگی تیاری شروع کر دی اور جتنے کندی سردار اُس کے ہم خیال تھے اور ان کی تعداد اس وقت زیادہ نہ تھی۔ وہ حسبِ استطاعت فوج لے کر آ گئے، اشعث نے ایک ہزار سوار جمع کر لئے۔ زیادؓ کی جمعیت چار ہزار سے زیادہ تھی، دو بڑے کندی قبیلے سکاسک اور مجون زیاد کی خون بار تلوار سے ڈر کر سرِ تسلیم خم کر چکے تھے اور اُن کے پانچ سو جوان اسلامی فوج میں حاضر تھے۔ حضرموت کے تریمؔ نامی شہر میں زیاد کا اشعث سے مقابلہ ہوا، اشعث کی چھوٹی سی فوج میں ایسا سچا جوش تھا اور خود اشعث نے اس خوبی سے قیادت کی کہ زیادؓ کی فوج کے چھکے چھڑا دئے، تین سو مسلمان مارے گئے، باقی بھاگ گئے اور تریم کے نزدیک ایک قلعہ میں پناہ لی، مسلمانوں کے کیمپ میں جو سامان اور غلام تھے اشعث نے اُن پر قبضہ کر لیا اور اُن قبائل کو واپس کر دیا جن سے سامان لوٹا گیا تھا اور غلام پکڑے گئے تھے، اشعث نے قلعہ کو آنے جانے والے سارے راستوں پر کڑا پہرہ بٹھا دیا، زیادؓ کے آدمی اور جانور بھوکوں مرنے لگے، بہ ہزار مشکل زیادؓ نے

؎ فتوح ابن اعثم اور ناسخ التواریخ دونوں نے بریم لکھا ہے۔ جغرافیہ کی کتابوں میں حضرموت یا یمن میں اس نام کے کسی شہر یا قصبہ کا ذکر نہیں ملتا۔ بریم تریم کی بگڑی ہوئی شکل معلوم ہوتی ہے، حضرموت کے دو صدر مقام تھے، ایک تریم اور دوسرا شبام، یہ دونوں شہر آج بھی موجود ہیں۔ معجم یاقوت ۲۸۵/۴ اور ۲۹۲/۳، نیز اصطخری ص ۲۴۔ حال کا ایک مغربی سیاح لکھتا ہے: حضرموت ایک پہاڑی علاقہ ہے جس کو ایک بڑی وادی مغرب سے مشرق کی طرف چیرتی ہوئی جاتی ہے اور پھر جنوب کی طرف مڑ کر ساحل سے مل جاتی ہے۔ اس بڑی وادی سے بہت سی چھوٹی وادیاں پھوٹتی ہیں جیسے تنے سے شاخیں، تریم اس بڑی وادی کے بائیں کنارہ حضرموت کے شمال میں واقع تھا اور اب تک موجود ہے... از مقالہ جے ترا تش ذکر تریم انسائکلوپیڈیا آف اسلام ۶۷۳/۴ و مقالہ جے شلیفر ذکر حضرموت انسائکلوپیڈیا آف اسلام ۲۰۷/۲

Marfat.com

مُہاجربن ابی اُمیّہ کو جو اس وقت صنعا یا مارب کے آس پاس تھے خط بھیجا جس میں فوری مدد طلب کی تھی۔ مہاجر دھاوے مارتے آئے، اشعث نے ان سے کچھ تعرض نہ کیا اور اپنی فوج دور ہٹا کر مہاجر کو قلعہ میں داخل ہونے دیا، اس کے بعد پھر محاصرہ کرلیا۔ اشعث کے سفیر سارے حضرموت میں دورے کرتے اور کندیوں کو جنگ میں شرکت کے لئے ابھارتے، چند ہفتوں میں اشعث کے پاس کافی رسد آگئی جس کا بڑا حصہ اَرقم، بنو حُجر، بنو عمرو اور بنو ہند کے نوجوانوں پر مشتمل تھا، مدینے سے لوٹ کر ان قبیلوں پر زیاد نے سخت مار لگائی تھی، محصور مسلمان بڑی مصیبت میں تھے، نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ غذائی صورت حال سخت نازک تھی، باہر نکلنا تباہی کو دعوت دینا تھا، محاصرہ اتنا سخت کہ زیاد کا کوئی آدمی چھپ کر بھی قلعہ کے باہر نہیں جاسکتا تھا، بڑی مشکل سے انھوں نے ابوبکر صدیق کو صورت حال سے مطلع کیا۔ شاید خلیفہ نے اس وقت محسوس کیا کہ کندیوں کے ساتھ ضرورت سے زیادہ سختی برتی گئی، نرمی اور سمجھ بوجھ سے کام لے کر اُن کی وفاداری حاصل کی جاسکتی تھی۔ انھوں نے اشعث اور اس کے ہم خیال دوسرے کندی سرداروں کے نام ایک مراسلہ بھیجا جس میں تالیف قلب کی پوری کوشش کی گئی تھی، ابن اَعثم کی فتوح میں ہے کہ مراسلہ ان الفاظ پر ختم ہوتا تھا:

> میں تمھیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کی نصیحت کرتا ہوں، دشمنِ دین شیطان کے دھوکہ میں نہ آؤ، اگر تمھارے انحراف کا سبب زیادؓ کا (سخت) طرز عمل ہو تو میں ان کو معزول کر کے تم پر ایسا عامل مقرر کردوں گا جو تمھارے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گا۔ میں نے اپنے ایلچی سے کہہ دیا ہے کہ اگر وہ تمھیں اطاعت و فرماں برداری کے لئے تیار پائے تو زیادؓ کو میرے پاس بھیج دے، تم اپنے کئے پر نادم ہو اور توبہ کرو کہ آئندہ ایسے کام نہیں کروگے۔[1]

---

[1] فتوح ابن اَعثم ص ۱۳۔

Marfat.com

۳۰۔ عکرمہ بن ابی جہل کے نام

مذکورہ بالا خط پڑھ کر اشعث نے خلافت کے ایلچی سے کہا: ہم نے ابو قحافہ کے لڑکے کو خلیفہ ماننے میں ذرا دیر کی تو ہمیں کافر سمجھ لیا اور زیادؓ بن لبید کو حکم دیا کہ میرے چچازاد بھائیوں (یعنی دوسرے کندی رئیسوں کو) جو مسلمان ہیں کفر کی تہمت میں گردن مار دے۔ ایلچی نے جس کا نام ناسخ التواریخ میں مسلم بن عبداللہ بتایا گیا ہے اشعث کی تردید کرتے ہوئے کہا: جب مہاجر و انصار نے باتفاق رائے ابو بکر کو خلیفہ مان لیا اور پھر بھی تمہارے چچازاد بھائیوں نے اُن کو خلیفہ نہیں مانا تو بلاشبہ وہ کافر ہو گئے۔ ابھی مسلم نے بات ختم بھی نہ کی تھی کہ کندی قبیلہ مُرہ کے ایک جوان نے جو اشعث کا چچازاد بھائی تھا طیش میں آکر ایلچی کے ایسی تلوار ماری کہ اس کا کام تمام ہو گیا۔ اشعث نے اس شخص کو شاباشی دی اور کہا تم نے بہت اچھا جواب دیا۔ یہ فعل بہت سے دوسرے کندی لیڈروں کو سخت ناگوار ہوا۔ ابو بکر صدیق کے خط نے صلح کا دروازہ کھول دیا تھا جس کے وہ دل سے خواہاں تھے، ایلچی کے قتل نے اس کو پھر بند کر دیا۔ کئی لیڈروں نے کھڑے ہو کر اشعث کے طرزِ عمل اور ایلچی کے قتل کی سخت مذمت کی اور اپنے اپنے ماتحت قبیلوں کے ساتھ اشعث سے الگ ہو گئے۔ اشعث کے پاس صرف دو ہزار جوان رہ گئے جو اس کے خاندانی لوگ تھے۔ اپنے حریف کو کمزور پا کر مہاجر بن ابی اُمیہ تریم کے قلعہ سے باہر نکلے اور رقان[1] نامی دریا کے کنارے اشعث سے رزم آرا ہوئے۔ اشعث نے بڑی سوجھ بوجھ سے جنگ کی، اُس کے ہاتھ سے مُہاجر بن ابی اُمیہ کے

---

[1] عرب جغرافیہ نویس حضرموت میں اس نام کا کوئی دریا نہیں بتاتے، بظاہر رقان کسی دوسرے لفظ کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

Marfat.com

سر میں ایک کاری زخم لگا جس کے زیر اثر وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے، اسلامی فوجیں پیچھے ہٹ گئیں، بڑی سخت لڑائی ہوئی، کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ مقابلہ کی تاب نہ لا کر مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے۔ اَشعث نے ان کا تعاقب کیا، بہت سے مسلمان فرار کی حالت میں مارے گئے، جو بچے وہ قلعہ میں گھس گئے، زیادؓ بن لبید نے اپنی شکست اور دوبارہ تریم میں محصور ہونے کا حال خلیفہ کو لکھا تو انھوں نے عِکرِمہ کو یہ مراسلہ بھیجا:

> واضح ہو کہ قبیلہ کندہ نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا ہے اور زیادؓ بن لبید اور مُہاجر بن (اَبی) اُمیہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اس خط کو پڑھتے ہی تریم کا رُخ کرو اور سرکشوں کو مناسب سزا دو، جو مکّی باشندے تمھارے ساتھ جانا پسند کریں اور راستہ میں جن جن قبیلوں سے تمھارا گذر ہو اُن کو ساتھ لیتے جاؤ۔[1]

ابن اَعثم کے رپورٹروں نے یہ نہیں بتایا کہ جب یہ خط عِکرِمہ کو ملا تو وہ کہاں تھے۔

طَبَری کے راویوں کے مطابق ابوبکر صدیق نے گیارہ فوجیں تیار کی تھیں اور ان کو اتنے ہی سالاروں کی قیادت میں باغی عربوں کو مدینہ کا وفادار بنانے کی غرض سے جزیرۃ العرب کے مختلف حصوں میں بھیجا تھا، ان سالاروں میں ایک عِکرِمہ بھی تھے جن کے سپرد یمامہ کی مہم تھی۔ ان کو حکم تھا کہ یمامہ کی سرحد پر پہنچ کر رک جائیں اور جب مزید فوج شُرَحبیل بن حَسَنہؓ کی قیادت میں اُن سے آملے تو مُسَیلمہ سے جنگ کریں لیکن انھوں نے شُرَحبیل کے آنے سے پہلے ہی مُسَیلمہ پر حملہ کر دیا اور شکست کھائی، عِکرِمہؓ کی جلد بازی اور شکست نے خلیفہ کو مشتعل کر دیا اور انھوں نے وہ پُرعتاب خط لکھا جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور جس میں عِکرِمہ کو ہدایت کی تھی کہ مدینہ نہ لوٹیں، عُمان کا رُخ کریں اور وہاں کے باغیوں کے خلاف بھیجے ہوئے دو[2]

---

[1] فتوح ابن اعثم ص ۱۴۲ وناسخ التواریخ جلد ۲ قسم ثانی ص ۱۲۳

Marfat.com

جنرلوں حذیفہ بن محصن اور عرفجہ بارقی کو تقویت پہنچائیں اور اس مہم سے فارغ ہو کر عمان سے متصل جنوب کے علاقہ مہرہ کے مرتد قبیلوں کو مسلمان بنائیں پھر حضر موت کو جہاں اُس وقت خیریت تھی چھوڑ کر یمن میں داخل ہوں اور وہاں کے باغی شہروں اور دیہاتوں کو اسلام کی سیادت قبول کرنے پر مجبور کریں۔ طبری کے راوی عکرمہؓ کی نقل وحرکت خلیفہ کے مراسلہ کے مطابق بیان کرتے ہیں یعنی وہ یمامہ سے پہلے عمان پہنچتے ہیں، وہاں سے فارغ ہو کر قبائل مہرہؒ میں ارتداد کا خاتمہ کرتے ہیں پھر حضر موت سے بچتے ہوئے عدن میں داخل ہوتے ہیں، عدن سے وہ جنوبی یمن کے شہروں میں اسلام کا بول بالا کرنے روانہ ہوتے ہیں کہ ان کو خلیفہ کا ارجنٹ فرمان ملتا ہے کہ حضر موت میں بغاوت ہوگئی ہے وہاں زیادؓ کی مدد کو جاؤ، اب وہ مشرقی یمن کے شہر مارب کا رُخ کرتے ہیں اور وہاں مہاجر بن ابی اُمیّہ سے جو صنعار سے زیاد کی مدد کو چلے آرہے ہیں مل جاتے ہیں۔ مہاجرؓ اس قدر فوج لے کر جس کے کھانے چارہ کا پہلی فرصت میں بند وبست ہو جاتا ہے آگے بڑھ جاتے ہیں اور باقی فوج عکرمہؓ کی کمان میں دے کر ہدایت کرتے ہیں کہ جوں ہی فوج کی غذا اور چارہ کا انتظام ہو جائے اُن سے آملیں۔ مہاجرؓ کے آنے سے زیادؓ کی قوت بڑھ جاتی ہے اور اشعث خود کو کمزور پاکر نجیر کے قلعہ میں محصور ہو جاتا ہے، اس محکم پہاڑی قلعہ میں تین سڑکیں تین سمتوں سے داخل ہوتی ہیں، ایک سڑک کی ناکہ بندی زیادؓ کر لیتے ہیں، دوسرے کی مہاجر، تیسری کھلی رہتی ہے جس سے ہو کر اشعث کے پاس کھانے پینے کا سامان اور رسد آتی رہتی ہے۔ جب عکرمہؓ اپنی فوج کی خوراک اور چارہ کا انتظام کر لیتے ہیں تو وہ بھی مہاجر کی حسب ہدایت نجیر کا رُخ کرتے ہیں اور

لہ اصطخری نے عمان سے مہرہ اور مہرہ سے حضر موت کا فاصلہ ایک ایک ماہ بتایا ہے۔ المسالک والممالک ص ۲۶۔

Marfat.com

وہاں پہنچکر قلعہ میں داخل ہونے والے تیسرے راستہ کی ناکہ بندی کرلیتے ہیں۔ اشعث کی رسد بند ہوجاتی ہے اور قلعہ میں غذا کا قحط پڑنے لگتا ہے، مجبور ہوکر وہ ہتیار ڈالنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ عکرمہ کی فوجی نقل وحرکت کا ذکر طبری نے اِن خطوط پر کیا ہے، اور یہ کافی مربوط ذکر ہے۔ فتوح ابن اعثم یا فتوح البلدان بلاذری میں ایسا نما کہ نہیں پیش کیا گیا ہے جس سے واقعات کی ترتیب اور عکرمہ کی سرگرمیوں کا ربط سمجھنا دشوار ہوگیا ہے، اکتفا کے راوی عکرمہ کی عسکری نقل وحرکت کے سلسلہ میں نئے انکشاف کرتے ہیں جن کا عنقریب ذکر کیا جائے گا۔

۳۱۔ مہاجر بن ابی امیہؓ کے نام

یہ خط اور اس کا پس منظر سیف بن عمر کی روایت پر مبنی ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا بنو کندہ کی بہت سی چھوٹی بڑی شاخیں حضرموت کے مغربی اور وسطی وادیوں اور کوہستانوں میں پھیلی ہوئی تھیں، ان کا سب سے بڑا اور مقتدر قبیلہ "بنو معاویہ بن کندہ" کہلاتا تھا۔ اس کی آٹھ نو شاخوں کے نام ہمدانی نے صفۃ جزیرۃ العرب میں دئے ہیں، ان میں بنو حارث بن معاویہ پر اشعث کی براہ راست حکومت تھی۔

اِس وقت اِن شاخوں پر سات کندی رئیس حکمراں تھے جن کو شاہان کندہ کی نسل سے ہونے کے سبب "ملوک" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ بنو عمرو بن معاویہ یعنی کندی رئیسوں کے قبیلوں سے زیاد بن لبیدؓ کے تعلقات زکاۃ کے معاملہ میں رسول اللہؐ کے عہد ہی سے کشیدہ ہو گئے تھے[1]۔ ان لوگوں نے ابوبکر صدیقؓ کی بیعت بھی بادلِ ناخواستہ کی تھی۔ ایک دن زیاد بن لبیدؓ کو جبکہ وہ زکاۃ کے اونٹ وصول کررہے

---

[1] کشیدگی کے اسباب کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ طبری ۲/ ۲۰۰۴

Marfat.com

تھے ایک جوان اونٹ پسند آیا اور انھوں نے اس پر مہر لگوا کر سرکاری اونٹوں میں داخل کرا دیا، یہ اونٹ اس شخص کا نہ تھا جس سے زکاۃ لی گئی تھی بلکہ اس کے بھائی کا تھا جس پر زکاۃ واجب نہیں تھی، اس شخص نے کہا میں اپنی طرف سے دوسرا اونٹ دیتا ہوں، میرے بھائی کا واپس کر دو، زیادؓ سمجھے یہ بہانہ کر رہا ہے، انھوں نے کہا اونٹ پر سرکاری مہر لگ چکی، اب یہ واپس نہیں ہوگا اس شخص نے چلا چلا کر اپنے قبیلہ کو مدد کے لئے بلایا۔ قبیلہ کا ایک شیخ آیا اس نے زیاد سے اونٹ واپس کرنے کی سفارش کی لیکن زیادؓ نے سفارش نہیں مانی۔ وہ شیخ مشتعل ہوگیا اور اپنے چند ساتھیوں کو لے کر سرکاری اونٹوں کے غول میں گھسا اور مطلوبہ اونٹ نکال کر صاحب اونٹ کو دے دیا۔ زیادؓ نے پرسنل گارڈ کی مدد سے اس شیخ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور اونٹ بھی چھین لیا۔ بستی میں ایک ہلچل مچ گئی، بنو معاویہ نے شیخ کا پارٹ لیا، حمیر اور سکون کے قبیلوں نے زیادؓ کا۔ بدامنی کی فضا پیدا ہوگئی۔ دونوں فریق جنگ کی تیاری کرنے لگے، زیادؓ بن لبید نے اعلان کیا کہ اگر بنو معاویہ ارادۂ جنگ ترک کر کے صلح اور آشتی کا راستہ اختیار کریں گے تو وہ شیخ اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیں گے۔ بنو معاویہ نے کہا جب تک شیخ اور اس کے ساتھیوں کو نہ چھوڑا جائے گا وہ پُرامن نہ ہوں گے۔ ایک رات زیادؓ نے ان پر حملہ کر دیا، ان کے کچھ جوان مارے گئے اور باقی تتر بتر ہوگئے۔ اس واقعہ کے بعد زیادؓ نے شیخ اور اُس کے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ چھوٹنے کے بعد ان لوگوں نے زیادؓ کے خلاف سخت مہم شروع کی اور کہا جب تک زیادؓ ہیں ملک میں عافیت نہیں ہو سکتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بنو معاویہ بڑے پیمانہ پر جنگ کے لئے مستعد ہوگئے اور کھلم کھلا زکاۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اِس وقت پوزیشن یہ تھی کہ اکثر حمیری اور بعض کندی قبیلے جیسے (سکاسک اور سکون) اسلام کے وفادار تھے، بعض جن میں اشعث کا قبیلہ بھی شامل تھا غیر جانب دار یا متذبذب تھے لیکن بنو معاویہ بن کندہ

Marfat.com

کی اکثر شاخیں مخالفت پر کمر بستہ ہو گئیں۔ بنو معاویہ کے چار رئیس برملا باغی ہو کر اپنے قبیلوں کے ساتھ کوہستانی وادیوں میں چلے گئے۔ اشعث بھی خود کو خطرہ میں گھرا پاکر مع قبیلہ کے اپنی وادی میں محفوظ ہو گیا۔ ایک رات جب بنو معاویہ کے چاروں رئیس اور ان کے ہم قوم حالات حاضرہ پر غور کرنے جمع تھے زیادؓ بن لبید نے شبخون کر کے انھیں اور دوسرے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا، جو بچے بھاگ گئے۔ زیادؓ ان کے بال بچوں کو قید کر کے لوٹ رہے تھے کہ اُن کا گذر اُس وادی سے ہوا جس میں اشعث مقیم تھا، عورتوں نے رو رو کر اشعث سے داد فریاد کی، اشعث کی عصبیت جوش میں آگئی۔ ادھر کندی رئیسوں کے قتل سے سارے کندی اور کچھ حمیری قبیلوں میں غصہ اور انتقام کی آگ بھڑک اٹھی، جو کندی قبیلے متذبذب تھے وہ بھی اشعث کے ساتھ ہو گئے، اشعث کی قوت بہت بڑھ گئی، یہ دیکھ کر زیادؓ نے مُہاجر بن ابی اُمیہؓ کو مدد کے لئے ارجنٹ خط بھیجا، مہاجر یمن میں ارتداد کا قلع قمع کر کے حضرموت کے قریب تک پہنچ چکے تھے، جب وہ آگئے تو اشعث سے جنگ چھڑی، اشعث ہار گیا اور بھاگ کر نجیر کے کوہستانی قلعہ میں پناہ لی۔ جب اشعث اور اس کی فوجیں قلعہ بند ہو گئیں تو زیادؓ اور مہاجرؓ نے بنو کندہ کے باغی قبیلوں کی سرکوبی کے لئے رسالے بھیجے، بہت سے کندی مارے گئے اور ان کے گاؤں لوٹ لئے گئے۔ اشعث اور دوسرے محصور کندی رئیسوں کو جب ان حوادث کا علم ہوا تو انھوں نے سر پیٹ لیا، انھوں نے اپنے گیسو کٹوا دئے اور قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے لیکن پھر شکست کھائی اور دوبارہ قلعہ میں محصور ہو گئے، اشعث کی امیدیں ٹوٹ چکی تھیں، غذائی حالت نازک ہو چکی تھی، اس لئے اُس نے صلح کی پیش کش کی جس کو زیادؓ نے رد کر دیا۔ اب اس نے جان کی امان چاہی اور زیادؓ سے درخواست کی کہ اس کو اور اُس کے نو خاندانی افراد کو مع اہل وعیال خلیفہ کے پاس بھیج دیا جائے اور وہ اپنی صوابدید سے جو سزا چاہیں دیں۔ یہ درخواست مان لی گئی۔ قلعہ کے سب

جوانوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس وقت خلیفہ کا یہ خط لے کر مُغیرہ بن شُعبہ وارد ہوئے:

میرا یہ خط پانے کے بعد اگر بنو کندہ پر تم کو فتح حاصل ہو تو ان کے جوانوں کو قتل کر دینا اور بال بچوں کو غلام بنالینا، یہ اُس صورت میں جب کہ فتح بزورِ شمشیر حاصل ہوئی ہو یا وہ اس شرط پر ہتیار ڈالیں کہ اُن کی قسمت کا فیصلہ میری صوابدید سے ہو لیکن اگر خط پانے سے پہلے تمھاری اُن سے صلح ہو چکی ہو تو اِس صورت میں قبول کی جاسکتی ہے کہ اُن کو جلا وطن کر دو، میں نہیں چاہتا کہ اِن لوگوں کو اسلام سے بغاوت کے بعد (چین سے) اُن کے گھر اور وطن میں رہنے دوں، میں چاہتا ہوں کہ اُن کو اپنی بدکرداری کا احساس ہو اور اپنے کئے کا مزہ چکھیں[1]۔

۳۲۔ زیاد بن لبیدؓ کے نام

ذیل کا خط اور اس کا سیاق و سباق اکتفا سے ماخوذ ہے، یہ اور اس کا پیش رو جس کی روایت سیف بن عمر نے کی ہے دونوں محاصرۂ نُجیر سے متعلق ہیں، یہ دونوں خط نہ تو حجم میں ایک سے ہیں نہ مضمون میں بلکہ دونوں میں دی ہوئی ہدایات ایک دوسرے کی نقیض ہیں، اس کے علاوہ اکتفا اور سیف نے عِکرِمہ کی فوجی نقل و حرکت کی تفصیل بھی ایک دوسرے سے مختلف بیان کی ہے مثلاً سیف بن عمر نے اپنے نقل کردہ خط کے مقدمہ میں بتایا ہے کہ حامل خط مُغیرہ بن شعبہ چونکہ راستہ بھول گئے تھے اس لئے صلحِ نُجیر کے بعد پہنچے جب کہ اشعث کو امان دی جاچکی تھی اور قلعہ

---

[1] تاریخ طبری ۳/ ۲۷۰۔ ۲۷۴ و تاریخ الیعقوبی (لائڈن)، ۲/ ۱۴۹۔

Marfat.com

کے جوانوں کو قتل کیا جا چکا تھا، اکتفا کے راوی کہتے ہیں کہ مغیرہؓ صلح نجیر کے موقع پر نہیں بلکہ ایک دوسرے موقع پر خط لیکر آئے تھے، جب بنو معاویہ بن کندہ اور ان کے چار رئیس زیاد بن لبیدؓ سے باغی ہوکر کوہستانی وادیوں میں چلے گئے تھے، اس خط میں ابوبکر صدیق نے تاکید کی تھی کہ ان رئیسوں کو قتل نہ کیا جائے۔ اتفاق سے مغیرہؓ راہ بھٹک گئے اور اتنی دیر میں پہنچے کہ زیاد شبخون کر کے چاروں رئیسوں کو اُن کے کوہستانی وادیوں میں مار چکے تھے۔

سیف بن عمر نے عکرمہ بن ابی جہل کی عسکری نقل و حرکت ان خطوط پر دکھائی ہے: یمامہ میں شکست کھا کر وہ (غالباً ہجر اور بحرین کی راہ سے) عُمان پہنچتے ہیں، وہاں اسلام کا تسلط دوبارہ قائم کر کے قبائل مہرہ کے علاقہ میں ارتداد کا قلع قمع کرتے ہیں، وہاں سے فارغ ہو کر حضرموت کے مشرقی ساحل والی سڑک سے ہوتے ہوئے یمن کی آخری حد اور مشہور بندرگاہ عدن تک پہنچ جاتے ہیں، وہاں سے شمال کی طرف رخ کرتے ہیں تاکہ صنعاء اور عدن کے درمیان کئی سو میل کے رقبہ میں بغاوت کے جو گوشے ہوں اُن کو پھر مدینہ کا وفادار بناتے چلیں اور اس کے بعد خلیفہ کی حسب ہدایت مہاجر سے یمن میں وہ جس جگہ ہوں جا کر مل جائیں، عدن سے ابھی سات آٹھ میل چل کر ابین کی منزل پہنچے تھے کہ فرمانِ خلافت ملا کہ سیدھے زیادؓ کی مدد کو حضرموت چلے جاؤ، دوسری طرف مہاجرؓ خلیفہ کا حکم پاکر صنعاء سے روانہ ہو چکے تھے، مارب کی قدیم تاریخی بستی میں عکرمہ اُن سے آملے، مہاجرؓ فوج کا ایک حصہ لے کر زیاد کی مدد کو چلے گئے، کچھ دن بعد عکرمہؓ بھی باقی فوج کے ساتھ نجیر کی اسلامی فوجوں میں ضم ہو گئے[۱]۔

اِکتفا میں عکرمہؓ کی مسیلمہ سے شکست کھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے، اکتفا کے

---

[۱] تاریخ طبری ۴/۲۷۱-۲۷۵

Marfat.com

کے راوی ردّہ کے وقت ان کو تہامۂ یمن کے شہر تبالہ میں دکھاتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے ان کو زیریں بنی عامر بن صعصعہ پر محصلِ زکاۃ مقرر کیا تھا۔ جب رِدّہ کی وبا پھیلی اور وہاں کے حالات خراب ہوئے تو عکرمہؓ اپنی فوجی کمزوری کے سبب مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ تبالہ آکر ٹھہر گئے اور خلیفہ کے حکم کا انتظار کرنے لگے، یہاں اُن کو حکم ملا کہ عُمان کے پایۂ تخت دَبَا[1] جاکر اس بغاوت کو فرو کریں جو عُمان کے بڑے رئیس لقیط ازدی نے کی تھی۔ عِکرِمہؓ جب بغاوت فرو کر چکے تو ابوبکر صدیق نے ان کو عمان کا گورنر مقرر کیا اور وہ دَبَا (پایۂ تخت) میں مقیم ہو گئے۔ زیاد بن لبیدؓ کی اشعث سے جب لڑائی شروع ہوئی اور حضرموت کے اکثر قبیلے حکومت مدینہ کے خلاف ہو گئے تو زیادؓ نے خلیفہ سے مدد مانگی۔ انھوں نے ایک طرف مہاجرؓ کو جو صنعاء میں تھے اور دوسری طرف عِکرِمہ کو جو دَبا میں تھے زیادؓ کی مدد کے لئے بھیجا۔ دَبا کا فاصلہ چونکہ حضرموت سے بہت زیادہ تھا اور راستہ دشوار گذار، عِکرِمہؓ دیر سے پہنچے، نُجیری چار دن پہلے ہتھیار ڈال چکے تھے۔

اکتفا کے راویوں کی ایک اور حیرت انگیز تصریح جو سیف بن عمر کے نقل کردہ خط ۱۳ کی مکمل تردید ہے ابوبکر صدیق کا وہ فرمان ہے جو انھوں نے محاصرہ نُجیر کے دوران نَہیک بن اَوس بن خزمہ کی معرفت زیاد بن لبید کو بھیجا تھا اور جس میں تاکید کی تھی کہ محصورین کو قتل نہ کیا جائے (بلکہ گرفتار کر کے مدینہ بھیجدیا جائے)۔ محصورین کا ستارہ گردش میں تھا اس لئے نَہیک کے پہنچنے سے صرف چند گھنٹے پہلے قلعہ کے سات سو جوانوں کی گردن ماری جا چکی تھی۔ صدیقی فرمان کے الفاظ یہ ہیں:

اگر نُجیری تمھارے قبضہ میں آجائیں تو اُن کو قتل نہ کرنا[2]۔

---

[1] عُمان کے شمال مغربی ساحل پر ایک بندرگاہ دبا، آج بھی موجود ہے۔ [2] الاکتفا ص ۲۶۱، ۲۷۰

۲۲- زیاد بن لبیدؓ کے نام

جیسا کہ ابھی بیان ہوا عکرمہ فتح نُجیر کے چار دن بعد پہنچے تھے اور جنگ میں شریک نہ ہو سکے تھے، اس کے باوجود سالار اعلیٰ زیاد بن لبید نے ان کی فوج کو مال غنیمت میں شریک کر لیا۔ یہ بات ان مسلمان سپاہیوں کو ناگوار گذری جنھوں نے نُجیر کی فتح میں عملاً حصہ لیا تھا، انھوں نے پہلے زیاد سے احتجاج کیا اور جب اس سے کام نہ چلا تو خلیفہ سے شکایت کر دی۔ ابوبکر صدیق نے لکھا:

مال غنیمت کا حق دار صرف وہ ہے جو عملاً جنگ میں حصہ لے[1]۔

اس موضوع پر عمر فاروق کے بھی کئی مراسلے راویوں نے نقل کئے ہیں، اُن میں سے ایک کا مضمون بعینہ مذکورہ بالا خط کی طرح ہے، ان دونوں باہم مؤید خطوں کے پیش نظر ہمارا خیال ہے کہ فتح کے بعد موصول ہونے والی کمک خلفائے راشدین کے زمانہ میں مال غنیمت سے حصہ کی مستحق نہیں سمجھی جاتی تھی۔ ابوبکر صدیق کا مذکورہ خط امام شافعی نے اپنی کتاب الاُمّ میں اور اسی مضمون پر مشتمل عمر فاروق والا تابعی طارق بن شہاب کی سند پر سرخسیؒ نے شرح السیرُ الکبیر اور بیہقیؒ نے سُنن کبریٰ میں بھی نقل کیا ہے، اسی موضوع پر عمر فاروق کی طرف مندرجۂ ذیل دو اور خط منسوب کئے گئے ہیں جن کا مضمون ایک دوسرے اور پہلے والے سے مختلف ہے:

جو کمک تمھارے پاس مقتولین کے سڑنے گلنے سے پہلے پہنچے اسے مال غنیمت میں شریک کر لو[2]۔

---

[1] کنز العمال ۲/ ۲۲۱

[2] الرد علی سیر الاوزاعی، قاضی ابو یوسف، مصر، ص ۶ و ۳۵

Marfat.com

اگر قیس بن مکشوح مُرادی (جو جنگ قادسیہ میں بطور کمک شام سے بھیجے گئے تھے اور فتح کے بعد پہنچے تھے) مقتولین کے دفن سے پہلے پہنچ گئے ہوں تو انھیں مال غنیمت میں شریک کرلو۔[1]

۴۳- مُہاجر بن ابی اُمیہ کے نام

نُعمان بن جون ایک کندی رئیس تھے، ان کی اَسما نامی ایک حسین لڑکی تھی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسما لڑکی نہیں بہن تھی، وہ رسول اللہؐ سے ملے اور کہا کہ میں ایک حسین ترین بیوہ سے آپ کی شادی کرنا چاہتا ہوں، اَسما کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا، عربوں میں ایک سے زائد شادی کرنے کا عام رواج تھا، قبائلی نظام میں "تعداد" کو خاص اہمیت حاصل تھی، جو خاندان جتنا بڑا ہوتا اور جو قبیلہ جتنا شاخ در شاخ، قبائلی نظام میں اس کی طاقت، رسوخ اور وقار اتنا ہی زیادہ ہوتا، چھوٹے خاندان نہ تو اپنے قبیلے میں معزز سمجھے جاتے تھے، نہ لڑائی یا بیرونی حملہ کے وقت جس کا خطرہ ہر وقت منڈلاتا رہتا تھا اپنا دفاع کر سکتے تھے، تعداد بڑھانے کے لئے تعدد ازواج ضروری تھا۔ اس کے علاوہ جس شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوتیں اس کو ایک اجتماعی امتیاز حاصل ہوتا، وہ مال دار سمجھا جاتا، اس کی بات سنی اور مانی جاتی، بیرونی حملہ یا خطرہ کے وقت کئی بیویوں والے قبائلی رئیس کو اپنے ماتحت قبیلہ کے علاوہ اپنی سسرال کے قبیلوں سے بھی مدد حاصل ہوتی تھی۔ رسول اللہؐ کے تعدد ازواج کا بھی ایک مقصد اپنی مادی اور اجتماعی طاقت بڑھانا اور اسلام کی تقویت و اشاعت کے لئے عزیز و اقارب کا حلقہ وسیع کرنا تھا۔

---

[1] فتوح البلدان ص ۲۵۷

ربیع الاول ۹ ھ/۶۳۰ء میں رسول اللہؐ کی اسماء سے شادی ہوگئی؛ جب رات کو اسما کی رسول اللہؐ سے خلوت میں ملاقات ہوئی تو اسماء نے کہا: میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ إنی أعوذ باللہ منک۔ ایک حسین اور شاہی خاندان کی عورت کا رسول اللہؐ کے حرم میں داخل ہونا اُمہات المؤمنین کو ناپسند تھا، ان کو ڈر تھا کہ اسما ان سب پر چھا جائیں گی، خاص طور پر بی بی عائشہ اور حفصہ بنت عمر فاروق اس شادی سے زیادہ خائف تھیں۔ بی بی عائشہ نے ان الفاظ میں اپنی خفگی کا اظہار کیا: قد وضع یدیہ فی الغرائب ویوشکن أن یصرفن وجہہ عنا۔[۱] بیویوں نے اس شادی کو ناکام بنانے کی ٹھان لی، کچھ عرصہ پہلے رسول اللہؐ کی ایک نئی منکوحہ نے پہلی ملاقات میں ان سے کہا تھا: إنی لم أستأمر فی نفسی و أعوذ باللہ منک[۲]۔ میں غور و خوض کئے بغیر تم سے شادی پر رضامند ہوگئی تھی، اب میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں! رسول اللہؐ نے اس عورت کو طلاق دیدی تھی، امہات المؤمنین کو یہ سب باتیں معلوم تھیں، جب اسما بیاہ کر آئیں تو انھوں نے کہا: اگر تم رسول اللہؐ کی منظور نظر بننا چاہتی ہو تو ان سے پہلی ملاقات کے موقع پر خدا کی پناہ مانگنا، اسماء نے ایسا ہی کیا، رسول اللہؐ نے اسما کو طلاق دیدی اور غصہ میں اٹھکر چلے گئے اور صبح ہوتے ہی اسما کو ان کے گھر بھجوا دیا۔[۳]

اس کے بعد ہم اسماء کے حالات سے یکسر بے خبر رہتے ہیں حتی کہ ۱۲ھ/۶۳۳ء میں وہ اچانک

۱۔ محبر ابن حبیب بغدادی، حیدر آباد ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء، ص ۹۴

۲۔ طبری ۳/۱۷۹۔ ۱۷۸۔

۳۔ اصابہ ۴/۲۳۳ و انساب الاشراف س ۔۴۵۶۔ و تاریخ یعقوبی، بیروت ۲/۸۷۔ سیرۃ الحلبیہ علی بن برہان الدین حلبی، مصر ۳/۲۲۔۴۲۱ و شرح مواہب اللدنیہ زرقانی، مصر ۳/۲۱۲

Marfat.com

عدن کے افق پر ابھرتی ہیں اور عکرمہ بن ابی جہل اسلامی فوج کے کمانڈر مہرہ میں ارتداد کی جڑیں کاٹتے ہوئے جب عدن پہنچتے ہیں تو اسماء سے ان کا (غائبانہ) عقد ہو جاتا ہے۔ عقد کے بعد عکرمہ زیاد بن لبید کی مدد کرنے عدن سے یلغار کرتے ہیں اور جب یمن کے مشہور شہر جند پہنچتے ہیں تو اُن کی اسماء سے پہلی ملاقات ہوتی ہے، ذرا دم لے کر عکرمہ مع اسماء کے چل پڑتے ہیں اور سبا کے قدیم پایہ تخت مارب میں مہاجرین ابی امیہ سے جا ملتے ہیں جو زیاد کی تقویت کے لئے صنعاء سے حضر موت چلے جا رہے ہیں۔ مارب میں عکرمہ کی فوج کے بعض لوگ شائد صحابی جن کو اسماء کی رسول اللہؐ سے شادی اور طلاق کا علم ہوتا ہے عکرمہ کو رائے دیتے ہیں کہ اسماء سے قطع تعلق کر لیں اور فوج کا ایک دوسرا فریق رشتہ باقی رکھنے کی تائید کرتا ہے۔ مہاجر بن ابی اُمیہ خلیفہ سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا اسماء سے عکرمہ کا رشتہ برقرار رکھا جائے یا توڑ دیا جائے، وہ رائے دیتے ہیں جیسا کہ فرمان ذیل سے ظاہر ہے کہ رشتہ توڑ دیا جائے اور عکرمہ کو اس حکم کے بموجب عمل کرنا پڑتا ہے:

> اسماء کے والد نُعمان بن جون رسول اللہؐ کے پاس آئے اور اس کی اتنی خوبیاں بیان کیں کہ رسول اللہؐ نے اُن کو حکم دیا کہ جا کر اسماء کو میکہ سے لائیں، جب نُعمان اسماء کو لے کر مدینہ آئے تو انھوں نے کہا: اسماء کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ رسول اللہؐ نے کہا: اگر خدا کی میزان میں اسماء اچھی ہوتی، تو کبھی نہ کبھی ضرور بیمار پڑتی۔ رسول اللہؐ نے اس سے منھ موڑ لیا تم بھی موڑ لو۔[1]

یہ خط اور اس کا سیاق وسباق سیف بن عمر نے اپنے شیوخ تاریخ کی سند پر

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ طبری ۳/۲۷۶

Marfat.com

بیان کیا ہے، جہاں تک ہمیں معلوم ہے دوسرے مورخوں نے نہ تو خط کی توثیق کی ہے نہ اس کے مقدمہ کی بلکہ ان کے بیانات سے خط اور مقدمہ دونوں کی تردید ہوتی ہے۔ ان کی رائے ہے کہ اسما کی شادی عکرمہ بن ابی جہل کی بجائے مہاجر بن ابی امیہ گورنر صنعاء سے ہوئی تھی، ان کے بیانات سے یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ شادی کے بارے میں مہاجر کے دوست احباب یا مشیر صحابہ میں کوئی اختلاف رائے تھا اور نہ اس کے صواب خطا ہونے کا فیصلہ لینے کے لئے ابوبکر صدیق سے رجوع کرنے کی شہادت ملتی ہے، البتہ متعدد رپورٹر بتاتے ہیں کہ عہد فاروقی میں جب اسما مدینہ آئیں اور عمر فاروق کو مہاجر سے ان کی شادی کا علم ہوا تو وہ بہت برہم ہوئے اور انھوں نے اسما کو سزا دینے کا قصد کیا کیونکہ ان کی رائے میں رسول اللہؐ کی کسی منکوحہ کے لئے دوسری شادی قابل تعزیر جرم تھی، اسما بگڑ گئیں، انھوں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ مجھے پہلی ہی ملاقات میں رسول اللہؐ نے طلاق دیدی تھی اور میں ایک لمحہ کے لئے بھی ام المومنین نہیں رہی۔ عمر فاروق کو خاموش ہونا پڑا۔ ایک خبر ہے کہ اسما کی طلاق کا باعث کوڑھ تھا جس میں وہ مبتلا تھیں لیکن یہ خبر صحیح نہیں معلوم ہوتی، وہ عمرہ نامی ایک دوسری عورت تھی جس کو کوڑھ کے باعث رسول اللہؐ نے طلاق دی تھی[1]، اگر اسما کو یہ مرض ہوتا تو ان سے کوئی بھی شادی نہ کرتا کجا کہ رسول اللہ کے سالے مہاجر جیسے معزز گورنر۔ قرائن سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ طلاق کا محرک یہ تھا کہ پہلی ملاقات میں رسول اللہؐ اسما سے بدظن ہو گئے تھے یا تو اس وجہ سے جیسا کہ مشہور قول ہے کہ امہات المومنین کی پُرمصلحت تلقین پر ان کی زبان سے یہ نامناسب الفاظ نکلے تھے کہ میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں یا اس وجہ سے

---

[1] انساب الاشراف ۱/۴۵۶

جیساکہ بعض باخبر راویوں نے تصریح کی ہے کہ پہلی خلوت میں رسول اللہؐ نے ان کو اپنے پاس بلایا تو وہ آنے کے لئے تیار نہیں ہوئیں اور بولیں : بل تعال أنت یا یہ کہ لما دخل علیھا قال ھبی لی نفسك فقالت : ھل تھب الملكة نفسھا للسوقة۔

خط کے مضمون میں دو کمزوریاں موجود ہیں، ایک یہ کہ اس سے رسول اللہؐ کی اسماسے شادی کی قطعاً توثیق نہیں ہوتی حالانکہ سارے راوی متفق ہیں کہ شادی ہوئی تھی، مہر ادا کیا گیا تھا اور اسماؑ دلہن بن کر رسول اللہ کے گھر آئی تھیں، دوسری کمزوری رسول اللہؐ کی اسما سے روگردانی کی مبینہ وجہ ہے یعنی ان کا کبھی بیمار نہ ہونا حالانکہ کسی عورت میں دوام صحت اور فقدان مرض ایسے صفات ہیں جو شادی کی طرف مائل کرتے ہیں نہ کہ اس سے منحرف۔

۳۵۔ مہاجر بن ابی اُمیّہ کے نام

یہ خط نویں صدی عیسوی کے مولف محمد بن حبیب بغدادی نے اپنی کتاب محبّر میں نقل کیا ہے جو بیس پچیس سال قبل حیدر آباد ہند میں طبع ہو کر پہلی بار علمی دنیا کے سامنے آئی تھی۔ ابتدائے اسلام کے واقعات و حوادث کے سلسلہ میں ابن حبیب کا سب سے بڑا اور اہم ماخذ اس کا استاد ہشام بن محمد کلبی (متوفی ۲۰۶ھ / ۸۲۱ء) تھا۔ جس کی متعدد کتابوں سے ابن حبیب نے اپنی تالیفوں میں اقتباسات جمع کر لئے تھے، غالباً یہ خط بھی ابن الکلبی کی کسی کتاب سے مستعار ہے، ابن حبیب کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات کی خبر جب حضرموت کے قصبات میں پہنچی تو وہاں کی چھ خاندانی عورتوں کو جو رسول اللہؐ کی موت کی متمنی تھیں بہت خوشی ہوئی، انھوں نے سنگار کر کے، ہاتھوں میں مہدی لگا کر ڈھول کی تھاپ پر

لہ اصابہ ۴/۲۳۴

خوشی کے ترانے گائے۔ حضر موت کی کم و بیش دو درجن گائنیں اور رنڈیاں بھی اُن سے آملیں اور سب رسول اللہؐ کی موت پر گا بجا کر خوشیاں منانے لگیں، حضر موت کے دو وفادار رئیسوں نے خلیفہ کو کچھ اشعار لکھ بھیجے جن میں جشن منانے والی ان عورتوں کی شکایت کی گئی تھی اور اس بات کی سفارش تھی کہ ان کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں، ابو بکر صدیق نے مہاجر بن ابی اُمیہ کو یہ فرمان بھیجا:

واضح ہو کہ دو نیک بندوں ــ امرئ القیس بن عابس کندی اور شداد بن مالک حضرمی نے جو اسلام پر قائم رہے اور خدا کے اُس انعام سے بہرہ ور ہوئے جو اس نے نیکوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے جبکہ ان کے بیشتر ہم قوم مرتد ہو گئے اور اس تباہی سے دوچار ہوئے جو راہ راست سے پھرنے والوں کے لئے مقدر کی گئی ہے۔ مجھے لکھا ہے کہ ان کے علاقہ (کندہ) میں ایسی عورتیں ہیں جو رسول اللہؐ کی موت کی آرزو مند تھیں، ان سے کندہ کی کچھ گائنیں اور حضر موت کی رنڈیاں آملیں اور ہاتھوں میں مہدی لگا کر، سنگار کر کے، ڈھول کی تھاپ پر (رسول اللہؐ کی موت پر خوشی کے ترانے گائے) خدا کی شان میں گستاخی کی اور خدا نیز رسولؐ کے اعلیٰ مرتبہ کی بے حرمتی، میرا خط پا کر اپنی رسالہ اور پیادہ فوج لے کر جاؤ اور ان عورتوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ اگر ان کے حمایتی تمہیں روکیں تو اپنے اقدام کے حق میں دلیلیں دے کر ان کو قائل و معقول کرو اور بتاؤ کہ ان کا ان عورتوں کو اپنی پناہ میں لینا گناہ عظیم کا موجب ہے۔ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو خیر ورنہ ان کے خلاف اعلان جنگ کر دو: بلاشبہ خدا غداروں کی چالیں کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ إن الله لا يهدي كيد الخائنين۔ قسم ہے خدائے باقی کی میرا گمان ہی نہیں یقین ہے کہ کسی (سفلہ منش) مرد نے اُن کو

اس بدترین کام کی ترغیب دی ہے ومنعك من قطعهن علی مثل جناح البعوض من دین محمد صلی الله علیه وسلم (؟) ابو اُمیہ کے لڑکے ہجرا اس تعزیری مہم کو خود انجام دینے کی بجائے تمھارے سپرد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ میں دل وجان سے چاہتا ہوں کہ اس کے ثواب عظیم سے تم بہرہ یاب ہو؛ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ایک اعزاز ہے جو خدا تم کو عطا کرنا چاہتا ہے، خدا ہمیں اور تمھیں اپنے تقوی کی امان میں رکھے اور ہماری تمھاری آخرت دنیا سے بہتر بنائے۔

حسب الحکم مُہاجر فوج لے کر گئے، حضرموت کے بہت سے لوگ ان عورتوں کی حمایت کے لئے آ گئے؛ مُہاجر نے ان کو بتایا کہ ان عورتوں نے رسول اللہؐ کی موت پر خوشیاں منا کر سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کی عبرت ناک سزا ان کو ملنی چاہیے؛ خلیفہ کا حکم ہے کہ اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں، مہاجر نے حامیتیوں کو مشورہ دیا کہ چلے جائیں لیکن وہ اس کے لئے تیار نہیں ہوئے، لڑائی ٹھن گئی، بیشتر حامیتی اپنی کمزوری اور اس کے نتائج سے خائف ہو کر کھسک گئے، جو ڈٹے رہے ان کو شکست ہوئی، مُہاجر نے عورتوں کو گرفتار کر کے ان کے ہاتھ کٹوا دئے، ان میں سے معدودے چند بچ گئیں، باقی کا خون اتنا زیادہ بہا کہ جاں بر نہ ہو سکیں[1]۔

۲۶- مُہاجر بن ابی اُمیّہ کے نام

سیف بن عمر نے اس خط کا کوئی سیاق وسباق نہیں بیان کیا ہے، قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلعہ نُجیر کے سقوط کے بعد لکھا گیا۔ مسلمانوں نے بنو کِندہ کو بری طرح پامال

---

[1] مُحبّر ص ۱۸۴-۱۸۸

Marfat.com

کیا تھا، ان کے بہت سے خاندان تباہ ہو گئے تھے اور جو لوگ بچے تھے ان کے دل زخمی اور جذبات مشتعل تھے۔ تلوار اٹھانے کا تو ان میں یارا تھا نہیں، زبان چلا کر دل کا غبار نکال سکتے تھے۔ مہاجر کے پاس مختلف اوقات میں دو گائنیں لائی گئیں؛ ایک نے رسول اللہؐ کی مذمت میں شعر گائے تھے دوسری نے مسلمانوں کی ہجویں؛ مُہاجر نے پہلی کا ہاتھ کٹوا دیا اور سامنے کے دانت اکھڑوا ڈالے۔ ابوبکر صدیق کو خبر ہوئی تو انھوں نے یہ مُراسلہ بھیجا:

> مجھے اُس سزا کا علم ہوا جو تم نے رسول اللہ کی مذمت میں شعر گانے والی عورت کو دی، اگر تم یہ سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں یقیناً تمھیں اس کے قتل کا حکم دیتا، انبیا کے خلاف جرم کی سزا عام لوگوں کے خلاف جرم کی سزا کے برابر نہیں ہو سکتی، اگر کوئی مدعی اسلام نبی کی توہین کرے تو اس کو مرتد کی سزا ملنی چاہیئے اور اگر کوئی معاہد ایسا کرے تو اس کے معنی ہیں کہ اس نے عہد توڑ دیا اور مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔[1]

۴۷۔ مُہاجر بن ابی اُمیّہ کے نام

جس مغنیہ نے مسلمانوں کی ہجو میں گیت گائے تھے، مہاجر نے اس کو بھی وہی سزا دی جو رسول اللہ کی مذمت میں گیت گانے والی کو دی تھی، سیف بن عمر کے مندرجہ ذیل خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق کو مہاجر کی یہ بات پسند نہیں آئی، رسول اللہؐ کی بے حرمتی کی وہ سخت سے سخت سزا دینے کو تیار تھے لیکن مسلمانوں کی توہین کرنے والے کو سخت سزا دینا یا اس کا مثلہ کرنا اُن کو گوارا نہ تھا:

---

[1] سیف بن عمر۔ طبری ۲۷۷/۳

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اس عورت کا ہاتھ کٹوا دیا اور اس کے اگلے دانت اکھڑوا دیے جس نے مسلمانوں کی ہجو میں شعر گائے تھے (صحیح طریق کار یہ تھا کہ) اگر ہجو کرنے والی مسلمان ہوتی تو اس کو ڈانٹ پھٹکار دیا جاتا (اور اس کا مُثلہ نہ کیا جاتا) اور اگر ذمیہ ہوتی تو میری جان کی قسم جب تم اس کے شرک پر چشم پوشی کر چکے تو ہجو تو اس کے مقابلہ میں معمولی بات ہے (اور اس قابل کہ اس پر مواخذہ نہ کیا جائے)۔ اگر میں ہجو کی سزا کے بارے میں تمھیں پہلے کوئی ہدایت دے چکا ہوتا اور اس کے باوجود تم یہ سخت سزا دیتے) تو تمھیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا (یعنی معزول کر دیے جاتے)۔ طیش سے کام نہ لو اور نہ مثلہ کی سزا دو کیونکہ یہ گناہ ہی نہیں بلکہ اسلام سے منحرف کرنے والا تشدد بھی ہے۔ مُثلہ کی سزا (صرف عُضوی) قصاص کے طور پر دی جا سکتی ہے۔[1]

۳۸ - مُہاجر بن ابی اُمیّہ کے نام

پیش نظر موضوع پر ایک خط انساب الاشراف (مصوّر) میں بلاذری نے بھی بیان کیا ہے، اس کا راوی مشہور مورخ مدائنی (۲۲۵ یا ۲۱۵ھ / ۸۳۹ یا ۸۳۰ء) کہتا ہے کہ فتح نُجَیر کے بعد مُہاجر بن ابی اُمیّہ کے پاس ایک گائن لائی گئی جس نے رسول اللہؐ یا مسلمانوں کی نہیں بلکہ خلیفۂ وقت ابوبکر صدیق کی ہجو میں شعر گائے تھے، مہاجر نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا، مدائنی کی روایت میں دانت اکھڑوانے کی تصریح نہیں ہے، اس واقعہ کی خبر ابوبکر صدیق کو ہوئی تو وہ آزردہ ہوئے اور مُہاجر کو لکھا:

---

[1] سیف بن عمر۔ طبری ۳/ ۲۷۷

Marfat.com

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک عورت کو پکڑا جس نے مجھے بُرا بھلا کہا تھا اور تم نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا، خدا نے تو شرک جیسے جرمِ عظیم کا انتقام نہیں لیا اور مُثلہ کی سزا تو کھلے کفر تک میں نہیں دی گئی ہے ففحلت حقاو عملت بحس (؟)، میرا یہ خط پاکر آئندہ ایسے موقعوں پر طیش سے کام نہ لینا اور کسی کا مُثلہ نہ کرنا کیونکہ یہ گناہ ہے؛ خدا نے مسلمانوں کو طیش اور شدتِ غضب سے بچنے کی تاکید کی ہے، رسول اللہؐ کے ہاتھ ایسے لوگ آئے جنھوں نے انھیں ستایا تھا، انھیں گالیاں دی تھیں، ان کو وطن سے نکالا تھا اور ان سے جنگ کی تھی اس کے باوجود رسول اللہؐ نے ان کا مُثلہ نہیں کیا۔[۱]

۳۹ ۔ سالارانِ رِدّہ کے نام

عُمان، یمن، حضرموت وغیرہ میں جب رِدّہ کی وبا ختم ہوئی اور اسلام کا اقتدار دوبارہ قائم ہوگیا تو ان علاقوں میں سرکاری عہدوں اور انتظام کے لئے عمال کی ضرورت پڑی اور یہ سوال پیدا ہوا کہ کس کو قبائلی نمائندگی اور سرکاری خدمت سونپی جائے اور کس کو نہیں۔ سیف بن عمر کی رائے ہے کہ اس سلسلہ میں خلیفہ نے ایک عام پالسی وضع کی اور سالارانِ رِدّہ کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیا:

سرکاری خدمت کے لئے میں ان لوگوں کو سب سے زیادہ موزوں سمجھتا ہوں جو نہ تو خود مرتد ہوئے ہوں اور نہ مرتدوں سے ان کا تعلق رہا ہو، آپ سب اسی معیار کو دھیان میں رکھئے اور اسی طرح کے لوگوں کو مقرب

---

[۱] انساب الاشراف قلمی عرب لیگ، قاہرہ، ۹/۳۹۱

Marfat.com

و معتمد بنایئے اور عہدے دیجئے ۔ جو مسلمان فوجی وطن لوٹنا چاہیں اور ان کو اس کی اجازت دی جائے اور جو عرب مرتد ہو چکے ہوں ان سے فوجی خدمت نہ لی جائے۔[۴۹]

۴۰۔ خالد بن ولید کے نام

یہ خط الکتفا سے ماخوذ ہے، اس کے ناقل سیف بن عمر نے ان الفاظ میں اس کا افتتاح کیا ہے : جب ابوبکر صدیق مرتد عربوں کی سرکوبی سے فارغ ہو چکے اور ان کی بستیاں اسلامی فوجوں نے اپنی حراست میں لے لیں تو انھوں نے خالد بن ولید کو لکھا :

مسلمانوں کو وطن لوٹنے کی اجازت دیدو؛ اگر کوئی مجاہد خوشی سے تمہارے ساتھ رہنا چاہے تو خیر ورنہ اس کو ٹھہرنے پر مجبور نہ کرو اور اپنی کسی جنگ میں ایسے شخص سے فوجی خدمت نہ لو جو برضا و رغبت اس کے لئے تیار نہ ہو۔ تمہارے قرب میں بنو تمیم، بنو قیس اور بکر بن وائل کے جو قبیلے آباد ہیں ان کو یمامہ کی افتادہ اراضی کی کاشت کے لئے آمادہ کرو۔ مفتوحہ علاقہ کی افتادہ اراضی سرکاری ملکیت ہے جو شخص اس اراضی کا کوئی حصہ کاشت کرے گا وہ اُس کی ملکیت ہو جائے گی لیکن جس علاقے کے باشندے (بغیر لڑے) مسلمان ہو جائیں ان کی افتادہ اراضی سرکاری قرار نہیں دی جا سکتی۔[۵۰]

---

[۴۹] سیف بن عمر، طبری ۳/۲۷۶

[۵۰] الکتفا ص ۳۵۰

Marfat.com

(و) فتوحات عراق

جہاں تک ہمیں معلوم ہے عراق میں صدیقی فتوحات کے حالات چار قدیم تاریخی اسکولوں نے بیان کئے ہیں جن کی ترجمانی مورخین ذیل نے کی ہے: محمد بن اسحاق مدنی (م ۱۵۰ھ ۷۶۷ء) مولف کتاب المغازی، سیف بن عمر اُسَیدی (م تقریباً ۱۸۰ھ ۷۹۶ء) مولف کتاب الفتوح، ہشام کلبی (م ۲۰۶ھ ۸۲۱ء) مولف کتاب التاریخ اور ابو اسماعیل محمد بن عبداللہ ازدی بصری مولف فتوح الشام۔ ان میں شروع کی تین معروف ہستیاں ہیں جن کا اور جن کی تالیفات کا ذکر عربی کتابوں میں موجود ہے، جن کی بحیثیت مورخ و راوی پرانے نقادوں نے اپنے فقہی و نظری مسلک کے مطابق تمثین و تقدیر بھی ہے۔ چوتھا مورخ ابو اسماعیل ازدی ایک غیر مشہور شخصیت ہے جس کے ذکر حالات اور سن وفات کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ ازدی کی طرح اس کے اکثر شیوخ بھی جن کے نام وہ ہر نئی روایت کے وقت لیتا ہے مجہول ہیں، نہ تو ابن حجر نے اپنی تہذیب التہذیب میں جو تاریخ و آثار کے بیشتر رواۃ کی ڈکشنری ہے، اُن کا ذکر کیا ہے، نہ خطیب بغدادی نے اپنی ضخیم تاریخ بغداد میں ان پر روشنی ڈالی ہے۔ ازدی کی فتوح الشام کے حوالے متعدد کتابوں میں جن میں ابن حجر کی اصابہ بھی شامل ہے، ملتے ہیں، ان کتابوں کے مولف کبھی ابو اسماعیل کا نام لیتے ہیں اور کبھی صاحب فتوح الشام کہنے پر اکتفا کرتے ہیں، وجہ یہی ہے کہ اس کا مولف جانی بوجھی شخصیت نہیں ہے۔ اس کے باوجود فتوح الشام کی تصریحات دوسرے اسکولوں کے بیانات سے متناقض نہیں ہیں بلکہ فی الجملہ ان کی تائید اور توثیق کرتی ہیں یا نئی معلومات بہم پہنچاتی ہیں۔ فتوح الشام کی ایک صفت یہ ہے کہ اس کے راویوں نے واقعات، تفصیلات اور خطوط بیان کرنے میں مبالغہ اور عقیدتمندانہ رنگ آمیزی سے کام لیا ہے جس کا مقصد تاریخ اسلام

Marfat.com

اور اس کی ممتاز شخصیتوں کو شاندار اور دلکش بنا کر پیش کرنا ہے۔ یہ صفت فتوح الشام اور سیف بن عمر کے راویوں میں کافی حد تک مشترک ہیں۔

فتوحاتِ عراق سے متعلق ان چاروں مدارس کے بیانات تفصیلات وجزئیات میں ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے علاوہ دو بنیادی حیثیتوں سے ممتاز ہیں۔ محمد بن اسحاق مدنی اور ہشام کلبی کی رائے ہے کہ ابوبکر صدیق نے خالد بن ولید کو یمامہ سے جہاں وہ مسیلمہ کو شکست دیکر ٹھہرے ہوئے تھے۔ اوائل ۱۲ھ / ۶۳۳ء میں وسطی عراق یعنی حیرہ کی طرف بھیجا جہاں ایک قبائلی سردار مثنیٰ بن حارثہ پہلے سے عرب۔ عراق سرحد پر ترکتازی کر رہا تھا اور جس نے ابوبکر صدیق سے اپنی غارت گری کا میدان وسیع تر کرنے کے لئے فوجی مدد طلب کی تھی۔ حیرہ پہنچکر خالد نے جن کی حیثیت سالار اعلیٰ کی تھی مثنیٰ اور چند دوسرے عرب سرداروں کے تعاون سے دو تین سرحدی قصبے۔ اُلّیس، باروسما، بانقیا اور ان کے بعد مشہور سرحدی شہر حیرہ ایک مقررہ سالانہ رقم کے بالمقابل فتح کئے، وہاں سے خالد ابوبکر صدیق کا حکم پاکر عرب افواج کی تقویت کے لئے شام چلے گئے۔ ابن اسحاق اور ہشام کلبی کی اس رائے کے برخلاف سیف بن عمر اسیدی اور ازدی بصری کے شیوخ کا موقف ہے کہ خلیفہ کے حکم کے بموجب یمامہ سے پہلے دجلہ۔ فرات ڈیلٹا (زیرین عراق) کا رخ کیا اور ڈیلٹا کا مشہور بندرگاہ اُبلہ جس کو فرج الہند کہتے تھے فتح کیا، اس کے بعد زیرین عراق کے متعدد سرحدی علاقے بزور شمشیر مسخر کر کے وسطی عراق (سرزمین حیرہ) کی طرف بڑھے جہاں انھوں نے کئی فوجی چوکیوں اور قصبوں پر قبضہ کر کے حیرہ فتح کیا جو عرب نسل کے لخمی بادشاہوں کا پایۂ تخت رہ چکا تھا اور ایک متمدن اور خوش حال شہر تھا۔ اس حد تک ساتھ چلنے کے بعد سیف اور ازدی کی راہیں الگ الگ ہو جاتی ہیں۔ سیف کے شیوخ کہتے ہیں کہ خلیفہ کی طرف سے خالد کو ڈیلٹا اور زیرین عراق کی تسخیر کے لئے مامور کیا گیا تھا اور وسطی عراق (سرزمین حیرہ) کی فتوحات کے لئے ایک دوسرے قریشی صحابی

Marfat.com

عیاض بن غنم کو اس سلسلہ میں سیف نے عیاض کے نام خلیفہ کے کئی مراسلے بھی نقل کئے ہیں لیکن ابن اسحاق اور ہشام کلبی کی طرح ازدی کے بیانات بھی عیاض کے ذکر سے یکسر خالی ہیں۔

۲۱۔ خالد بن ولید اور ان کی فوج کے نام

یہ خط اور اس کے مقدمہ کا نصف ثانی فتوح الشام ازدی سے ماخوذ ہے۔ ۱۱ھ/۶۳۲ء کے ربیع اول میں جب عرب بغاوتوں کی آندھی چلی تو عرب۔ عراق سرحد پر بسنے والے قبائل ربیعہ کے ایک سردار نے جس کا نام مُثنیٰ بن حارثہ تھا، عراق کی سرزمین پر ترکتازی شروع کردی تھی۔ ایران کے بادشاہ نوشیروان عادل کے زمانہ میں بحر قُلزم کی ساحلی پٹی تہامہ میں سخت قحط پڑا جس کی زد میں آکر وہاں کے قبائل ربیعہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور عرب۔ عراق سرحد پر آکر فروکش ہوئے جہاں فارسیوں کا تسلط تھا۔ نوشیروان نے ربیعہ کے لیڈروں کا ایک وفد دریافت حال کے لئے طلب کیا۔ وفد نے بتایا کہ ہم قحط سے مجبور ہو کر آپ کے علاقہ میں آگئے ہیں اور یہاں بسنا چاہتے ہیں۔ نوشیروان نے ان سے یہ وعدہ لیکر کہ وہ لوٹ مار نہیں کریں گے اور پرامن زندگی گزاریں گے، عرب۔ عراق سرحد پر رہنے کی اجازت دیدی۔ ربیعہ کی شاخیں سرحد کے طول و عرض میں پھیل گئیں اور عرصہ تک ان کو فارسی حکومت سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ ناسخ التواریخ[1] کے مراجع کے مطابق یزدجرد کی تاج پوشی (۱۱ھ/۶۳۲ء) کے بعد فارسی فوجی ڈسپلن خراب ہو گیا اور فارسی حکام قبائل ربیعہ پر دست درازی کرنے لگے۔ ان کے ظلم کا انتقام لینے کے لئے ربیعہ کی شاخ شیبان کا ایک سردار جس کا نام مثنیٰ بن حارثہ تھا کھڑا ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ۹ھ/۶۳۰ء یا ۱۰ھ/۶۳۱ء میں

---

[1] ناسخ التواریخ جلد ۲ قسم ثانی صفحہ ۱۳

مثنیٰ رسول اللہ سے مل چکے تھے، ان کی خاندانی بستیاں حیرہ کے قریب واقع تھیں۔ مثنیٰ سرحد پار کرکے وسطی و زیریں عراق کے دیہاتوں اور فوجی ٹھکانوں پر چھاپے مارتے اور مویشی اور غلہ اٹھا لیجاتے۔ ان کی سرگرمیوں کی خبر ابوبکر صدیق کو ہوئی جو اس وقت عرب بغاوتیں فرو کرنے میں مصروف تھے تو وہ مسرور ہوئے۔ انھوں نے مثنیٰ کا حسب نسب اور حالات معلوم کر کے ان کو جھنڈا اور فرمان بھیجا جس میں ان کی حوصلہ افزائی کی تھی اور فارسیوں کے خلاف جنگ جاری رکھنے کی تاکید کی تھی۔ ازدی کی رائے ہے کہ مثنیٰ خود مدینہ آئے اور خلیفہ سے کہا: مجھے میری قوم کا سالار بنا دیجئے، وہ مسلمان ہو گئے ہیں، ان کو ساتھ لے کر میں فارسیوں سے لڑوں گا اور اپنے قریب کا فارسی علاقہ آپ کی طرف سے فتح کرلوں گا[۱]۔ خلیفہ نے مثنیٰ کو باضابطہ ان کی قوم کا سالار بنا دیا، خلافت کی تائید حاصل کرکے مثنیٰ کا حوصلہ بڑھ گیا اور ان کا سارا قبیلہ ان کے جھنڈے تلے جمع ہوگیا، اب وہ پہلے سے زیادہ بڑے پیمانہ پر عراق کے دیہاتوں اور بازاروں پر غارت گری کرنے لگے۔ قریب ایک سال تک یہ سلسلہ جاری رہا، اس اثنا میں مثنیٰ اپنے ہی وسائل سے کام لیتے رہے۔ ابوبکر صدیق عرب بغاوتوں میں ایسے الجھے ہوئے تھے کہ مثنیٰ کی تقویت کے لئے کوئی فوج نہیں بھیج سکے۔ مثنیٰ بڑے پیمانہ پر عراق میں ترکتازی کرنا چاہتے تھے، انھوں نے اپنے بھائی مسعود کو خلیفہ سے فوجی مدد حاصل کرنے کے لئے مدینہ بھیجا۔ مسعود نے ابوبکر صدیق کو مثنیٰ کی کامیابیوں کا حال بتایا اور کہا کہ اگر آپ فوج سے ہماری مدد کریں تو ہمارے ہاتھ مضبوط ہو جائیں گے، آس پاس کے قبیلوں میں اس کا چرچا ہوگا اور وہ بھی ہماری مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ عمر فاروق نے ابوبکر صدیق کو مشورہ دیا کہ عراق کے ... خلافت کی طرف سے ... سالار بھیجیں اور مثنیٰ نیز دوسرے قبائلی لیڈروں کو اس کا تابع بنا کر عراق پر باقاعدہ ترکتازی کی ... عراق کی سالاری کے لئے انھوں نے

---

[۱] فتوح الشام ص ۵۰

خالد بن ولید کا نام تجویز کیا جو جنگ یمامہ سے فارغ ہو چکے تھے، ابوبکر صدیق نے عمر فاروق کی تجویز پسند کی اور خالد کو لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبداللہ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے خالد بن ولید اور ان کے ساتھی مہاجرین انصار اور تابعین کو سلام علیک۔ میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں۔ تعریف ہے اُس خدا کی جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، جس نے اپنے دین کی مدد کی، جس نے اپنے ہوا خواہوں کو عزت عطا کی، جس نے اپنے دشمنوں کو ذلیل کیا اور جو اکیلا احزاب[1] پر غالب آگیا۔ بلاشبہ اُس خدا نے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں، اُن لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنھوں نے عمل صالح کیے کہ اُن کو زمین کا وارث بنا دے گا، جس طرح اس نے اُن سے پہلے مومنوں اور نکوکاروں کو وارث بنایا تھا اور ان کی (فلاح وبقا) کے لیے اس دین کی بنیادیں مستحکم کر دے گا جسے اُس نے اُن کے لیے پسند کیا ہے، اور ان کو خوف وہراس میں رہنے کے بعد امن و عافیت سے بہرہ ور کرے گا، یہ مومن میری پرستش کرتے ہیں اور میری وحدانیت میں کسی کو بالکل شریک نہیں کرتے؛ اس وعدہ کے بعد بھی جو لوگ کفر کریں تو وہ فاسق ہیں۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ، وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا، یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا، وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ یہ ایسا وعدہ

[1] احزاب کا اشارہ قریش اور ان کے اتحادی قبائل کی طرف ہے جنھوں نے دس ہزار کی جمعیت سے سنہ ۵ھ میں مدینہ پر چڑھائی کی تھی۔

Marfat.com

ہے جو جھوٹا نہیں ہو سکتا اور نہ اس میں شک کی گنجائش ہے۔ خدا نے مومنین پر جہاد فرض کیا ہے، چنانچہ وہ صاحب عزت ہستی کہتا ہے: تم پر جنگ و قتال فرض کیا گیا اس کے باوجود کہ وہ تمھیں ناپسند ہے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تم کوئی بات ناپسند کرتے ہو لیکن اس میں تمھاری بھلائی مضمر ہوتی ہے، جس طرح کہ بعض اوقات تمھیں کوئی بات پسند ہوتی ہے لیکن اس میں تمھارا نقصان پنہاں ہوتا ہے۔ حقیقت حال کا علم بس خدا کو ہے تمھیں نہیں۔ کُتِبَ علیکم القتال وھو کرہ لکم، وَعَسٰی أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ، وَعَسٰى أَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ، وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ پس خدا سے وہ وعدہ پورا کرنے کی دعا کرو جو اس نے تم سے کیا ہے اور جو فرض تم پر عائد کیا ہے اس کو انجام دے کر اطاعت کرو، چاہے ایسا کرنے میں کتنی ہی پریشانی اٹھانی پڑے اور کیسے ہی مصائب جھیلنا پڑیں اور گھر بار سے کتنا ہی دور ہونا پڑے اور جان و مال کی کتنی ہی قربانی دینا پڑے، یہ سب خدا کے ثواب عظیم کے مقابلہ میں معمولی باتیں ہیں۔ ہم کو صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اللہ شہیدوں کو قیامت کے دن جب اٹھائے گا تو وہ تلواریں کھینچے ہوں گے، وہ خدا سے جو آرزو بھی کریں گے خدا پوری کرے گا بلکہ انھیں ایسی نعمتیں عطا کرے گا جن کا انھوں نے تصور بھی نہ کیا ہوگا۔ ایک شہید جنت میں داخل ہو کر اس سے بہتر کیا تمنا کر سکتا ہے کہ اس کو دنیا میں لوٹا دیا جائے اور راہ خدا میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں، خدا آپ پر رحم کرے راہِ خدا میں جہاد کرنے نکل جائیے، خواہ پیادہ ہوں یا سوار اور اپنے مال و جان سے خدا کے راستہ میں جہاد کیجئے، اس میں آپ کے لئے

خیر و برکت ہے اگر آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔ فَانْفِرُوْا دَعْمَكُمُ اللّٰہُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

میں نے خالد بن ولید کو عراق جانے کا حکم دیا ہے جس کو وہ اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک میرا دوسرا حکم صادر نہ ہو۔ ان کے ساتھ آپ لوگ چل دیجئے، جانے سے بالکل مت کسمسائیے، خلوص سے جہاد کرنے والے اور اس کو شوق سے انجام دینے والے کو خدا اجرِ عظیم عطا کرتا ہے۔ جب آپ عراق پہنچیں تو وہاں ٹھہریئے یہاں تک کہ میرا اگلا حکم آئے۔ خدا دنیا اور آخرت کے اہم امور کو ہماری اور آپ کی طرف سے ٹھکانے لگائے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ[1]۔

۲۔۴ خط کی دوسری شکل

سیف بن عمر نے اپنے شیوخ کی سند پر مذکورہ بالا خط کا مضمون ازدی کے برخلاف ان چند لفظوں میں بیان کیا ہے:

عراق کی طرف بڑھو اور اس کے حدود میں جا گھسو، سب سے پہلے دہلیز ہند (یعنی بندرگاہ اُبلہ) کی فتح کی طرف توجہ مبذول کرو۔ فارسیوں اور ان اقوام کی تالیف قلب کرو جو ان کے ملک میں آباد ہوں[2]۔

۳۔۴ خط کی تیسری شکل

اس خط کے راوی بھی سیف کے وہی شیوخ ہیں جنھوں نے سابقہ خط بیان کیا ہے

---

[1] ازدی ص ۴۶۔۴۷ [2] طبری ۲/۴

اس کے باوجود خط کے مضمون میں جوہری فرق ہے :

خدا نے یمامہ میں تم کو فتح عطا کی، اب عراق کی طرف بڑھو حتیٰ کہ عیاض (بن غنم) سے مل جاؤ۔[1]

۴۴۔ خط کی چوتھی شکل

بلنسی نے اکتفا میں شعبی کی سند پر بیان کیا ہے :

میں تم کو جنگ عراق کا سالار اعلیٰ مقرر کرتا ہوں۔ ان لوگوں کی ایک فوج تیار کرو جو اسلام پر قائم ہیں۔ یمامہ سے عراق تک تمہارے راستہ میں قبائل تمیم، قیس، اسد، بکر بن وائل اور عبد القیس کے جو مرتد آئیں ان سے جہاد کرو، اس کے بعد فارس (عراق) کی طرف بڑھ جاؤ اور خدائے عزوجل سے فتح کی دعا مانگو۔ (ڈیلٹائے) عراق میں داخل ہو کر سب سے پہلے دہلیز ہند (بندرگاہ اُبلّہ) فتح کرو۔ فارسیوں اور ان اقوام کی تالیف قلب کرو جو فارس حکومت کی رعایا ہوں۔ تم سے کوئی ظلم ہو تو مظلوم کو خود سے پورا پورا حق لینے کا موقع دو، تمہارا تعلق ایک ایسی قوم سے ہے جسے لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ہم خدا سے ملتجی ہیں کہ جن لوگوں کو ہماری برادری میں داخل کرے ان کو اسلام کا بہترین پیرو بنائے۔ اگر تمھیں خدا کی عنایت سے (زیریں عراق میں) فتح نصیب ہو تو (بالائی) عراق کا رخ کرنا اور عیاض (بن غنم) سے مل جانا۔[2]

---

[1] طبری ۳/۴
[2] اکتفا قلمی ص ۵۳

۴۵۔ عیاض بن غنم کے نام

اپنی فوج کے ساتھ مُصَیَّخ کا رُخ کرو اور اسے فتح کرکے (بالائی) عراق میں داخل ہو اور وہاں سے (عراق کے دیہاتوں اور فوجی چوکیوں کو مسخر کرتے ہوئے وسطی) عراق کی طرف بڑھو حتیٰ کہ خالد سے مل جاؤ۔ تمہاری اور خالد کی فوج کے جو مجاہد گھر لوٹنا چاہیں ان کو اس کی اجازت دے دی جائے اور کسی ایسے شخص سے فوجی خدمت نہ لی جائے جو اس کے لئے تیار نہ ہو۔

عیاض بن غنم ایک قرشی صحابی تھے، جہاں تک ہمیں معلوم ہے سیف بن عمر کے علاوہ کسی دوسرے مدرسۂ تاریخ سے اس بات کی تائید نہیں ہوتی کہ ابوبکر صدیق نے ان کو کوئی فوجی عہدہ دیا ہو۔ ان کا ذکر بسلسلۂ فتوحات عہد فاروقی میں ملتا ہے جب وہ شامی افواج میں سالار تھے اور بعد میں سالار اعلیٰ کی حیثیت سے میسوپوٹامیہ کی فتح پر مامور کئے گئے تھے۔ سیف بن عمر نے صرف اس قدر تصریح کی ہے کہ جس وقت ابوبکر صدیق نے عیاض کو مذکورہ بالا خط بھیجا تو وہ نباج اور حجاز کے درمیان تھے؛ اس تصریح اور مذکورہ بالا خط کے بعد سیف کے شیوخ مکمل خاموشی اختیار کر لیتے ہیں، ہمیں نہیں معلوم ہوتا کہ عیاض نے کیا کیا اور کدھر گئے، وہ نہ مُصَیَّخ کے ریگستانوں میں نظر آتے ہیں نہ حیرہ کے افق پر، ان کی نقل و حرکت ایک سربستہ راز بن کر رہ جاتی ہے۔ نباج الگ الگ دو نخلستان تھے، ایک بصرہ اور یمامہ کے درمیان اور دوسرا فید کے بالمقابل جو مدینہ اور حیرہ کے درمیان مغربی نجد میں ایک کاروان اسٹیشن تھا، بظاہر یہ دوسرا یہاں مراد ہے۔ خط میں حکم ہے کہ مُصَیَّخ کی طرف رخ کرو۔ اس جگہ کا تاج العروس اور لسان العرب دونوں میں ذکر نہیں ملا، بکری کی مُعجم میں بھی خلاف توقع اس پر روشنی نہیں ڈالی گئی، یاقوت کی رائے ہے کہ یہ وہی جگہ

سلہ طبری ۴/۴

ہے جسے مُصیّخ بنی البرشاء کہا جاتا تھا، اس کی جائے وقوع یاقوت نے حوران اور قلت کے درمیان بتائی ہے جو جنوب مشرق دمشق کا علاقہ تھا لیکن قرائن سے یاقوت کی رائے کی تائید نہیں ہوتی، بادیۂ عراق اور بادیہ جزیرہ میں خالد بن ولید کی ترکتازیوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مُصیّخ عراق اور شام کے درمیانی ریگستان میں کوئی نخلستان تھا جہاں عیسائی عربوں کی بستیاں تھیں۔ مصیخ کے وزن پر ایک دوسری جگہ مُضیّح بالضاد المعجمۃ والحاء المہملۃ بھی ہے، یہ دونوں لفظ بڑی آسانی سے خلط ملط اور محرف کئے جاسکتے ہیں جیسا کہ متعدد کتابوں میں نظر آتے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موخرالذکر کے جائے وقوع کی نشان دہی کردی جائے۔ بکری اور یاقوت کے بعض مراجع مضیح کو مضافات کوفہ یا شام یا مغربی نجد کا ایک پہاڑ بتاتے ہیں اور بعض جنوب وسطی نجد کا ایک نخلستان[2]۔

۴۶۔ خط کی دوسری شکل

مُصیّخ کی طرف پیش قدمی کرو، مصیخ تک تمہیں راستہ میں جو مسلمان قبیلے ملیں ان کو فوج میں بھرتی کرکے سب سے پہلے ان عربوں سے لڑو جو مرتد ہو گئے ہوں، اس کے بعد (بالائی) عراق میں داخل ہو اور وہاں سے (وسطی عراق کی طرف) فتوحات کرتے خالد سے جا ملو[3]۔

۴۷۔ خالد بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام

یہ خط سیف بن عمر کے شیوخ نے بیان کیا ہے:

---

[1] معجم البلدان، لائڈن، ۴/ ۵۵۲

[2] معجم ما استعجم، مصر ۱۹۴۹ء، صـ ۱۲۳۶ و معجم البلدان، لائڈن: ۴/ ۵۶۰

[3] اکتفا صـ ۳۶

Marfat.com

جو لوگ ردہ باغیوں سے لڑے ہوں اور جو رسول اللہ کی وفات کے بعد اسلام پر قائم رہے ہوں ان سب کو جہاد میں شرکت کے لئے طلب کرو، میرا اگلا حکم آنے تک کوئی شخص جو مرتد رہ چکا ہو ہرگز لڑائی میں شریک نہ ہو[1]۔

۴۸۔ خالد بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام

یہ خط اکتفا سے ماخوذ ہے۔

خدا سے مدد کی دعا مانگو اور اس سے ڈرو، آخرت (کی سرخروئی) کو دنیا (کے عیش وعشرت) پر ترجیح دو، خدا کے فرماں بردار رہو گے تو وہ دنیا اور آخرت دونوں میں بامراد رکھے گا، دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو ورنہ دنیا تمھیں زچ کردے گی، نافرمانی کرو گے تو خدا تم کو دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی سے محروم کردے گا۔ کس قدر حقیر ہو جاتے ہیں بندے خدا کی نظر میں جب اس کی نافرمانی کرتے ہیں[2]!

۴۹۔ خالد بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام

سیف بن عمر نے اس خط کا صرف آخری حصہ بہ شکل خط بیان کیا ہے اور ابتدائی حصہ کی ترجمانی اِن الفاظ میں اپنے شیوخ کی زبانی کی ہے:

جب ابوبکر صدیق نے خالد بن ولید کو عراق میں جنگ کے لئے نامزد کیا تو ان کو لکھا کہ زیرین عراق سے داخل ہوں اور عیاض بن غنم کو حکم دیا کہ بالائی عراق سے داخل ہوں نیز یہ کہ دونوں حیرہ کی طرف بڑھیں اور دونوں میں جو پہلے

---

[1] طبری ۴/۴
[2] اکتفا صفحہ ۲۵

Marfat.com

وہاں پہنچ جائے گا وہی دوسرے کا سالار اعلیٰ ہو جائے گا۔

جب تم دونوں فارسی چوکیوں کو تباہ کر کے مسلمانوں پر پشتی حملہ کی طرف سے بے خوف ہونے کے بعد حیرہ میں جا ملو تو پھر تم میں سے ایک سالار حیرہ میں مقیم مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ٹھہر جائے اور دوسرا خدا اور تمہارے دشمن فارسیوں کے دارالسلطنت اور ان کی قوت و شوکت کے مرکز مدائن پر یورش کر دے[1]۔

۵۰۔ خالد بن ولید کے نام

سیف بن عمر کے مدرسہ کی رائے ہے کہ عراق کی سرحدی چوکی الیس فتح کر کے خالد اَمغیشیا کی طرف بڑھے جو ایک بڑا سرحدی شہر تھا، اس سے فارغ ہو کر انھوں نے حیرہ کا رخ کیا، یہ شہر کئی سو برس سے لخمی بادشاہوں کا عرب عراق سرحد پر پایۂ تخت رہا تھا؛ یہاں عربوں کے علاوہ عیسائیوں، پارسیوں اور دوسرے مذاہب کے بہت سے خوشحال اور تجارت پیشہ لوگ آباد تھے۔ ۶۰۲ء سے جب آخری لخمی بادشاہ نعمان ثالث کا انتقال ہوا حیرہ اور اس کی عملداری کو فارسی حکومت نے براہ راست اپنے تصرف میں لے لیا تھا لیکن چونکہ یہاں عربوں کی اکثریت تھی اس لئے نام کے لئے ایک عرب رئیس ایاس بن قبیصہ طائی کو حکومت حیرہ کا سربراہ مقرر کر دیا تھا۔ خالد کے رسالوں کا فارسی فوج سے مقابلہ ہوا، فوج کا سپہ سالار جو حیرہ کے فارسی گورنر کا لڑکا تھا جنگ میں مارا گیا اور گورنر خوف زدہ ہو کر بھاگ گیا، اب شہر خالد کے رحم و کرم پر تھا حیرہ کا عرب حاکم اور دوسرے رئیس اپنے اپنے محلوں میں بند ہو گئے، خالد نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کے سامنے تین تجویزیں رکھیں: اسلام، جزیہ یا جنگ، ان کو چوبیس گھنٹے کا نوٹس دیا کہ اس میں کوئی فیصلہ کر لیں۔ حیرہ کے ارباب عقل دیکھ چکے تھے کہ چند دن پہلے خالد کے رسالوں نے قریب

---

[1] طبری ۴/۵

Marfat.com

کے شہر اُمغیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی جیسا کہ سیف بن عمر کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔
فأمر خالد بهدم أمغيشياء وكل شيئ كان في حَيّزها وكانت مصراً كالحيرة وكانت أُلّيس من مسالحها۔[1] اس لئے یہ جزیہ دینے کو تیار ہو گئے۔ حیرہ کا عرب حاکم ایاس بن قبیصہ طائی اور دوسرے رئیس جزیہ کی رقم مقرر کرنے کے لئے خالد سے ملے، کافی قیل و قال کے بعد ایک لاکھ نوے ہزار درہم[2] (پچیانوے ہزار روپے) سالانہ جزیہ پر معاملہ طے ہو گیا لیکن ایک مرحلہ باقی رہ گیا اور وہ یہ کہ دس بارہ سال پہلے شُوَیل نامی ایک عرب نے رسول اللہ سے وعدہ لیا تھا کہ جب اسلامی فوجیں حیرہ فتح کریں گی تو اس کو شہر کے عیسائی رئیس عبدالمسیح کی لڑکی کرامت جسے دیکھ کر وہ متوالا ہو گیا تھا، بطور کنیز دیدی جائے گی۔ یہ شخص خالد سے ملا اور رسول اللہ کے وعدے کا حوالہ دیکر کرامت کو طلب کیا۔ خالد نے باخبر اشخاص سے وعدے کی تصدیق کر کے حیرہ کے ارباب حکومت سے کہا کہ کرامت کو شُوَیل کے حوالہ کر دیں لیکن ان کو یہ مطالبہ شاق گذرا کیونکہ جزیہ دیکر وہ اپنی جان اور مال کی امان لے چکے تھے۔ خالد نے کہا جب تک کرامت نہیں دی جائے گی میں معاہدہ کالعدم سمجھوں گا۔ کرامت اس وقت تک کافی بھدی اور عمر رسیدہ ہو چکی تھی، موجودہ گتھی سلجھانے کے لئے وہ شُوَیل کی کنیز بننے کو تیار ہو گئی، اس کے بعد اس نے شُوَیل کو اپنی جان کی چھ ہزار روپے (بارہ ہزار درہم) قیمت دیکر آزادی حاصل کر لی۔

صلح کے بعد شہر کے رئیس خالد سے ملنے آئے اور فارسی دستور کے مطابق خالد اور خلیفہ کے لئے بہت سے تحفے لائے، خالد نے فتح کی خبر اور تحفے خلیفہ کو بھیجے تو انھوں نے تحفوں کو جزیہ میں محسوب کر کے قبول کر لیا اور خالد کو یہ خط لکھا:

---

[1] طبری ۴/۱۱

[2] جزیہ کی رقم کے کچھ اور اعداد و شمار بھی بیان کئے گئے ہیں۔ ایک اسکول دو لاکھ نوے ہزار بتاتا ہے، دوسرا صرف نوے ہزار اور تیسرا ایک لاکھ۔ کامل ابن اثیر ۲/۱۵۰، فتوح الشام ازدی ص۵۵ و فتوح البلدان بلاذری ص۲۵۴

Marfat.com

تحفوں کو جزیہ کی رقم میں محسوب کر لو الا یہ کہ وہ پہلے ہی سے جزیہ کی مقررہ رقم میں داخل ہوں۔ (وقت آنے پر) باقی رقم وصول کر کے اسے اپنی فوجی طاقت بڑھانے پر صرف کرنا[1]۔

یہ شُوَیل کون تھا؟ اس کے بارے میں ہمارے مراجع خاموش ہیں۔ مبینہ قصہ کے مط چونکہ اس کی ملاقات رسول اللہ سے ہو چکی تھی اس لئے اس کو صحابہ کے زمرہ میں داخل ہو چاہیئے، تاریخ طبری کے لائڈن ایڈیشن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بعض دوسرے نسخو میں شُوَیل کی جگہ شریک اور شویک قلمبند ہوا ہے۔ شویک نامی کسی صحابی کا سراغ نہیں ملا شریک نام کے متعدد صحابی گذرے ہیں لیکن ان میں سے کسی کے بارے اصابہ نے عبدالمسیح کی لڑکی کی کرامت کی فرمائش کا قصہ نہیں بیان کیا ہے۔

۵۱ مُثنّٰی بن حارثہ کے نام

یہ تینوں خط ازدی کی فتوح الشام سے ماخوذ ہیں۔ ازدی کے شیوخ کی رائے ہے خالد بن ولید کو خط رقم ۵۰ لکھنے کے بعد ابوبکر صدیق نے مثنیٰ کو ان کے بھائی مسعود کی م یہ فرمان بھیجا۔

واضح ہو کہ میں نے خالد بن ولید کو سرزمین عراق میں تمہارے پاس بھیج دیا ہے، اپنی قوم کے ساتھ ان سے جا ملو، ان کی مدد کرو اور جنگی مہمات میں ان کا ہاتھ بٹاؤ، ان کے حکم کی خلاف ورزی اور ان کی رائے کی مخالفت نہ کرنا؛ ان کا تعلق ایسے لوگوں سے ہے جن کا قرآن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس طرح ذکر کیا ہے: محمد رسول اللہ ہیں اور ان کے ساتھی کافروں کے لئے

---

[1] طبری ۴/۱۳

Marfat.com

بہت سخت اور ایک دوسرے کے ساتھ نرم اور مہربان ہیں، کبھی تم ان کو رکوع میں دیکھو گے اور کبھی سجدے میں۔ محمد رسول اللہ والذین معہ أشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا۔ جب تک خالد تمھارے ساتھ ہیں کمان اعلیٰ انہی کے ہاتھ میں رہے گی اور جب وہ کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے تو تم اپنے سابقہ عہدے پر بحال ہو جاؤ گے۔ والسلام[1]۔

۵۲۔ مذعور بن عدی کے نام

ازدی نے فتوح الشام میں اس طرح خط کا افتتاح کیا ہے: مجھ سے ابن بشر عجلی نے بیان کیا کہ مذعور بن عدی ان کے قبیلے کا ایک شخص تھا، وہ فارسیوں سے لڑنے مثنیٰ بن حارثہ کے زمانہ میں نکلا اور اس نے ابوبکر صدیق کو یہ خط لکھا:

میرا تعلق بنو عجل سے ہے جو بڑے شہ سوار اور جنگجو عرب ہیں، میرے خاندان کے بہادر میرے ساتھ ہیں، ان کا ہر جوان دوسرے سو جوانوں پر بھاری ہے۔ میں خود بھی مرد میدان ہوں اور فارسی علاقہ سے واقف، میں نے وہاں فتوحات بھی کی ہیں۔ مجھے سواد[2] کا والی بنا دیجئے، میں انشاء اللہ آپ کی طرف سے اس کو فتح کر لوں گا والسلام علیک[3]۔

ہشام کلبی نے مذعور کے خط کے سیاق و سباق کی وضاحت کر دی ہے، کہتا ہے: بنو عجل کا دعویٰ ہے کہ ان کا ایک ہم قوم جس کا نام مذعور تھا مثنیٰ کے ساتھ فارسیوں سے لڑنے نکلا تھا لیکن اس کا مثنیٰ سے جھگڑا ہو گیا اور دونوں نے ابوبکر صدیق کو خط لکھے[4]۔ ان میں سے ایک

---

[1] ازدی ص۵۱ — [2] عراق کا سرسبز مزروعہ علاقہ

[3] ازدی ص۵۲ — [4] طبری ۳/۳۴

خط کا ذکر بروایت ازدی اوپر کیا جاچکا ہے دوسرے کا جو مثنیٰ نے لکھا تھا مضمون یہ تھا:

میں خلیفہ کو مطلع کرتا ہوں کہ میری قوم کا ایک شخص جس کا نام مَذعُور بن عَدِی ہے، جس کا تعلق براہ راست قبیلہ عجل سے ہے اور جو اس قبیلہ کی ایک چھوٹی سی جمعیت کا لیڈر بھی ہے، مجھ سے جھگڑتا ہے اور میری مخالفت کرتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ صورت حال سے آپ کو آگاہ کروں تاکہ آپ مناسب کارروائی کریں[1]۔

معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق نے مثنیٰ کی درخواست پر ان کے ہم قوم اکابر کو اُن کے جھنڈے تلے جمع ہونے اور فارسیوں سے لڑنے کا جو حکم دیا تھا اس کے ماتحت متعدد اکابر مثنیٰ کے ساتھ شریک جنگ ہو گئے تھے، ان میں سے ایک سردار مذعور بن عدی کا مثنیٰ سے اختلاف ہو گیا اور وہ مثنیٰ کی ماتحتی سے نکل کر آزاد سالار کی حیثیت سے فارسی علاقے میں فتوحات کرنے کی خواہش کرنے لگا اور اس نے خلیفہ کو وہ خط لکھا جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔ خلیفہ نے مذعور کو جواب میں لکھا:

تمھارا خط موصول ہوا، حالات معلوم ہوئے، تم ویسے ہی ہو جیسا تم نے اپنے بارے میں لکھا ہے اور تمھارا خاندان بھی بہت اچھا ہے۔ میری رائے ہے کہ تم خالد بن ولید سے جا ملو اور جب تک وہ عراق میں رہیں ان کے ساتھ عراق میں رہو اور جب وہ کسی دوسرے محاذ پر جائیں تو تم بھی ان کے ہمراہ چلے جانا[2]۔

۵۳۔ مثنیٰ بن حارثہ کے نام

ان کے شکایت نامہ کے جواب میں:

---

[1] ازدی ص۵۱-۵۲ [2] ایضاً ص۵۳

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ واضح ہو کہ تمھارے ہم قوم (مذعور) عجلی نے مجھے خط لکھا تھا جس میں کچھ درخواستیں کی تھیں، میں نے ان کو لکھ دیا ہے کہ میرے اگلے حکم تک خالد بن ولید کی فوج میں رہیں ۔ میں تم کو بھی تاکید کرتا ہوں کہ جب تک خالد عراق میں ہیں تم کہیں اور نہ جانا اور جب وہ دوسرے محاذ پر چلے جائیں تو تم حسب سابق اپنے عہدہ پر بحال ہو جاؤ گے، تم ہر ترقی کے اہل اور ہر عنایت کے مستحق ہو، والسلام علیک ورحمۃ اللہ[1]۔

لہ ازوبن ۲۰ص

Marfat.com

(د) فتوحات شام

ابوبکر صدیق نے ۱۲ھ ۶۳۳ء کے حج سے واپس آکر محرم ۱۳ھ ۶۳۴ء میں شام پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ اس وقت تک سارے جزیرۂ عرب میں ردہ بغاوتیں کچلی جا چکی تھیں اور ملک کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا بول بالا اور مدینہ کا تسلط قائم ہو چکا تھا؛ عرب ازسرنو زکاۃ اور پارسی، عیسائی اور یہودی جزیہ کی مقررہ رقمیں پابندی سے ادا کرنے لگے تھے۔ یہ ابوبکر صدیق کی پہلی مہم تھی جسے انھوں نے دو برس کی ان تھک کوشش سے پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا تھا، اب وہ دوسری مہم کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ تھی پڑوس کے دو خوش حال ملکوں عراق اور شام کی فتح۔ مدنی قرآن نے بار بار جہاد کی تاکید کی ہے۔ کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ (تم پر غیر مسلموں سے لڑائی فرض کی جاتی ہے) وقاتلوھم حیث لا تکون فتنہ (کافروں سے لڑو حتی کہ کفر باقی نہ رہے) اُقۡتُلُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ حَیۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡھُمۡ (جہاں کہیں بھی مشرک ہوں ان کو مار ڈالو) قَاتِلُوا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوۡنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ وَلَا یَدِیۡنُوۡنَ دِیۡنَ الۡحَقِّ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ حَتّٰی یُعۡطُوا الۡجِزۡیَۃَ عَنۡ یَّدٍ وَّھُمۡ صٰغِرُوۡنَ۔ لڑو اہل کتاب سے جو نہ خدائے واحد کے قائل ہیں نہ آخرت کے حساب کتاب کے، جو خدا اور رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے، جو اسلام قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ جزیہ ادا کریں اسلام کے ماتحت ہو کر۔ اور قاتلوا الذین یلونکم من الکفار۔ اپنے پڑوسی کافروں سے جنگ کرو۔ ان آیات کا مدعا یہ ہے کہ غیر مسلموں کو زبردستی مسلمان بنایا جائے اور اگر وہ اس کے لیے تیار نہ ہوں تو ان کی سیاسی آزادی سلب کر لی جائے اور اسلامی فوج کے نان نفقہ کے لیے ان سے

نقشہ شام
شمال
جنوب
ایک انچ = اسی میل

تیار
ملک
اور
صدا
تھا
عراق
رتم
سے
بھی
مَا
الجِ
نہ آ
جوا
تانا
مدعا
توا

Marfat.com

ٹیکس وصول کیا جائے اور اگر وہ یہ بھی قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے اور ان کو شکست دیکر ان کے ملک نیز اقتصادی وسائل پر قبضہ کر لیا جائے۔ رسول اللہ بھی جہاد کی برابر تاکید کرتے رہتے تھے اور مدینہ میں اپنی زندگی کے آخری دس سالہ قیام کے دوران خود بڑے پیمانہ پر جہاد کر کے اس کی اہمیت کا عظیم الشان مظاہرہ کر چکے تھے۔ رسول اللہ نے عراق و شام پر اسلامی تسلط کی بشارت دی تھی۔ اس مہم کے لئے جن وسائل کی ضرورت تھی وہ بھی ابوبکر صدیق کے پاس بفراوانی مہیا تھے۔ ردّہ بغاوتوں کے بعد بڑی تعداد میں مجاہدین اسلام معطل ہو گئے تھے، ہزاروں گھوڑے اور اونٹ سرکاری چراگاہوں میں واپس آ گئے تھے اور بڑی مقدار میں ہتھیار خلافت کے اسلحہ خانہ میں موجود تھے۔ اس کے علاوہ ملک کے سارے مخلص اور مشقت پسند لیکن تنگ حال عرب سرکار مدینہ کے زیر فرمان آ گئے تھے اور اسلام کے سایہ میں دنیوی اعزاز اور اقتصادی خوش حالی کی خاطر جان کی بازی لگانے کو تیار تھے۔

فتوحات شام سے متعلق ابوبکر صدیق کے بیس بائیس خط ہمیں ملے ہیں، ان میں سے پانچ کنز العمال متقی برہان پوری سے جو آثار و حدیث کا مجموعہ ہے اور ایک سرخسی کی سیر الکبیر سے جو فقہ کی کتاب ہے ماخوذ ہیں، باقی فتوح الشام منسوب بہ واقدی (م ۲۰۷ھ / ۸۲۲ء)، فتوح الشام ازدی (دوسری صدی ہجری) اور تاریخ طبری (م ۳۱۰ھ / ۹۲۲ء) سے جمع کئے گئے ہیں، طبری کا ماخذ سیف بن عمر کوفی (م تقریباً ۱۸۰ھ / ۷۹۶ء) کی کتاب الفتوح ہے جو خود تو ضائع ہو گئی لیکن جس کا کافی بڑا حصہ طبری نے اپنی کتاب میں ضم کر لیا ہے۔ آخر کے تینوں ماخذوں کی تفصیلات واقعات و حوادث ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور کہیں بالکل جدا اور منفرد، اسی طرح ان کے بیان کردہ خطوط بھی تفصیل و حجم میں یکساں نہیں ہیں، اس اختلاف کا باعث یہ ہے کہ اسلامی تاریخ کی کہانی مختلف مدارس روایت نے بیان کی ہے اور چونکہ ہر مدرسہ کے راویوں کا مشاہدہ، تاریخی مسلک، نظری رجحان، یادداشت، علمی اور اخلاقی پایہ ایک

Marfat.com

دوسرے سے مختلف تھا اس لئے ان کے بیانات بھی مختلف ہو گئے ہیں۔

حملہ کے وقت شام کی حالت

ہجرت سے کوئی چھ سال پہلے فارسیوں نے بزنطی (Byzantine) شام پر حملہ کرکے ملک کو پامال کر ڈالا تھا، کئی سال بعد بزنطی حکومت پھر شام میں لوٹ آئی، وہاں کے عوام دنیا کی دو سب سے زیادہ پُرعظمت (کسروی اور بزنطی) سلطنتوں کا تجربہ کر چکے تھے، دونوں کے نظام جابرانہ، حاکم ظالم اور فوجیں دست دراز تھیں، اس کے علاوہ شام میں عیسائی مذہب کے تعصب نے ایک طبقہ کو معزز اور دوسرے کو ذلیل و معتوب قرار دے دیا تھا، بزنطی حکومت کا شام پر دوبارہ قبضہ ہوا تو لگان اور ٹیکس بڑھا دئے گئے، فلسطین کے جنوب میں عرب۔ شام سرحد کے غسّانی عرب رئیسوں کو سرحد پار کے چھاپہ مار عربوں کی روک تھام کے لئے جو سالانہ رقم دی جاتی تھی بند کر دی گئی، جس سے وہ بددل ہو گئے اور جیسا چاہیئے تھا انھوں نے عربوں کا مقابلہ نہیں کیا۔ ایک بزنطی مورخ کے حوالہ سے پروفیسر ہِتی نے اپنی تاریخ عرب میں لکھا ہے: بزنطی حکومت عرب۔ شام سرحد کے قلعوں کی داشت و پرداخت کی طرف سے غافل ہو گئی تھی، ستمبر ۶۲۹ء میں بزنطیوں نے جب رسول اللہ کے بھیجے ہوئے رسالوں کو بمقام مُوتہ[1] شکست دی تو ہرقل نے (عرب خطرہ کی طرف سے بے خوف ہو کر) وہ سالانہ مدد دینا بند کر دی جو بحر میت کے جنوب اور مدینہ سے غزّہ جانے والی سڑک پر آباد قبائل کو دی جاتی تھی[2]۔

اِن حالات کا نتیجہ یہ نکلا کہ شام کے بہت سے لوگ جن میں غریب، امیر، تاجر پیشہ اور

---

[1] دیکھو نقشہ شام مقابل صـــ

[2] تاریخ عرب۔ لندن، ۱۹۳۷ء، صـــ ۱۴۳ وخلافت کا عروج و زوال، ولیم میور، ۱۹۲۴ء، صـــ ۶۵

Marfat.com

مذہبی پیشوا سب شامل تھے رومی حکومت سے بددل ہو گئے۔ اَزدی بصری کے رپورٹر بتاتے ہیں کہ جب مسلمان کئی طرف سے شام میں گھس پڑے تو وہاں کی حکومت نے شہر شہر گاؤں گاؤں فرمان بھیجے اور رعایا کو حملہ آوروں سے لڑنے کی ترغیب دی اور عیسائی عربوں سے بھی اپیل کی کہ وہ حکومت کے ساتھ ہو کر مسلمان عربوں کا مقابلہ کریں لیکن بہت سے عیسائی عرب اس کے لئے تیار نہیں ہوئے، وہ فوجی خدمت سے گریزاں تھے، ان کی ہمدردیاں عربوں کے ساتھ تھیں، وہ چاہتے تھے کہ مسلمان عرب جیتیں اور بزنطی حکومت کا خاتمہ ہو۔[1]

شام پر حملہ اوائل ۱۳ھ ۶۳۴ء میں ہوا لیکن سارے ملک پر قبضہ کرنے میں لگ بھگ چھ سال لگ گئے، اس عرصہ میں متعدد جنگیں ہوئیں جن میں دو خاص طور پر بہت سخت تھیں: ایک جنگ اجنادین، دوسری جنگ یرموک، اول الذکر ابوبکر صدیق کی وفات سے چند ہفتے پہلے جمادی الاولیٰ ۱۳ھ ۶۳۴ء میں واقع ہوئی اور دوسری یعنی جنگ یرموک ۱۵ھ ۶۳۶ء میں جب عمر فاروق خلیفہ تھے بیشتر مورخوں کی یہی رائے ہے۔

شام بھیجتے وقت ابوبکر صدیق کی سالاروں کو ہدایات

اَزدی بصری کے مدرسہ تاریخ کی رائے ہے کہ اپنے پہلے سالار شام یزید بن ابی سفیان کو مدینہ سے رخصت کرتے وقت ابوبکر صدیق نے یہ ہدایت دی:

یزید، میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتے رہنا، اس کی اطاعت کرنا اور ہر رضا کے مقابلہ میں اس کی رضا کو ملحوظ رکھنا، دشمن سے جنگ میں اگر خدا تم کو فتح نصیب کرے تو کسی قیدی کے گلے میں لوہے کا طوق نہ ڈالنا، نہ کسی کا مُثلہ کرنا، نہ کسی کے ساتھ بے وفائی سے پیش آنا، (لڑائی میں) بزدلی

---

[1] فتوح الشام ص ۳۶

نہ دکھانا، نہ بچوں کو قتل کرنا، نہ زیادہ بوڑھوں اور عورتوں کو، کھجور کا درخت نہ تو جلانا نہ اس کے ٹکڑے کرنا، نہ کوئی دوسرا پھل دار درخت گرانا، کسی چوپائے کی کونچیں نہ کاٹنا الا یہ کہ اس کا گوشت کھانا ہو، تمہارا گذر ایسے لوگوں سے ہوگا جو خانقاہوں میں راہبانہ زندگی بسر کرتے ہیں، جو کہیں گے کہ ہم نے اپنی زندگی خدا کی عبادت کے لئے وقف کردی ہے، ان سے تعرض نہ کرنا، تمھیں ایسے لوگ بھی ملیں گے جن کے سروں پر شیطان مسلط ہے، تم ان کے سروں پر تلوار مارنا یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں یا جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ماتحتی قبول کرلیں۔ خدا ان لوگوں کی ضرور مدد کرتا ہے جو اس کے اور اس کے نبی کے لئے قربانی کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق نے یزید کا ہاتھ پکڑا اور کہا: میں تمھیں خدا کے سپرد کرتا ہوں، تم پر سلامتی اور خدا کی رحمت ہو، یزید سے رخصت ہوتے ہوئے انھوں نے (مزید) کہا: شام میں تم میرے پہلے سالار ہو، میں نے تم کو معزز مسلمانوں کا امیر بنا دیا ہے، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ان پر نظر کرم رکھنا ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اور اپنے معاملات میں ان سے مشورہ کرنا؛ خدا ان کے ساتھ تمھارے تعلقات استوار رکھے اور ہمارے لئے خلافت سازگار کرے[۱]۔

ہدایت کا مضمون، مطابق فتوح الشام واقدی:

یزید، اتنے تیز نہ جانا کہ تمھارے ساتھیوں کو تکلیف ہو، اپنی قوم کے لوگوں کو مارنا پیٹنا نہیں اور اپنے معاملات میں ان سے صلاح مشورہ کرنا، عدل سے

۱۔ فتوح الشام ازدی ص۸-۹

Marfat.com

کام لینا اور ظلم وستم سے بچنا، ظالم پھلتا پھولتا نہیں ہے اور نہ اپنے دشمن پر فتح پاتا ہے۔ جب تم کافروں سے معرکہ آرا ہو تو منہ نہ موڑنا اور جو منہ موڑے گا نہ توڑ ھب سے لڑنے کے لئے نہ اپنی فوج کی کسی ٹولی سے مدد لینے کے لئے تو اس پر خدا کا غضب نازل ہوگا۔ وَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ۔ جب تم دشمن پر فتح پاؤ تو اس کے کسی دودھ پیتے بچے کو قتل نہ کرنا، نہ زیادہ بوڑھے مرد کو نہ عورتوں کو، نہ لڑکوں کو، کھجور کے درختوں کو نقصان نہ پہنچانا، نہ کھیت جلانا اور نہ پھل دار درخت برباد کرنا، نہ کسی چوپایہ کی کونچیں کاٹنا الا یہ کہ اس کا گوشت کھانا ہو، کسی سے عہد کرنے کے بعد بدعہدی نہ کرنا، تم راہبوں کے عبادت خانوں سے گذرو گے جو کہیں گے کہ ہم خدا کی عبادت کے لئے تارک الدنیا ہو گئے ہیں اور اپنی زندگی خدا کی خوشنودی کے لئے وقف کر دی ہے، ان کے عبادت خانے مت گرانا، نہ ان کو قتل کرنا؛ تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو شیطان کے چیلے ہیں اور صلیبوں کے پجاری، جن کے بیچ سر کے بال منڈے ہوئے ہیں گویا وہاں قطا نے انڈے سینے کے لئے گڑھے بنائے ہوں، ان کے سروں پر تلوار رسید کرنا الا یہ کہ وہ جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ماتحتی قبول کریں۔ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ۔ خدا کے سپرد۔[1]

عمرو بن عاص کو ہدایت کا مضمون مطابق فتوح الشام ازدی:

عمرو، تم صائب رائے اور تجربہ کار آدمی ہو اور جنگ کی سمجھ بوجھ رکھتے

---

[1] فتوح الشام واقدی ۷-۸

ہو، تمہارے ساتھ تمہاری قوم (قریش) کے معزز لوگ اور بلند مرتبہ صالح مسلمان ہیں اور تم اپنے بھائیوں کے پاس جا رہے ہو (میں تم کو تاکید کرتا ہوں کہ) ان کے لئے اپنی مخلص رائے سے دریغ نہ کرنا اور صحیح مشورہ دینے میں بخل سے کام نہ لینا، جنگی معاملات میں بارہا تمہاری رائے مفید اور مبارک ثابت ہوئی ہے[1]۔

فتوح الشام واقدی میں ہدایت کا مضمون:

اپنے ظاہر و مخفی ہر کام میں خدا سے ڈرنا اور اپنی تنہائیوں میں اسی سے شرم کرنا، وہ تمہارے سب کام دیکھتا ہے، جیسا کہ تم کو معلوم ہے میں نے تم سے بہتر لوگوں اور پرانے مسلمانوں اور زیادہ معزز لوگوں پر ترجیح دیکر تم کو سالار مقرر کیا ہے، تمہارا عمل آخرت کی سرخروئی اور خدا کی رضا جوئی کے لئے ہونا چاہئے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ باپ کی طرح پیش آؤ، راستہ میں ان کو زیادہ تیز نہ چلانا اور خود ان کی دیکھ بھال کرتے رہنا، ان میں کمزور لوگ بھی ہیں، تم ایک دور دراز مہم پر جا رہے ہو، اللہ اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کر کے رہے گا، یہ بات مشرکوں کو خواہ کتنی ہی ناپسند ہو، تم (تبوک والے) اُس راستہ سے نہ جانا جس سے یزید بن سفیان، ربیعہ بن عامر اور شرحبیل بن حسنہ گئے ہیں بلکہ براہ ایلہ[2] سرزمین فلسطین میں داخل ہونا۔ اپنے جاسوسوں سے ابوعبیدہ بن جراح کی خبریں معلوم کرنا، اگر دشمن کو انھوں نے شکست دی ہو تو تم فلسطین میں رہکر

---

[1] فتوح الشام ازدی ص۱۲
[2] موجودہ ایلات خلیج عقبہ کے سرے پر

Marfat.com

مقامی دشمنوں سے لڑنا لیکن اگر ابوعبیدہ کو تمہاری مدد درکار ہو تو ان کے پاس برابر رسالے بھیجنا، سُہیل بن عمرو، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام اور سعید بن خالد کو ہراول دستوں میں رکھنا۔ میں نے تمہارے سپرد جو کام کیا ہے اس میں تساہل نہ برتنا، یہ نہ کہنا کہ ابوبکر نے مجھے دشمن سے لڑنے بھیجدیا حالانکہ میری فوجی طاقت کم ہے۔ عمرو، تم نے بارہا دیکھا ہے کہ جب مشرکوں سے ہمارا مقابلہ ہوا تو ہم تعداد میں ان سے کم تھے، خیبر کی لڑائی میں تم دیکھ چکے ہو کہ کم تعداد ہونے کے باوجود ہم ہی جیتے تھے۔ تم کو خیال رہے عمرو کہ تمہارے ساتھ بدر کے مہاجرین وانصار ہیں، ان کا احترام کرنا، ان کے رتبہ کا پاس لحاظ رکھنا اور ان کو اپنی سالاری کا رعب نہ دکھانا، شیطانی تمکنت کو اپنے سر پر سوار نہ ہونے دینا، یہ بھی نہ سمجھنا کہ تم کو سالار بنانے کے معنی ہیں کہ تم ان سے افضل ہو، نفس کے وسوسوں سے بچتے رہو۔ تم اپنے کو انہی جیسا ایک فرد سمجھو اور جو مسئلہ درپیش ہو اس کے بارے میں ان سے صلاح مشورہ کرو۔ نماز کی طرف سے غفلت نہ کرنا، ہر نماز کی بروقت اذان دینا اور اس وقت تک نماز نہ پڑھنا جب تک تمہارے لشکر کے لوگ اذان کی آواز نہ سن لیں، اس کے بعد کھلے میں آنا اور نماز پڑھنا، اگر لوگ تمہارے ساتھ نماز میں شرکت پسند کریں تو ان کے لئے یہی بہتر ہے لیکن جو شخص اپنے خیمہ میں نماز ادا کرنا چاہے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ جب سفیر آئیں تو تم خود ان سے گفتگو کرنا، دشمن سے چوکنا رہنا اور اپنے ساتھیوں کو تلاوت قرآن کی تاکید کرنا نیز باری باری سے پہرہ کی بھی ... رات میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دیر تک بیٹھ کر (حالات حاضرہ پر) گفتگو کرنا۔ جب کسی کو سزا دو تو اعتدال سے زیادہ نہ ہو، سزا دینے میں تاخیر بھی نہ کرو جس سے قصور وار جری ہو جائے اگر کوڑے مارے بغیر کام چل جائے تو کوڑوں کی سزا نہ دو، سخت سزا دینے

یا کوڑے مارنے سے اندیشہ ہے کہ قصوروار دشمن کے پاس بھاگ جائے اور تمہارے خلاف دشمن کی مدد کرے۔ لوگوں کی پردہ دری نہ کرو اور ان کے ظاہری اعمال سے آگے نہ بڑھو۔ اپنے فرائض تن دہی سے انجام دو۔ دشمن سے نبرد آزما ہو تو سچے دل اور خلوص نیت کے ساتھ ... اپنے ساتھیوں کو دھوکہ بازی سے روکو اور اگر باز نہ آئیں تو سزا دو، نصیحت کرو تو اختصار کے ساتھ، تمہاری سیرت درست ہوگی تو تمہاری رعیت کی بھی ہوگی، مسلمانوں کا حاکم اپنے نیک عمل اور رعیت کے ساتھ حسن سلوک سے خدا کا مقرب ہو سکتا ہے۔ تم ان عربوں کے بھی سالار ہو جو راستہ میں تمہاری فوج میں بھرتی ہوں، ہر قبیلہ کو اس کے رتبہ اور حیثیت کے مطابق درجہ دو۔ مسلمانوں کے ساتھ شفیق باپ کی طرح پیش آؤ، راستہ میں فوج کی دیکھ بھال کرتے رہو، فوج سے آگے آگے ہراول دستے رکھو اور جو شخص تمہاری رائے میں مناسب ہو اسی کو بوقت ضرورت اپنا جانشین بناؤ جب دشمن سے مقابلہ ہو تو صبر و ضبط کا دامن پکڑ لو اور پیچھے مت ہٹو۔ ایسا کرنا کمزوری اور نااہلی کی علامت ہے۔ فوجیوں سے تلاوت قرآن کراتے رہو اور ان کو دور جاہلیت کے تذکرے نہ کرنے دو، اس سے ان کے درمیان پرانی عداوتیں تازہ ہوں گی، دنیا کی شان و شوکت سے منہ موڑے رہو حتیٰ کہ سابقہ مجاہدوں سے جا ملو جنھیں پیٹ بھر کر کھانا نہ ملتا تھا[1]۔ تمہارا تعلق ان عالموں سے ہونا چاہئے جن کی قرآن میں تعریف کی گئی ہے: ہم نے ان کو حاکم بنا دیا ہے۔ وہ ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں، ہم نے ان کے دلوں میں اچھے کاموں، نماز اور زکاۃ کا میلان پیدا کر دیا ہے

---

[1] غالباً اصحاب صفہ مراد ہیں جو ہجرت کے بعد کئی برس تک مفلسی کا شکار رہے۔

Marfat.com

اور وہ ہماری عبادت کرتے ہیں ۔ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ۔

۵۴۔ یمن کے مسلمانوں کے نام

یہ خط اور اس کا سیاق وسباق فتوح الشام ازدی سے ماخوذ ہے، ابوبکر صدیق نے جب شام پر چڑھائی کا ارادہ مصمم کرلیا تو بڑے صحابہ سے اس کے بارے میں مشورہ کیا، سب نے منصوبہ کی تائید کی، اس کے بعد ایک عام جلسہ کیا گیا جس میں خلیفہ نے حاضرین سے شام جاکر جہاد کرنے کی اپیل کی، بزنطی حکومت کی عربوں کے دلوں میں ایسی دھاک تھی کہ اپیل کا کچھ اثر نہیں ہوا اور کسی ذی اثر مہاجر یا انصاری نے جہاد کے لئے اپنی خدمات پیش نہیں کیں، یہ جمود دیکھکر عمر فاروق جھلا گئے اور انھوں نے کھڑے ہوکر لوگوں کو غیرت دلائی، قریش کے ایک معزز خالد بن سعید جہاد کے لئے تیار ہو گئے۔ مدینہ کے باہر ایک کیمپ کھولدیا گیا جہاں خالد کے بھائی اور دوسرے کنبہ والے، غلام اور موالی جمع ہو گئے، شہر کے اور لوگ بھی شام جانے کے لئے تیار ہو گئے اور کیمپ میں سپاہیوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ خلیفہ نے کئی سالار نامزد کئے۔ یزید بن ابی سُفیان، ابوعُبیدہ بن جرّاح اور شرُحبیل بن حَسَنہ، بھرتی کی رفتار سست تھی اور کئی ہفتے گذرنے کے بعد بھی جب تعداد میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا تو بڑے صحابہ کے مشورہ سے ابوبکر صدیق نے یمن کے مسلمانوں کو یہ مراسلہ بھیجا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان یمنی مومنوں اور مسلمانوں کے نام جن کو میرا یہ خط سنایا جائے سلام علیکم۔

لہ فتوح الشام واقدی ۱/ ۲۱-۲۳

میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں۔ واضح ہو کہ خدا نے مومنوں پر جہاد فرض کیا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ جہاد کے لئے پاپیادہ اور سوار ہو کر نکلیں، وہ کہتا ہے: جہاد کرو خدا کی خاطر اپنے مال اور جان سے۔ جَاهِدُوْا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جہاد ایک اہم فریضہ ہے اور خدا کی میزان میں اس کا ثواب بہت ہے۔ (یہاں کے) مسلمانوں کو ہم نے شام جا کر بزنطیوں سے جہاد کرنے کی دعوت دی تو وہ بخوشی اس کے لئے تیار ہو گئے، جمع ہوئے اور لڑنے چلے گئے، جہاد کے لئے ان کے دل میں سچی لگن تھی اور دنیوی خوشحالی کی آرزو ان کے سینوں کو گرمائے ہوئے تھی، عباد اللہ، اپنے رب کے فریضہ کو بلا تاخیر مستعدی سے انجام دینے کے لئے تیار ہو جائیے اور شہادت یا غنیمت و فتح کی دو نعمتوں میں کسی ایک سے بہرہ ور ہوئیے۔ بلاشبہ خدا اس بات سے مطمئن نہیں ہو سکتا کہ اس کے بندے اطاعت کا صرف زبان سے اقرار کریں۔ وہ اپنے دشمنوں کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک وہ اسلام قبول نہ کر لیں اور قرآن کا فیصلہ مان کر جزیہ ادا نہ کریں اور مسلمانوں کے ماتحت نہ ہو جائیں۔ خدا آپ کے دین کی حفاظت کرے، آپ کو راہ راست پر رکھے، آپ کے اعمال کو برائیوں سے پاک فرمائے اور آپ کو مجاہدین صابرین کا اجر عطا کرے، والسلام[1]

۵۵۔ خط کی دوسری شکل

میں اُس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا اور کوئی عبادت کے

---

[1] فتوح الشام ازدی ص۱۰-۱۱ و ابن عساکر ۱/۹۔۱۲۸

Marfat.com

لائق نہیں اور اس کے نبی پر درود بھیجتا ہوں۔ میں نے آپ کو شام بھیجنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ آپ شام وطغام[۱] کافروں کے قبضہ سے اس کو نکال کر خود قابض ہو جائیں، آپ میں سے جو جہاد کا ارادہ مصمم کرلے اس کو چاہیئے کہ بلا تاخیر مالک وہّاب کے حکم کی تعمیل میں لگ جائے۔ جہاد کے لئے نکل چلو پاپیادہ ہو یا سوار، اپنے مال اور جان سے خدا کی خاطر جہاد کرو۔ اِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔

۵۶-۵۷-۵۸۔ خالد بن سعید کے نام

یہ اور اس سے متعلقہ اگلے دو خط سیف بن عمر کے مدرسہ تاریخ نے بیان کئے ہیں کسی دوسرے ماخذ میں نہ ان کا ذکر ہے نہ سیاق وسباق، پچھلے خط کے مقدمہ میں بتایا جا چکا ہے کہ شام کی مہم پر جانے کے لئے سب سے پہلے خالد بن سعید تیار ہوئے تھے، یہ خالد پانچویں مسلمان تھے اور یمن میں رسول اللہ کے محصل زکاۃ رہے تھے، ان کی وفات پر وہاں بدامنی پھیلی تو خالد لوٹ آئے، مدینہ میں داخل ہوئے تو ریشمی جبّہ زیب تن تھا، علی حیدر اور عمر فاروق کے پاس سے گذرے تو آخر الذکر ریشم کا جبہ دیکھکر برہم ہوئے، خالد کو ڈانٹا اور ان کا جبہ پھاڑ ڈالا، ابوبکر صدیق نے عمر فاروق کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جس سے خالد کو تشفی ہوتی، اس لئے وہ دونوں سے ناراض ہو گئے اور علی حیدر سے طنزیہ لہجہ میں بولے: اباالحسن، خلافت تم سے چھین لی گئی اور تم خاموش بیٹھے رہے! یہ کہکر خالد غصہ میں بھرے گھر چلے گئے اور دو یا تین ماہ تک ابوبکر صدیق کی بیعت نہیں

۱؎ ہمارے خیال میں یہ دونوں لفظ اور اگلی سطر کا مالک وہّاب جو شیلے کاتبوں کے تصرفات ہیں۔

۲؎ فتوح الشام واقدی صہ۳

Marfat.com

کی۔ خالد بن سعید نے شام جانے کے لئے سب سے پہلے جو آمادگی ظاہر کی تو اس کی تہ میں شاید خلیفہ پر اپنی وفاداری اور صاف دلی ظاہر کرنے کا جذبہ پنہاں تھا۔ ابوبکر صدیق نے ان کے اقدام کی قدر کی اور پچھلی باتوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے ان کو شامی افواج کا سپہ سالار بنانے کا ارادہ کر لیا لیکن عمر فاروق نے اس کی مخالفت کی، کچھ تو پچھلی باتوں کی بنا پر اور کچھ خالد کی بڑھی ہوئی رعونت اور اُن کی جلد بازی اور قلت تدبر کے باعث۔ ابوبکر صدیق نے پچھلی بدمزگی کو تو در خور اعتنا نہیں سمجھا لیکن جلد بازی اور قلت تدبر کی بات بالکل نظر انداز نہ کر سکے، انھوں نے خالد کو سپہ سالاری دینے کا ارادہ ترک کر دیا لیکن ایک مددگار اور معاون سالار کی حیثیت سے ان کو تیمارؔ بھیجدیا، یہ ایک بڑا نخلستان تھا اور مدینہ سے دمشق جانے والی سڑک پر شام کی سرحد سے متصل واقع تھا، اس کے آس پاس بہت سے عرب قبیلے آباد تھے، خالد بن سعید کی ڈیوٹی تھی کہ ان قبیلوں کو مسلمان کر کے شام میں لڑائی کے لئے فوج میں بھرتی کریں اور جب خلیفہ ان کو شام میں داخل ہونے یا کسی دوسرے سالار کی مدد کرنے کا حکم دیں تو اس کی تعمیل کریں۔ بالفاظ دیگر خالد اس بات پر مامور تھے کہ تیمار میں عرب فوج کا ایک کیمپ قائم کریں اور آس پاس کے قبائل سے بھرتی کر کے فوج کی تعداد بڑھائیں تاکہ مرکز کے مامور کردہ دوسرے سالاروں کو جب شام میں کمک کی ضرورت ہو تو بر وقت مہیا کر سکیں۔ اس کیمپ اور اس کی روز افزوں ترقی کی خبر شام کی مرکزی حکومت کو ہوئی تو اس نے سرحد کے عرب۔ عیسائی غسانی رئیسوں کو حکم دیا کہ ایک فوج لے کر خالد اور ان کے کیمپ کا ستھراؤ کرنے جائیں۔ آنے والے خطرہ سے خالد نے خلیفہ کو مطلع کیا تو یہ جواب موصول ہوا:

آگے بڑھو، ڈر کر پیچھے نہ ہٹو اور خدا سے نصرت و کامرانی کی دعا مانگو۔[۲]

---

[۱] دیکھو نقشہ شام مقابل ص۱ [۲] طبری ۲۹/۴۔

Marfat.com

خالد حسب الحکم آگے بڑھ گئے۔ سرحد کے عیسائی رئیسوں کے دستے خالد کے قریب آتے ہی تتر بتر ہو گئے، ان میں سے بیشتر اسلام لے آئے اور مدینہ کی وفاداری قبول کرلی یہ خوش خبری خالد نے خلیفہ کو دی تو انھوں نے لکھا:

آگے بڑھتے رہو لیکن دشمن کے علاقہ میں زیادہ دور تک نہ گھس جانا تاکہ وہ عقب سے تم پر حملہ نہ کر سکے۔[۱]

خالد اپنی فوج کے ساتھ جس میں سرحد کے بہت سے نومسلم عرب شامل تھے آگے بڑھ گئے، ان سے مقابلہ کے لئے ایک بزنطی جنرل باہان آیا، خالد نے اس کو شکست دی اور اس کی فوج کے بہت سے سپاہی قتل کر ڈالے، فتح کی خوش خبری مرکز کو دی اور مزید کمک طلب کی کیونکہ ان کو معلوم ہوا کہ بزنطی فوجیں بڑی تعداد میں ان سے لڑنے چلی آرہی ہیں۔ سیف بن عمر کے مدرسہ کی رائے ہے کہ ابوبکر صدیق نے عکرمہ بن ابی جہل، ولید بن عُقبہ اور ذوالکلاع حمیری کی کمان میں متعدد رسالے بھیجے، اس کمک سے حوصلہ پاکر خالد احتیاط کے جادہ سے ہٹ گئے اور سرپار دشمن کے علاقہ میں دور تک گھس گئے۔ باہان جو کچھ عرصہ پہلے خالد کے ہاتھوں شکست کھا چکا تھا، ان کی گھات میں بیٹھا تھا، اس نے خالد سے کوئی تعرض نہیں کیا اور جب وہ خوب اندر آگئے تو پیچھے سے ان کی واپسی کے راستے گھیر کر حملہ کر دیا، اس وقت خالد مرج الصُفَّر کے نزدیک تھے جو دِمشق سے بیس میل جنوب میں ایک وسیع مرغزار تھا۔ صورتِ حال نازک ہو گئی، ان کی فوج بدحواس ہو کر عرب سرحد کی طرف بھاگ نکلی، ان کے لڑکے مع کافی فوج کے لڑتے ہوئے مارے گئے۔ چند رسالوں کے ساتھ انھوں نے عرب سرحد میں آکر دم لیا اور ذُومُروہ کے نخلستانوں میں جو وادی القریٰ کے قریب واقع تھے پڑاؤ ڈالا، ابوبکر صدیق کو تازہ حادثہ کی خبر بھیجی اور

---

[۱] طبری ۲۹/۴

Marfat.com

مدد طلب کی۔ خالد کی بے احتیاط کارروائی پر خلیفہ کو غصہ آیا، عمر فاروق کی رائے کی بھی توثیق ہو
انھوں نے خالد کو مزید فوجی خدمت کے لئے نااہل سمجھ کر یہ پُر ملامت خط لکھا:

جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو[1]، میری جان کی قسم، تم جیسے آگے بڑھنے میں مستعد
ہو ویسے ہی پیچھے ہٹنے میں بھی تیز ہو جب جنگ کے مصائب بڑھتے ہیں تو بھاگ
نکلتے ہو، زنخ تک ڈٹ کر ان کا مقابلہ نہیں کرتے[2]۔

سیف بن عمر کے مذکورہ بالا تینوں خطوں اور متعلقہ تصریحات کی دوسرے مراجع تاریخ
آثار سے تائید نہیں ہوتی، دوسرے سارے مدارس متفق ہیں کہ خالد بن سعید مرج الصفر
اجنادین[3] میں لڑتے ہوئے مارے گئے تھے اور شام کی لڑائی میں وہ حکومت کے مامور کردہ سا
کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک رضاکار مجاہد کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے۔ اکثر مورخو
نے اس بات کی بھی توثیق کی ہے کہ ابوبکر صدیق نے خالد کو سپہ سالار بنانا چاہا تھا لیکن عمر فارو
کے احتجاج پر رائے بدل دی تھی اور سپہ سالاری کا وہ جھنڈا جو خالد کو دے چکے تھے اُن سے
واپس منگا لیا تھا[5]۔

۵۹۔ باشندگان مکہ کے نام

فتوح الشام واقدی کے مدرسہ تاریخ کی رائے ہے کہ اہل شام کا پہلا مقابلہ حجاز

---

[1] یعنی مدینہ نہ آؤ ورنہ تمھاری شکست کی خبر سے لوگوں کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

[2] طبری ۳۱/۴۔

[3] دمشق سے بیس میل جنوب کا ایک سرسبز میدان۔

[4] یہ شہر شمالی بحر میت کے مغرب میں واقع تھا۔

[5] ابن عساکر ۵۲/۵۔

Marfat.com

شام سرحد پر تبوک کے اطراف میں یزید بن ابی سفیان سے ہوا جو محاذ شام پر صدیقی افواج کے اولین سالار تھے، شامی فوج آٹھ ہزار سواروں پر مشتمل تھی۔ یزید کی کمان میں ڈوڈھائی ہزار سپاہی تھے، لڑائی کے دوران ایک دوسری صدیقی فوج شرجیل بن حسنہ کی قیادت میں آگئی اور اب دونوں نے مل کر دشمن کو بآسانی زیر کرلیا۔ اس ابتدائی فتح کی خبر سے ابوبکر صدیق مسرور ہوئے اور اس سے اچھا شگون لیا۔ سپاہی فراہم کرنے کی مہم پہلے ہی سے جاری تھی اب انھوں نے اور زیادہ تیز کردی۔ اب تک قریش مکہ کو فوج میں بھرتی ہونے کی دعوت نہیں دی گئی تھی۔ اِن پر بزنطی حکومت کے عظمت وجلال کی بڑی دھاک بیٹھی ہوئی تھی، وہ ابوبکر صدیق کی شام پر فوج کشی کے حق میں نہیں تھے اور بہت سے قرشی تو سمجھے بیٹھے تھے کہ ان کی مہم ناکام ہوکر رہے گی۔ ایک طرف سپاہیوں کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر اور دوسری طرف شام میں پہلی فتح سے حوصلہ پاکر ابوبکر صدیق نے قریش مکہ کو جہاد کی دعوت دینے کا ارادہ کرلیا اور یہ خط بھیجا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابوبکر عبداللہ عتیق بن ابی قحافہ کی طرف سے مکہ اور اطراف مکہ کے مسلمانوں کے نام۔ میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ واضح ہو کہ اب سے پہلے میں مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے لڑنے اور ملک شام فتح کرنے کے لئے طلب کرچکا ہوں، اب میں آپ کو لکھتا ہوں کہ اپنے مالک کے اس حکم کی جلد از جلد تعمیل کر دکھائیں۔ پاپیادہ یا سوار جس حال میں ہو لڑنے نکل جاؤ اور اپنے مال اور جان سے جہاد کرو، اس میں تمہاری بھلائی مضمر ہے اگر تم سمجھنے کی کوشش کرو۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ یہ آیت آپ لوگوں ہی کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ اس لئے سب سے زیادہ آپ ہی کو اسے

Marfat.com

پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو دینِ خدا کی مدد کرے گا خدا اس کی مدد کرے گا اور جو خدا کی مدد سے کترائے گا خدا اس سے بے نیاز ہو جائے گا واللہ غنیٌ حمید۔ جلد از جلد چل دیجئے ایک ایسی بلند جنت کی طرف جس کے پھل نیچے ہیں اور جسے خدا نے مجاہدین، مہاجرین، انصار اور ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو ان کی راہ پر چلیں۔ وحسبُنا اللہُ ونعم الوکیل[1]۔

۶۰۔ عمرو بن عاص کے نام

سیف بن عمر کے مدرسہ کے مطابق مدینہ کے کیمپ میں جو قبیلے یمن اور مکہ کے درمیانی دیہاتوں سے آتے رہے تھے ابوبکر صدیقؓ ان کو خالد بن سعید کی تقویت کے لئے بھیجتے رہے تھے۔ خالد کی تازہ شکست کے بعد انھوں نے فوجی فراہمی کی مہم تیز تر کر دی اور عرب قبائل میں محصلین زکاۃ کو ارجنٹ مراسلے بھیجے کہ اپنے اپنے علاقے کے عربوں کو جہاد کے لئے طلب کر کے مدینہ بھیجیں۔ فوج کے لئے مناسب سالاروں کی بھی ضرورت تھی۔ یزید بن ابی سفیان، ابوعبیدہ بن جراح، شرحبیل بن حسنہ، ولید بن عقبہ اور عکرمہ بن ابی جہل پہلے ہی نامزد ہو چکے تھے اور آخر الذکر دو کو خالد کی مدد کے لئے بھیجا بھی جا چکا تھا، اس وقت یہ دونوں سرحدِ شام پر مزید رسد کا انتظار کر رہے تھے، باقی سالار مدینہ کے کیمپ میں منتظر تھے کہ کافی فوج فراہم ہو جائے تو شام کا رُخ کریں، خلیفہ کی نظر اس وقت قریش کے حوصلہ مند جوان عمرو بن عاص پر پڑی جو بعض عرب دیہاتوں میں محصل زکاۃ تھے، سب سے پہلے رسول اللہ نے ان کو اس عہدہ پر مقرر کیا تھا، پھر ان کو عُمان میں اپنا نمائندہ اور محصل زکاۃ بنا کر بھیجا تو یہ وعدہ کر لیا تھا کہ جب لوٹو گے تو تمھیں سابقہ عہدہ پر بحال کر دیا جائے گا۔ عمرو کو محصل زکاۃ کا عہدہ پسند

---

[1] فتوح الشام واقدی ۱/۱۵-۱۶

تھا اور وہ اس کو چھوڑ کر عمان جیسے دور دراز علاقہ میں جاتے گھبرا رہے تھے۔ رسول اللہ کی وفات پر عمان میں بغاوت ہوئی تو عمرو مدینہ لوٹ آئے اور انھوں نے ابوبکر صدیق سے کہا کہ رسول اللہ کا وعدہ پورا کریں، ابوبکر صدیق نے ان کو پھر سابقہ دیہاتوں میں محصل زکاۃ مقرر کر دیا۔ شام کی مہم کے لئے سالار مقرر کرنے کا سوال اٹھا تو عمرو کا نام لیا گیا۔ باصلاحیت ہونے کے علاوہ وہ شام کے سفر کر چکے تھے اور وہاں کے حالات اور جغرافیہ سے واقف تھے، ابوبکر صدیق نے ان کو یہ خط لکھا:

(میں نے رسول اللہ کا وعدہ پورا کرتے ہوئے تمھیں اس عہدہ پر بحال کر دیا تھا جس پر ایک بار پہلے انھوں نے تمھیں مقرر کیا تھا اور عمان بھیجتے وقت جس پر بحال کرنے کا تم سے وعدہ کیا تھا، تم ایک بار اس عہدہ پر فائز رہے اور اب پھر ہو۔ ابوعبداللہ میں چاہتا ہوں کہ تمھیں ایسے کام پر لگاؤں جو دنیا اور آخرت دونوں میں موجودہ عہدہ کی نسبت تمھارے لئے زیادہ مفید ہے الا یہ کہ موجودہ عہدہ تم چھوڑنا نہ چاہو۔[1]

۶۱ - خط کی دوسری شکل

یہ بھی سیف بن عمر سے ماخوذ ہے لیکن اس کی اسناد پہلے والے سے مختلف ہے، ہمارے خیال میں یہ شکل زیادہ مستند ہے۔ عمرو بن عاص بالائی قبائل قضاعہ میں محصل زکاۃ تھے اور ولید بن عقبہ زیریں قبائل میں، سیف کے راوی کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے دونوں کو یہ مشترکہ فرمان بھیجا:

اپنا جانشین مقرر کر دو اور آس پاس کے عربوں کو جہاد پر ابھارو۔[2]

---

[1] سیف بن عمر۔ طبری ۲۹/۴

کی ترغیب دو۔[1]

۶۲۔ عمرو بن عاص کے نام

یہ خط کنز العمال میں عبداللہ بن عمرو بن عاص کی سند پر بے سیاق و سباق بیان کیا گیا ہے:

سلام علیک، تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے بزنطیوں کی بڑی افواج کا ذکر کیا ہے۔ واضح ہو کہ خدا نے اپنے نبی محمد کے ساتھ ہمیں بڑے لشکروں سے فتح عطا نہیں کی۔ ہم رسول اللہ کے ساتھ لڑنے جاتے تو بس دو گھوڑے ہمارے ساتھ ہوتے اور اونٹ اتنے کم کہ ہم باری باری سے ان پر سوار ہوتے۔ جنگ اُحد میں ہمارے پاس صرف ایک گھوڑا تھا جس پر رسول اللہ سوار تھے۔ اس کے باوجود خدا ہماری مدد کرتا اور ہمیں مخالفوں پر فتح دلاتا۔ یاد رکھو عمرو، خدا کا سب سے زیادہ فرمانبردار وہ ہے جو سب سے زیادہ گناہوں سے باز رہے، تم خدا کے فرمان بردار بنو اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی تاکید کرو۔[2]

خط کی ان تصریحات کی تاریخ و آثار سے توثیق نہیں ہوتی: (۱) ہم رسول اللہ کے ساتھ لڑنے جاتے تو بس دو گھوڑے ہمارے ساتھ ہوتے (۲) جنگ اُحد میں ہمارے ساتھ صرف ایک گھوڑا تھا (۳) واضح ہو کہ خدا نے اپنے نبی محمد کے ساتھ ہمیں بڑے لشکروں سے فتح عطا نہیں کی۔ پہلے جملہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بار بار یہ صورت حال پیش آئی حالانکہ ایسا صرف جنگ بدر (۲ھ ۶۲۴ء) کے موقع پر ہوا تھا جب مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے تھے، ایک زبیر بن عوام

---

[1] معاویہ بن عمر۔ طبری ۴/۳۰۔

[2] کنز العمال ۳/۱۳۵۔

Marfat.com

اور بقول بعض مَرثَد بن ابی مَرثَد کے پاس اور دوسرا مِقداد بن عمرو کے پاس[1]۔ دوسرے ... کی تصریح بھی صحیح نہیں، عام طور پر مشہور خبر یہ ہے کہ جنگ اُحد (۳ھ ۶۲۴ء) میں مسلمانوں کے پاس (ایک نہیں جیسا کہ خط میں کہا گیا ہے بلکہ) دُو گھوڑے تھے، ایک رسول اللہ کے پاس اور دوسرا انصاری صحابی ابو بنیار بن بُردہ کے پاس لیکن بعض مورخوں کی رائے ہے کہ جنگ اُحد میں مسلمانوں کے پاس پچاس گھوڑے تھے اور قریش مکہ کے پاس دوسو۔ ابن قیم نے زاد المعاد[2] میں اسی رائے کو اختیار کیا ہے، قرائن سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ انساب الاشراف[3] میں ہے کہ جنگ بدر کی غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ قریش کے تیس گھوڑے آئے تھے۔ کان مع المشرکین مئة فرس فنجوا بسبعين وصار فی أيدی المسلمين ثلاثون۔ جنگ اُحد کے ذکر میں طبری[4] لکھتا ہے: وأقبل خالد بن الوليد فی خيل المشركين ومعه عكرمة بن أبی جهل فبعث رسول الله الزبير وقال استقبل خالد بن الوليد فكن بإزائه حتى أوذنك وأمر بخيل أخرى فكانوا من جانب آخر۔ خالد بن ولید مشرکوں کی گھوڑا فوج لے کر بڑھے، ان کے ساتھ گھوڑا فوج کی قیادت میں عکرمہ بن ابی جہل بھی تھے، یہ دیکھ کر رسول اللہ نے زبیر بن عوام کو بھیجا اور کہا کہ خالد کی گھوڑا فوج کی طرف جاؤ اور اس کے سامنے راستہ روک کر کھڑے ہو جاؤ، رسول اللہ نے ایک دوسری گھوڑا فوج کو حکم دیا تو وہ دوسری طرف دشمن کے سواروں کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی .... اس عبارت سے

---

1. انساب الاشراف ۱/۲۸۹، یعقوبی ۲/۴۵، ابن سعد (بیروت) ۲/۱۲
2. ۲/۱۲۹
3. ۱/۲۹۰
4. ۳/۱۴

Marfat.com

یہ صاف ظاہر ہے کہ جنگ اُحد میں مسلمانوں کے پاس ایک یا دو نہیں بلکہ کم از کم پچاس گھوڑے تھے جیسا کہ ابن قیم نے تسلیم کیا ہے، ان میں سے تیس گھوڑے بدر میں مسلمانوں کو بطور غنیمت ملے تھے اور باقی خریدے گئے تھے اور ممکن ہے ان میں سے کچھ یہودی قبیلہ بنو قینقاع سے حاصل ہوئے ہوں جنھیں رسول اللہ نے جنگ بدر سے واپسی پر مدینہ سے نکالدیا تھا اور ان کے مال و متاع اور ہتیاروں پر قبضہ کرلیا تھا تیسرے جملہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ کے ساتھ مسلمان ہمیشہ تھوڑی سی فوج سے فتح حاصل کرتے تھے تحقیق کی میزان میں یہ تعمیم بھی درست نہیں ہے۔ علی اکل التقدیر رسول اللہ نے ڈھائی درجن لڑائیوں میں شرکت کی، ان میں سے صرف ابتدائی تین لڑائیاں۔ بدر، اُحد، خندق ایسی تھیں جن میں ان کی فوج اور ہتیار دونوں دشمن سے بہت کم تھے لیکن ان تینوں جنگوں کے بعد رسول اللہ کی اقتصادی حالت یثرب، خیبر اور وادی القریٰ سے نکالے ہوئے یہودیوں کی گراں قدر اراضی، نخلستانوں اور دوسرے املاک پر قابض ہونے نیز فدک کا نخلستان خالصہ ہونے کے بعد اتنی بہتر ہوگئی تھی کہ ۶ھ/۶۲۷ء سے ۱۰ھ/۶۳۱ء تک انھوں نے جتنے معرکوں میں حصہ لیا ان سب میں ان کی فوجی طاقت دشمن سے زیادہ تھی۔ ۸ھ/۶۲۹ء میں مکہ پر چڑھائی کے موقع پر ان کی فوج دس ہزار اور گھوڑے چار سو تھے۔ ۹ھ/۶۳۰ء میں انھوں نے تبوک (سرحد شام) پر فوج کشی کی تو ایک لشکر جرار ان کے ساتھ تھا جس میں تیس اور بقول بعض چالیس ہزار سپاہی تھے اور عربی گھوڑوں کی تعداد دس ہزار اور اونٹوں کی بارہ ہزار تھی[1]۔

۶۳۔ عمرو بن عاص کے نام

یہ خط بھی بغیر کسی مقدمہ کے ابن سعد کے حوالہ سے کنز العمال میں نقل کیا گیا ہے عربی

---

[1] التنبیہ والاشراف ص ۲۷۰-۲۷۱، ابن سعد ۲/۱۶۶، انساب الاشراف ۱/۳۶۸ و فتح الباری ۹/۱۷۸

Marfat.com

روایت کی مدد سے اس کا سیاق وسباق متعین کرنا ممکن ہے۔ اس باب میں مورخوں کا اختلاف ہے کہ عمرو بن عاص شام میں ابوبکر صدیق کے پہلے سالار تھے یا دوسرے یا تیسرے یا چوتھے۔ ایک مدرسہ تاریخ کی رائے ہے کہ وہ پہلے سالار تھے جن کو سرزمین فلسطین فتح کرنے پر مامور کیا گیا تھا، ان کے بعد یزید بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ کو شام بھیجا گیا، یزید کو حکم تھا کہ دمشق اور متعلقہ اراضی فتح کریں، شرحبیل کے سپرد صوبہ اردن کی تسخیر تھی، اس مدرسہ کے بیان میں نہ خالد بن سعید کا کوئی ذکر ہے نہ ابوعبیدہ بن جراح کا۔ سرحد پار کرکے تینوں سالاروں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ تقریباً آٹھ ہزار مجاہد تھے جن کی تعداد سرحد پار کی فوجوں سے بہت کم تھی۔ ہر سالار اپنے اپنے دائرۂ عمل میں آزاد تھا لیکن اس کو حکم تھا کہ اگر کسی موقع پر سب یکجا ہو کر دشمن سے جنگ کریں تو سالار اعلیٰ عمرو بن عاص ہوں گے۔ عمرو کے جاسوسوں نے خبر دی کہ ایک بڑا بزنطی لشکر عربوں کو ملک سے نکالنے کے لیے فلسطین کی طرف چلا آرہا ہے، یہ محسوس کرکے کہ وہ اتنے بڑے لشکر کا کامیابی سے مقابلہ نہیں کرسکیں گے عمرو نے مرکز سے رسد طلب کی، یزید اور شرحبیل بھی اپنے اپنے علاقوں میں مقامی فوجوں سے کمزور تھے، انھوں نے بھی خلیفہ کو لکھا کہ مزید فوج بھیج کر ان کے ہاتھ مضبوط کریں۔ ان تینوں کی پیش قدمی رکی ہوئی تھی اور اب تک کوئی بڑا شہر بھی نہیں فتح کر سکے تھے، اندریں حالات ابوبکر صدیق نے خالد بن ولید کو لکھا کہ عراق کا محاذ چھوڑ کر شام کے مجاہدوں کی مدد کے لئے چلے جائیں۔ اس باب میں بھی مورخوں کا اختلاف ہے کہ خالد سپہ سالار کی حیثیت سے بھیجے گئے تھے یا صرف اپنی ہی فوج کے سپہ سالار تھے۔ ایک مدرسہ کی رائے ہے کہ ان کو ساری شامی فوجوں کا سالار بنا کر بھیجا گیا تھا، دوسرا مدرسہ کہتا ہے کہ خالد بس اپنی ہی فوج کے کمانڈر تھے۔ ذیل کے خط سے اسی مدرسہ کی تائید ہوتی ہے۔

---

[1] فتوح البلدان ص۱۱۵۔ وطبقات ابن سعد (بیروت) ۱۱۲/۴

میں نے خالد بن ولید کو لکھا ہے کہ تمہاری مدد کے لئے روانہ ہو جائیں، ان کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آنا، اس خیال سے کہ میں نے رتبہ میں تم کو اُن سے اور دوسرے سالاروں سے اوپر رکھا ہے ان کو تمکنت نہ دکھانا اور نہ ان سے مشورہ کئے بغیر کوئی فیصلہ کرنا (بلکہ) اپنے سارے ساتھی سالاروں سے صلاح لینا اور ان کی صوابدید کے خلاف کوئی کام نہ کرنا۔[1]

۶۴۔ عمرو بن عاص کے نام

ذیل کے دونوں خط بے سیاق وسباق کنز العمال میں نقل کئے گئے ہیں، بظاہر عمرو بن عاص کو زبانی دی ہوئی ہدایات یا لکھے ہوئے خطوط کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہیں:

واضح ہو کہ تم رسول اللہ کی اس وصیت سے واقف ہو جو انھوں نے انصار کے حق میں کی تھی کہ ان کے نکوکاروں کی بات ماننا اور ان کے خطاکاروں سے درگذر کرنا۔

رسول اللہ جنگی معاملات میں ہم سے مشورہ کرتے تھے، تم بھی ایسا کیا کرو۔[2]

۶۵۔ فوجی سالاروں کے نام

سرخسی کی شرح سیر الکبیر میں ہے: عُقبہ بن عامر جُہنی (صحابی) ایک شامی سالار یناق کا سر لے کر مدینہ آئے اور ابوبکر صدیق کے سامنے پیش کیا تو اُن کو یہ بات پسند نہ

---

[1] کنز العمال ۱۳۳/۳ وابن عساکر ۱۳۰/۱۔

[2] ایضاً ۱۶۳/۲

Marfat.com

آئی، لوگوں نے کہا: خلیفہ رسول اللہ، شام کے سالار بھی ہمارے سروں کو اپنے بادشاہوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، ابوبکر صدیق بولے: تو کیا ہم فارس اور روم کی تقلید کرنے لگیں؟ میرے پاس سر نہ لائے جائیں، خط اور خبر بھیجنا کافی ہے، ایک روایت ہے کہ انھوں نے یہ فرمان شام کے سالاروں کو بھیجا:

میرے پاس سر نہ بھیجا کرو، خط اور خبر بھیجنا کافی ہے[1]۔

۶۶۔ فوجی سالاروں کے نام

سیف بن عمر کے مدرسہ کی رائے ہے کہ خالد بن سعید کی شکست کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے چار لشکر تیار کئے اور شام کو چار محاذوں میں بانٹا: حمص (شمال)، دمشق (وسط)، اُردُن (جنوب وسط) اور فلسطین (جنوب)۔ حمص کا محاذ ابوعبیدہ بن جراح کے سپرد کیا گیا، دمشق کا یزید بن ابی سفیان کے، اردن کا شرحبیل بن حسنہ کے اور فلسطین کا عمرو بن عاص کے۔ عمرو بن عاص نے بحرِ قلزم کی ساحلی راستہ سے فلسطین کا رخ کیا، دوسرے سالاروں نے مدینہ سے دمشق جانے والی شاہراہ سے جو تبوک سے گذرتی تھی۔ اس چہارطرفہ یورش کی خبر بزنطی قیصر اور شاہنشاہ شام ہرقل کو ہوئی تو وہ پورے اہتمام سے فوجیں مہیا کرنے میں لگ گیا، کئی ہفتے کی بلیغ کوشش کے بعد ایک بڑا لشکر تیار ہوا جس کی تعداد سیف بن عمر کے شیوخ دو لاکھ چالیس ہزار بتاتے ہیں اور مسلمانوں کی اٹھائیس [illegible] ہزار، سیف کے اعداد وشمار کے مقابلہ میں ابن اسحاق مولف مغازی کے [illegible] افواج کی تعداد صرف ستر ہزار[2] بتائی ہے۔ اس لشکر کے کئی حصے [illegible]

---

[1] شرح سیر الکبیر سرخسی، دائرۃ المعارف حیدر آباد، ہند۔ ۱۳۳۵ھ، ۱/۸۔

[2] طبری ۴/۳۹

تجربہ کار سالار کی قیادت میں عرب فوجوں سے لڑنے کے لئے بھیجا گیا۔ شامی فوج کی تعداد، اعلیٰ ہتھیاروں اور دم خم کی خبروں نے مسلمانوں کے حوصلے پست کردئے، چاروں سالاروں نے صورت حال کا جائزہ لیا اور طے کیا کہ الگ الگ محاذوں پر لڑنا مصلحت کے خلاف ہے، سب کو متحدہ مقابلہ کرنا چاہئے، یہ تجویز عمرو بن عاص نے پیش کی تھی۔ خلیفہ سے بھی مشورہ کیا گیا، انھوں نے قرارداد کی تائید میں یہ خط بھیجا:

آپ سب جمع ہو کر ایک لشکر ہوجائیے اور مشرکوں کی بڑی فوجوں کا اپنی متحدہ فوج سے مقابلہ کیجئے۔ آپ خدا کے اعوان ہیں، خدا اپنے اعوان کی مدد کرتا ہے اور اپنے باغیوں کو چھوڑ کر الگ ہوجاتا ہے، آپ فوجی کمی کے باعث ہرگز شکست نہیں کھا سکتے، دس ہزار فوجوں کی دس ہزار یا زیادہ سے ہارنے کی وجہ ان کی بداعمالی ہوتی ہے، بداعمالی سے بچتے رہیئے۔ سب سالار اپنی فوج کے ساتھ اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے یرموک میں جمع ہوجائیں اور اپنی فوج کے ساتھ الگ نماز ادا کریں[1]۔

بنام خالد بن ولید کے نام

سیف بن عمر کے شیوخ روایت کے مطابق سب سالار صفر ۱۳ھ / ۶۳۴ء میں دریائے یرموک کے قریب ایک میدان میں جمع ہوگئے اور خلیفہ کو مطلع کیا کہ ہم آپ کی اور اپنی صوابدید کے بموجب یرموک میں خیمہ زن ہوگئے ہیں، ہمارے سامنے دشمن کا لشکر جرار کیل کانٹے سے لیس حملہ کا منتظر ہے، گو ہارا بھروسہ خدا کے لطف وکرم پر ہے اس کے باوجود ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہماری فوجی طاقت کم ہے اور ہمیں رسد کی سخت ضرورت ہے، خلیفہ نے محسوس

---

[1] طبری ۴/۳۱

کیا کہ مسلمان رسد سے زیادہ ایک ایسے سالار کے محتاج ہیں جو ان کے دلوں کو گرما کر خود اعتمادی پیدا کر دے، ایسا سالار اُن کو خالد بن ولید میں نظر آیا جو اس وقت حیرہ کے شمال مغرب میں مشرقی فرات کے قصبوں اور فوجی چوکیوں کو دریا کے کنارہ کنارہ شام و میسوپوٹامیہ کی سرحد تک مسخر کر کے حیرہ واپس ہو رہے تھے۔ ابوبکر صدیق نے ان کو یہ ارجنٹ فرمان بھیجا:

تم چل دو اور مسلمان فوجوں سے یرموک میں جا ملو، (بزنطی فوجوں سے) ان کی زندگی منغص ہوگئی ہے جس طرح انھوں نے بزنطی فوجوں کی زندگی منغص کر دی ہے، خبردار پھر وہ حرکت نہ کرنا جو تم نے کی، خدا کے فضل سے کوئی دوسرا شخص تمھاری طرح دشمن کی زندگی منغص نہیں کر سکتا اور نہ کوئی دوسرا تمھاری طرح مسلمانوں کی بے کلی اور گھبراہٹ دور کر سکتا ہے۔ ابوسلیمان، دعا ہے کہ جہاد کی لگن اور خدا کے انعام سے تم ہمیشہ بہرہ ور اور مسرور رہو۔ اس لگن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دو، خدا انعام بھی پورا پورا دے گا، تمھارے دل میں تمکنت ہرگز داخل نہ ہو ورنہ تمھاری ساری کارگزاری مٹی میں مل جائے گی اور خدا تمھاری مدد سے ہاتھ کھینچ لے گا، اپنے کسی کام پر بھروسہ نہ کرو، کامیابی انسانی عمل سے نہیں خدا کے لطف و کرم سے حاصل ہوتی ہے اور اچھے بُرے عمل کی جزا بھی وہی دیتا ہے۔[1]

"خبردار پھر وہ حرکت نہ کرنا جو تم نے کی" اس کا اشارہ خالد کے خفیہ حج کی طرف ہے۔ بتصریح سیف ذوالقعدہ ۱۲ھ میں خالد نے فراض[2] پر ایک بڑے لشکر کو جو بزنطیوں اور

---

[1] طبری ۴/ ۴۰ و ۴۶

[2] شرقی ساحل فرات پر عراق۔ جزیرہ اور شام کی سرحد۔

فارسیوں پر مشتمل تھا شکست دے کر ایک شاندار فتح حاصل کی۔ یہ فتح جنوب میں بندرگاہ اُبلّہ سے لے کر سرحد شام تک مشرقی فرات کے بہت سے فارسی قصبوں اور شہروں کی فتح کا تتمہ تھی، اس وقت خالد کے دل میں حج کا شوق پیدا ہوا، ان کو توقع نہ تھی کہ ابوبکر صدیق محاذ چھوڑ کر ان کو حج کرنے کی اجازت دیں گے اس لئے انھوں نے خفیہ حج کی ٹھانی، فراض کے فاتح رسالوں کو حیرہ روانہ کر کے وہ ایک منتخبہ ٹولی کے ساتھ کسی دشوار گذار لیکن چھوٹے راستہ سے بھیس بدلے مکہ میں داخل ہوئے اور حج سے فارغ ہو کر دھاوے مارتے اپنی فوج سے جو ہنوز حیرہ نہیں پہنچی تھی جا ملے۔ خالد کا خفیہ حج چھپ نہیں سکا، ابوبکر صدیق کو خبر ہوئی تو وہ ناراض ہوئے، سیف کے شیوخ کی رائے ہے کہ خلیفہ نے سزا کے طور پر ان کو عراق کے محاذ سے شام بھیجا تھا۔ دوسرے مدارس تاریخ نے خالد کے اس حج کا ذکر نہیں کیا ہے۔

٦٨۔ خط کی دوسری شکل

مسکویہ نے اپنی تجارب الامم میں جس کا قلمی نسخہ دار الکتب قاہرہ میں محفوظ ہے مذکورہ بالا خط ان الفاظ کے اضافہ سے بیان کیا ہے:

عراق میں مثنیٰ بن حارثہ کو اپنا جانشین مقرر کر دینا اور جب خدا کے فضل سے مسلمان شام فتح کر لیں تو تم اپنے عہدہ پر عراق لوٹ آنا[۱]

٦٩۔ خط کی تیسری شکل

واضح ہو کہ جب تمھیں میرا یہ خط ملے تو ان لوگوں کو چھوڑ کر جو تمھارے عراق پہنچنے سے پہلے وہاں موجود تھے، چل دو اور اپنی فوج کے اُن [۱] ان کار

---

[۱] طبری ۲۱۲۲/۱۸۲۱

کو ساتھ لو جو یمامہ میں تمہارے ساتھ تھے یا یمامہ سے عراق کے سفر میں تم سے آملے تھے یا حجاز سے تمہارے پاس آگئے تھے، بعدہٗ شام کا رخ کرو اور ابو عبیدہ اور ان کی فوج سے مل جاؤ، وہاں پہنچکر ساری فوج کے سالار اعلیٰ تم ہو گئے، والسلام علیک[1]۔

۷۔ خط کی چوتھی شکل

عبداللہ عتیق بن ابی قحافہ کی طرف سے خالد بن ولید کے نام، سلام علیک۔ میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی پر درود بھیجتا ہوں۔ میں نے تمہیں (شام کی) اسلامی فوجوں کا سپہ سالار مقرر کر دیا ہے اور میں تم کو بزنطیوں سے لڑنے کا حکم دیتا ہوں، جلد جاکر خدا کی خوشنودی حاصل کرو، اس کے دشمنوں سے لڑو اور ان لوگوں کی طرح جنگ کرو جو خدا کی خاطر جہاد کا حق ادا کرتے ہیں۔ مسلمانو، کیا میں ایسی تجارت کی نشان دہی کروں جو تمہیں دردناک سزا سے بچالے ؟۔

یا أیہا الذین آمنوا ھل أدلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب ألیم۔

میں نے ابو عبیدہ اور ان کی فوج کی اعلیٰ کمان تمہارے سپرد کر دی ہے، والسلام[2]۔

۷۔ خط کی پانچویں شکل

تہذیب ابن عساکر میں عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر کے حوالہ سے : ...... ابوبکر صدیق

---

[1] فتوح الشام ازدی ص۵۵ وابن عساکر ۱/۳۸

[2] فتوح الشام واقدی ۱/۳۰

Marfat.com

نے خالد سے کہلا بھیجا کہ عراق سے چل دیں اور سالاران شام۔ شُرحبیل بن حسنہ، یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص سے مل جائیں.... اور ان کو حکم دیا کہ جانے میں بالکل تاخیر نہ کریں۔ خالد، شُرحبیل، یزید اور عمرو سے جاملے اور چاروں سالار یکجا ہوگئے۔ ابوبکر صدیق نے اپنے خط میں منجملہ اور باتوں نے لکھا تھا:-

تین ہزار سواروں کے ساتھ شام چل دو اور وہاں جاکر اپنے بھائیوں کی مدد کرو، یہ کام پوری عجلت سے ہونا چاہیئے، بخدا شام کا ایک دیہات جو خدا مسلمانوں کو فتح کرائے میری نظر میں عراق کے ایک قصبے سے بہتر ہے۔[۱]

عرب مورخوں میں صرف سیف بن عمر کے شیوخ کا دعویٰ ہے کہ خالد بن ولید کو شام کا سالار اعلیٰ جنگ یرموک کے سیاق وسباق میں بنایا گیا تھا نیز یہ کہ جنگ یرموک ۱۳ھ/۶۳۴ء میں ابوبکر صدیق کی وفات کے دس دن بعد واقع ہوئی، دوسرے سارے مورخ اس معاملے میں متفق الرائے ہیں کہ خالد کا تقرر جنگ اجنادین کے موقع پر ہوا تھا، ان کی رائے میں جنگ یرموک جو شام کی سب سے بڑی جنگ تھی ۱۵ھ/۶۳۶ء میں واقع ہوئی جب عمر فاروق خلیفہ تھے اور جنگ اجنادین جو عہد صدیقی کی سب سے بڑی جنگ تھی ۱۳ھ/۶۳۴ء میں لڑی گئی ابوبکر صدیق کی وفات سے چوبیس دن پہلے۔

ہالینڈ کے مستشرق ڈی غوئے (متوفی ۱۹۰۹ء) نے فلسطین کے پرانے شہروں کی چھان بین کی تو اس کو اجنادین کے قریب ایک شہر کا سراغ ملا جسے عبرانی زبان میں یرموتنشا یا یرموث کہتے تھے، عرب جغرافیہ نویسوں نے اجنادین کی جو جائے وقوع متعین کی ہے، یرموث اس کے قریب واقع تھا، اس دریافت سے ڈی غوئے نے یہ نتیجہ نکالا کہ سیف بن عمر کا یرموک، یرموث کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور یہ وہ یرموک دریا نہیں جس کے کنارہ

---

[۱] ابن عساکر ۱/۱۵۷۔

۱۵ھ / ۶۳۶ء میں بعہد عمر فاروق شام کی فیصلہ کن جنگ ہوئی تھی[له]۔ ذی غوے کا یہ قیاس ہماری رائے میں درست نہیں ہے کیونکہ سیف بن عمر نے جنگ یرموک کی جس جگہ نشان دہی کی ہے اور اس کے گرد وپیش کے جغرافیہ کی طرف جو اشارے کئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یرموک سے اجنادین کے قریب والا یرموش مراد نہیں ہے بلکہ اس نوّے میل دور شمال کا دریائے یرموک مراد ہے جو دِمشق کے جنوب مشرق میں حوران کی پہاڑیوں سے نکل کر مغرب کی طرف بہتا ہوا بحر طبریہ کے نیچے دریائے اُردن میں گرتا تھا اور جہاں اکثر مورخوں کی رائے ہے کہ عمر فاروق کے عہد میں شام کی سب سے بڑی اور فیصلہ کن جنگ ہوئی تھی۔

یہ تینوں مراسلے اور ان کے سیاق وسباق کا بیشتر حصہ ابو اسماعیل محمد بن عبداللہ اَزدی بصری کی فتوح الشام سے ماخوذ ہے۔

۷۲۔ ابو عُبیدہ بن جراحؓ کے نام

اَزدی کے مدرسہ کی رائے ہے کہ ابوبکر صدیق کے الگ الگ بھیجے ہوئے تینوں لشکر جب شام کی سرحد پر پہنچے اس وقت بزنطی قیصر ہرقل عیسائیت کے بڑے مرکز فلسطین میں مقیم تھا، اس کو خبر ملی کہ عربوں کے کئی لشکر دھاوے مارتے چلے آرہے ہیں، اس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے نبی نے بِشارت دی ہے کہ وہ شام فتح کرلیں گے نیز یہ کہ اس بِشارت کو وہ ایک شرعی امر سمجھتے ہیں اور ان کو اس پر اتنا اعتماد ہے کہ انھوں نے بیوی بچّوں کو بھی ساتھ لے لیا ہے۔ ہرقل سنجیدگی سے عرب خطرہ کا مقابلہ کرنے کی طرف متوجہ ہوگیا۔ علاقہ کے بزنطی حکام اور عیسائی عرب رئیسوں کا ایک جلسہ بلایا اور تقریر کی:

له مذکرات ذی غوے از فتح العرب للشام تالیف جارج مرعی حداد، بیروت، ۱۹۳۱ء صہ ۲۵

Marfat.com

دینِ مسیح کے ماننے والو، خدا تم پر بڑا مہربان تھا، اس نے تمہارے دین کو عزت و شرف بخشا اور اس کو نارسیوں، ترکوں بلکہ ساری اقوام پر غالب اور فاتح بنا دیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ تم اپنے رب کی کتاب اور نبی کی اعلیٰ سنت پر عمل کرتے تھے۔ جب تم بدل گئے اور تمہاری سیرت خراب ہو گئی تو عربوں کو حوصلہ ہوا کہ تم پر حملہ کریں، بخدا ہم نے کبھی ان کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا اور نہ کبھی ہمیں اس بات کا اندیشہ ہوا کہ ہم ان کے حملہ کی آزمائش میں ڈالے جائیں گے، وہ ننگے پیر، ننگے جسم اور بھوکے چلے آرہے ہیں، بنجر زمین اور بارش کے قحط اور افلاس نے ان کو مجبور کر دیا ہے کہ تمہارے ملک پر حملہ کریں۔ ان کا مقابلہ کرنے نکل کھڑے ہو، اپنے دین، اپنے وطن، اپنی عورتوں اور بچوں کی خاطر اُن سے لڑو، میں عازمِ سفر ہوں، تمہاری ضرورت بھر پیدل اور سوار فوج بھیجوں گا، میں نے تمہارے سالار مقرر کر دیئے ہیں، اُن کا کہا ماننا[1]

فِلسطین میں تیاری مکمل کر کے ہرقل شام کے صوبائی صدر مقاموں کے دورہ پر نکلا۔ پہلے دِمَشق (وسطی شام) آیا اور وہاں کے حکام و رؤسا کو بھرتی کے احکام دے کر اس سے متصل (شمالی صوبہ کے صدر مقام) حمص پہنچا اور وہاں تقریر و تلقین سے لوگوں میں جنگی جوش پیدا کر کے اَنطاکیہ[2] کا رُخ کیا، اَنطاکیہ شام کی شمال مغربی سرحد کے قریب پہاڑوں کی گود میں ایک محفوظ شہر تھا، یہاں اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا، عربوں سے جنگ کی اعلیٰ نگرانی اپنے ہاتھ میں اور میسوپوٹامیہ، آسیا صغریٰ، آرمینیہ

---

[1] ازدی ص۲۴۲۱

[2] دیکھو نقشہ مقابل ص۱

Marfat.com

اور سلطنت کے دوسرے صوبے داروں کو فوجوں اور ہتھیاروں کے لئے تاکیدی فرمان بھیجے۔

اس اثناء میں ابوبکر صدیق کے نامزد کردہ سالار سرحد پار کر کے شام میں داخل ہو چکے تھے، کئی چھوٹی لڑائیاں بھی ہوئیں جن میں حملہ آور جیتے اور کئی قلعوں کا محاصرہ ہوا جن کے حاکموں نے مقررہ جزیہ کے بدلے صلح کر لی۔ تیمر کے انطاکیہ پہنچنے کے کچھ دن بعد ابو عبیدہؓ نے جابیہ پر قبضہ کر لیا، یہ دمشق سے بیس پچیس میل جنوب میں ایک قصبہ تھا۔ اس کے آس پاس مزروعہ بستیاں تھیں جہاں پانی، غلّہ اور چارہ کی بہتات تھی۔ ابو عبیدہ کے پاس باقی دونوں سالاروں سے زیادہ فوج تھی اور وہ مرتبہ میں بھی دونوں سے بڑے تھے، یوں تو یزیدؓ اور شرجیلؓ اپنے اپنے میدانِ عمل میں خود مختار تھے لیکن ان کو حکم تھا کہ اگر تینوں کسی ایک جگہ جنگ میں شریک ہوں تو سالارِ اعلیٰ ابو عبیدہ ہوں گے۔ جابیہ بہت بڑی چھاؤنی بن گیا جہاں برابر مرکز سے دستے اور رسالے آ کر جمع ہوتے رہتے تھے پھر دوسرے سالاروں کو حسب ضرورت بھیج دئے جاتے تھے۔

ابو عبیدہؓ بن جرّاح کے مقامی جاسوسوں نے خبر دی کہ ہرقل شام کا دورہ کرتا، شامیوں میں جنگی حرارت پیدا کرتا اور بھرتی کے احکام دیتا، انطاکیہ چلا گیا ہے جہاں اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہے اور "ایسے لشکر تیار کئے ہیں جو اس کے باپ دادا یا کسی اور بادشاہ نے کبھی نہیں کئے تھے"۔ عنقریب یہ لشکر مسلمانوں سے متصادم ہونے والے ہیں۔ ابو عبیدہؓ نے صورتِ حال سے مطلع کرنے کے لئے ابوبکر صدیق کو ایک خط لکھا جس میں تھا:

مجھے خبر ملی ہے کہ شاہِ روم ہرقل انطاکیہ میں فروکش ہوا ہے اور اس نے اپنی ساری قلم رو سے فوجیں طلب کی ہیں اور یہ فوجیں اس کے پاس روانہ بھی ہو چکی ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ کو صورتِ حال سے مطلع کر دوں

Marfat.com

تاکہ آپ مناسب کارروائی کریں[1]۔

ابوبکر صدیق نے جواب دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمہارا خط ملا، شاہ روم کی فوجی تیاریوں کا حال معلوم ہوا، اُس کے انطاکیہ میں قیام پذیر ہونے کے معنی ہیں کہ وہ اور اُس کی فوجیں شکست کھائیں گی اور تم اور مسلمان اللہ کے فضل سے فتح حاصل کرو گے۔ تم نے یہ جو لکھا ہے کہ اس نے تم سے لڑنے کے لئے اپنی ساری قلمرو سے فوجیں طلب کی ہیں تو یہ ایسی بات ہے جس کی ہمیں اور تمہیں پہلے سے توقع تھی، کوئی قوم اپنا اقتدار اور اپنا ملک بغیر لڑے نہیں چھوڑا کرتی، تمہیں معلوم ہے کہ بہت سے مسلمان پہلے ان سے لڑ چکے ہیں جن کو موت اتنی پیاری تھی جتنی ان کے دشمن کو زندگی ہے، جو جان کی قربانی دے کر خدا سے "اجر عظیم" کے طالب تھے، جو جہاد فی سبیل اللہ کو اپنی باکرہ بیویوں اور اعلیٰ اونٹوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، جن کا ایک مرد، جنگ میں، مشرکوں کے ہزار آدمیوں سے بہتر تھا۔ ان مجاہدوں کی مثال سامنے رکھ کر اپنی فوج سے اُن کا مقابلہ کرو اور تعداد کی کمی سے نہ گھبراؤ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے، پھر بھی انشاء اللہ میں تمہارے پاس اتنی رسد بھیجوں گا جس سے تم مطمئن ہو جاؤ گے اور جس سے زیادہ کی تمہیں خواہش نہیں رہے گی، والسلام علیک ورحمۃ اللہ[2]۔

---

[1] ازدی صفحہ ۲۱۔

[2] ازدی صفحہ ۲۲ و تاریخ الخمیس دیار بکری، مصر، پہلا اڈیشن، ۲/۲۲۵

Marfat.com

۳۔ یزید بن ابی سفیان کے نام

شام میں خلافت کے اولین سالار یزید بن ابی سفیان کو جو مغربی اردن کے گندم خیز علاقے کی تسخیر پر مامور تھے ان کے جاسوسوں نے ہرقل کی زبردست فوجی تیاریوں کی اطلاع دی تو انھوں نے بھی مرکز کو ایک رپورٹ بھیجی جس میں تھا:

... شاہِ روم کو ہماری چڑھائی کی خبر ہوئی تو خدا نے اُس کے دل میں ایسا رُعب ڈالا کہ وہ (فلسطین چھوڑ کر) انطاکیہ چلا گیا، اس نے اپنی فوج کے سالاروں کو شام کے بڑے شہروں میں مقرر کر دیا ہے اور ان کو ہم سے لڑنے کا حکم دے دیا ہے، وہ لڑائی کے لئے تیار ہو گئے ہیں، شام کے ان عیسائیوں نے جن سے ہم نے معاہدے کئے ہیں، خبر دی ہے کہ ہرقل نے اپنی (بیرونِ شام) سلطنت سے بھی فوجیں بلائی ہیں جو بڑی تعداد اور پورے ساز و سامان سے آرہی ہیں، اب بتائیے آپ کا کیا حکم ہے، اپنی رائے سے بہت جلد مطلع کیجئے تاکہ ہم اس کے مطابق عمل کریں۔[۱]

ابوبکر صدیق نے جواب میں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمھارا خط ملا، تم نے تحریر کیا ہے کہ شاہِ روم کے دل میں مسلمان فوجوں کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ انطاکیہ چلا گیا ہے جب ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے تو خدا جس کے ہم سپاس گذار ہیں ایک طرف مشرکوں کے دلوں میں رعب ڈال کر اور دوسری طرف ملائکہ کرام بھیج کر ہماری مدد کرتا تھا، جس دین کے قیام کے لئے اللہ نے رعب و ہیبت

۱؎ ازدی ص ۱۵

Marfat.com

سے کل ہماری مدد کی، اسی دین کی آج بھی ہم دعوت دے رہے ہیں۔ تمہارے رب کی قسم! اللہ مسلمانوں کا انجام مجرموں کا سا نہیں کرے گا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ "سوائے اللہ واحد کے کوئی دوسرا معبود نہیں" اُن کا مقدر ان لوگوں کا سا نہیں ہو سکتا جو اللہ کے ساتھ دوسرے خداؤں کی عبادت کرتے ہیں اور کئی کئی خداؤں کے قائل ہیں۔ جب تم شاہِ روم کی فوج سے مقابل ہو تو ان پر ٹوٹ پڑنا اور خوب لڑنا، اللہ ہرگز تمہاری مدد سے ہاتھ نہیں کھینچے گا۔ اس تبارک و تعالیٰ نے ہم کو خبر دی ہے کہ چھوٹی فوج اس کے کرم سے بڑی فوج پر غالب آجاتی ہے، بہر حال میں تمہارے پاس پے درپے رسد بھیجوں گا، جس سے تمہاری ضرورت رفع ہو جائے گی اور تم فردِ واحد تک کی کمی محسوس نہیں کروگے ان شاء اللہ۔

والسلام علیک و رحمۃ اللہ[1]

یزید اور ان سے پہلے ابوعُبیدہ بن جراح کا مراسلہ پڑھ کر ابوبکر صدیق نے فوجی فراہمی کی کوشش تیز تر کردی، تینوں سالاروں کے شام روانہ ہونے کے بعد یمن سے برابر چھوٹی بڑی ٹولیاں اور قبائلی رئیس مع ماتحت قبائل کے مدینہ آتے رہے تھے جن کو ابوبکر صدیق ان سالاروں میں ضم ہونے بھیج دیتے تھے، نو واردوں کا کچھ حصہ تو سالاروں سے جاملا تھا اور کچھ ابھی راستہ میں تھا۔ یزید اور ابوعُبیدہ کی مذکورہ بالا رپورٹوں کے بعد ابوبکر صدیق نے جہاں جہاں امید تھی اپنے افسروں کو فوری خط لکھے اور فوجیں طلب کیں۔ جزیرۂ عرب کے انسانی سوتے پہلے ہی کھل چکے تھے، چند ہفتوں میں مدینہ کے باہر ایک خاصہ بڑا کیمپ بن گیا، مکہ کے بہت سے قریشی اور مقتدر لوگ بھی اسلام کے سایہ میں قسمت

---

[1] ازدی صہ ۲۶ و دیار بکری ۲/۲۲۵

آزمائی کرنے آگئے، ابوبکر صدیق نے نئی فوج کا کمانڈر عمرو بن عاص کو مقرر کیا۔ اس وقت شام کے مورچوں پر تین[1] سالار تھے: ابو عُبیدہ جابیہ (دمشق کے جنوب) میں، یزید بن ابی سُفیان دریائے اُردن کے مشرقی ضلع بلقاء اور شُرجیل کے دوسرے مشرقی ضلع اُردن میں۔ عمرو شام کے جغرافیہ اور حالات سے واقف تھے، مشکلات اور خطروں پر فتح پانے کی ان میں خاص صلاحیت تھی، فکر و نظر کے مالک بھی تھے، اُن کو فوج کے ساتھ جابیہ بھیج دیا گیا جو اُس وقت شام میں مسلمانوں کا سب سے بڑا کیمپ تھا۔ عمرو کے آنے سے ابوعبیدہ اور اُن کے ساتھیوں کو بڑی تقویت ہوئی۔

۴۷۔ ابوعُبیدہ بن جرّاح کے نام

یہ دیکھ کر کہ عربوں نے شام پر کئی طرف سے حملہ کر دیا ہے اور ان کی فوجوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، حکومت شام گھبرا گئی اور اس نے ہرقل کے پاس سفیر بھیجے، اس کو صورت حال سے مطلع کیا اور مدد طلب کی، ہرقل نے حوصلہ افزا جواب دیا:

> مجھے حیرت ہے تمہاری مدد کی درخواست پر اور تعداد سے متعلق عرب حملہ آوروں کے پُر مبالغہ اعداد و شمار پر جو تم نے میرے سامنے پیش کئے ہیں، میں عربوں سے واقف ہوں اور ان کی اُن فوجوں (کی تعداد اور ہتیاروں) سے بھی جو لڑنے آئی ہیں، تمہارے ایک شہر کی آبادی حملہ آوروں سے کئی گنا زیادہ ہے، (ڈرومت) ان سے جا کر لڑو۔ تاہم یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے اس لئے تمھیں یہ باتیں لکھی ہیں کہ میں تمہاری مدد سے گریز کرنا چاہتا ہوں، اطمینان رکھو تمہارے پاس اتنی فوج بھیجوں گا کہ زمین پر اس کا سمانا مشکل ہو جائے گا۔

---

[1] ازدی ص۳۶

Marfat.com

مسلمان سمجھے تھے کہ ان کو بس شام ہی کی فوجوں سے نبٹنا ہے لیکن جب انھیں معلوم ہوا کہ ان سے لڑنے کے لئے بیرون شام (میسوپوٹامیہ، آرمینیہ اور ترکی) سے بھی فوجیں طلب کی گئی ہیں تو وہ گھبرائے۔ بڑے سالار ابو عبیدہ بن جراح نے خلیفہ کو یہ اطلاع دی:

میرے مقامی جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ بزنطی قیصر کی (بیرون شام سے بلائی ہوئی) فوج کے ہراول دستے اس کے پاس (انطاکیہ) پہنچ گئے ہیں نیز یہ کہ شام کے بڑے شہروں کے سالاروں نے 'رسد' کے لئے ان کے پاس سفیر بھیجے ہیں اور اس نے ان کو لکھا ہے کہ تمھارے ایک بڑے شہر کی آبادی کل عرب فوجوں سے زیادہ ہے، ان سے لڑنے نکل جاؤ، میری مدد بھی تمھارے پیچھے پیچھے آتی ہے۔ یہ خبریں ہمیں موصول ہوئی ہیں، مسلمان لڑنے سے گھبرا رہے ہیں[1]۔

ابوبکر صدیق نے جواب دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمھارا خط آیا جس میں تم نے لکھا ہے کہ دشمن کی فوجیں تم سے لڑنے روانہ کر دی گئی ہیں نیز یہ کہ اُن کے بادشاہ نے اتنا بڑا لشکر بھیجنے کا وعدہ کیا ہے "جس کا زمین پر سمانا مشکل ہو جائے گا"۔ خدا کی قسم تمھاری وہاں کی موجودگی سے زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود اُس پر اور اس کی فوجوں پر تنگ ہو گئی ہے! بخدا مجھے امید ہے کہ تم عنقریب شاہِ روم کو اس جگہ (انطاکیہ) سے نکال باہر کرو گے جہاں وہ اس وقت مقیم ہے؛ تم اپنے رسالے دیہاتوں اور مزروعہ بستیوں میں ترکتازی کے لئے پھیلا دو اور شامی فوجوں کو غلّہ اور چارہ سے محروم کر کے ان کی زندگی وبال کر دو۔ بڑے

---

[1] آزدی ص ۳۷

Marfat.com

شہروں کا محاصرہ اس وقت تک نہ کرنا جب تک میرا حکم نہ آئے، اگر دشمن تم سے لڑنے بڑھے تو تم بھی لڑنے بڑھو اور خدا سے دعا کرو کہ ان پر فتح عطا کرے۔ ان کے پاس جتنی رسد آئے گی میں اتنی یا اس سے دگنی تگنی بھیجوں گا۔ خدا کا شکر ہے نہ تو تمھاری تعداد کم ہے اور نہ تم کمزور ہو، میری سمجھ میں نہیں آتا پھر تم ان سے لڑتے ہوئے کیوں گھبرا رہے ہو، اللہ ضرور تم کو دشمن پر فتح اور غلبہ عطا کرے گا، وہ تم کو سربلند کر کے یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تمھارا طرزِ عمل کیسا رہتا ہے۔ عمرو کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، میں نے ان کو سمجھا دیا ہے کہ صحیح مشورہ دینے سے دریغ نہ کریں، وہ تجربہ کار اور صائب رائے آدمی ہیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ[1]

۷۵۔ ابوعُبیدہ بن جرّاح کے نام

مذکورہ بالا رپورٹ پا کر ابوبکر صدیق نے افواج شام کی کمان اعلیٰ ابوعبیدہ بن جراح کی جگہ خالد بن ولید کے سپرد کرنے کا فیصلہ کر لیا؛ عمر فاروق نے اس فیصلہ کی مخالفت کی مخالفت کے چند در چند اسباب تھے، خالد رشتہ میں عمر فاروق کی ماں کے چچازاد بھائی تھے۔ دونوں میں شروع ہی سے چشمک تھی جیسا کہ بالعموم ماموں اور چچازاد بھائیوں میں ہوا کرتی ہے دونوں قد آور اور بھاری بھرکم تھے؛ بچپن میں دونوں نے کشتی لڑی تو خالد نے ایسی اڑنگی دی کہ عمر فاروق کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی، باخبر لوگ بتاتے ہیں کہ اس وقت سے دونوں کے تعلقات کشیدہ ہو گئے تھے[2] خالد گھوڑ سواری اور تیغ

---

[1] ازدی ص۴۲ و دیار بکری ۲/۲۲۷۔

[2] ابن عساکر ۵/۱۰۹۔

پلٹیروں میں ماہر تھے، اسلام سے پہلے قریش کے رسالوں کی اکثر قیادت کیا کرتے تھے، جنگ اُحد میں بھی قریش کے رسالوں کی کمان انہی کے ہاتھ میں تھی، رسول اللہ ان کی جنگی پھرتی، بے دھڑک تیرکنازی اور بے خطا تلوار بازی سے بہت متاثر تھے، ۸ھ؍۶۲۹ء میں فتح مکہ سے کچھ پہلے خالد مسلمان ہوئے تو رسول اللہ نے فوجی مہمیں ان کے سپرد کرنا شروع کر دیں، پھر ابوبکر صدیق نے اپنی سوا دو سالہ خلافت میں ان کو ردّہ بغاوتیں فرو کرنے پر مامور کیا، اپنے فوجی اقدامات کے دوران خالد سے ایسے اعمال سرزد ہوئے جو عمر فاروق کی رائے میں نہایت غلط اور قابل تعزیر تھے، مثلاً ۸ھ میں خالد نے بنو جذیمہ کے بہت سے قیدیوں کو جو مسلمان ہونے کے مدعی تھے اور جن کے دعوی کی تصدیق فوج کے متعدد اکابر نے بھی کی، قتل کرا دیا تھا، مثلاً انھوں نے نجد کے بعض باغی قبیلوں کو باڑوں میں بند کرا کے جلوا دیا تھا[۱]، مثلاً انھوں نے تمیمی لیڈر مالک بن نُوَیرہ کو جس کے اسلام کی فوج کے معزز افراد نے شہادت دی تھی، مروا ڈالا تھا اور اس کی حسین بیوی سے شادی کر لی تھی، مثلاً انھوں نے مسیلمہ کے قتل کے بعد بنو حنیفہ کے لیڈر مُجّاعہ سے اپنے فوجی لیڈروں کی مرضی کے خلاف ایسا سمجھوتہ کر لیا تھا جو اس کی قوم کے مفاد میں تھا اور اس کی خوبصورت لڑکی سے شادی کر لی تھی۔ عمر فاروق کی رائے تھی کہ خالد مارنے اور جان لینے میں سخت بے باک ہیں اور ان کے عسکری اقدامات میں اکثر ذاتی مصالح اور شخصی رجحانات پنہاں ہوتے ہیں۔ وہ ابوبکر صدیق سے برابر احتجاج کرتے اور خالد کی معزولی اور سزا کا مطالبہ کرتے لیکن ابوبکر صدیق خالد کی فوجی کارگذاری سے اس قدر متاثر تھے کہ اپنے معتمد سکریٹری کا مطالبہ نہیں مانتے تھے۔ عمر فاروق کو خالد کی مسرفانہ داد و دہش اور ان کی مسلسل فتوحات سے پیدا ہونے والی غیر معمولی شہرت بھی ناپسند تھی، وہ مالِ غنیمت کے حساب کتاب کے معاملہ میں خالد کی بے ضابطگیوں پر بھی نقد کرتے تھے۔ مُصعب زبیری (م ۲۳۶ھ؍۸۵۰ء) لکھتا ہے: خالد کو جو مالِ غنیمت ملتا تھا اس کو کارگذار سورماؤں میں بانٹ دیتے تھے اور ابوبکر کو اس کا کوئی حساب نہیں دیتے

---

[۱] ابن عساکر ۱۰۲/۵ وتاریخ ردہ، ندوۃ المصنفین دہلی، ص۵۳

Marfat.com

تھے، خالد، ابوبکر کے مقابلہ میں اپنی رائے اور صوابدید کو ترجیح دیتے تھے اور ایسے کام کر بیٹھتے تھے جو ابوبکر کی منشا کے خلاف ہوتے تھے۔ وکان خالد إذا أصاب مالاً قسمه فی أهل الغناء[1] ولم یدفع إلی أبی بکر حساباً وکان فیه تقدم علی رأی أبی بکر یفعل اشیاء لا یراها أبوبکر[2]۔ عمر فاروق نے ابوبکر صدیق سے کہا کہ خالد کو لکھیے کہ آپ کے حکم کے بغیر کسی کو بکری یا اونٹ (یا روپیہ پیسہ) نہ دیا کریں اور جب خلیفہ نے یہ حکم لکھ کر بھیجا تو خالد نے جواب دیا: یا تو آپ مجھے میری مرضی کے مطابق کام کرنے دیجئے یا اپنا عہدہ واپس لے کر کسی دوسرے کو دیدیجئے۔ إما إن تدعنی و عملی و إلا فشأنك بعملك[3]۔

عمر فاروق کی مخالفت کا ایک اور اہم سبب یہ تھا کہ خالد نومسلم تھے اور عمر فاروق کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ ایک نومسلم کو ابوعبیدہ جیسے پرانے اور اسلام کے دیرینہ خدمت مجاہد پر فوقیت دی جائے۔ ابوبکر صدیق کے سامنے اس وقت نئے یا پرانے مسلمان کا مسئلہ نہ تھا، نہ زیادہ اور کم خدمات کا، نہ سیرت کے اعتبار سے گھٹیا بڑھیا کا، انھوں نے خالد بن ولید کو ابوعبیدہ پر اس لئے ترجیح دی کہ خالد کا جھنڈا کبھی نیچا نہیں ہوا تھا، وہ دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے گھبراتے نہیں تھے اور اپنی ماتحت فوج میں وہ خود اعتمادی پیدا کر دیتے تھے جس سے وہ خود سرشار تھے۔ ابوبکر صدیق نے اس موقع پر بھی عمر فاروق کی رائے نہیں مانی اور ابوعبیدہ کو معزول کر دیا۔ معزولی کے خط کا مضمون ازدی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح ہو کہ میں نے شام میں رومیوں سے جنگ کی اعلیٰ کمان خالد کے سپرد کر دی ہے۔ تم ان کی مخالفت نہ کرنا اُن کی بات ماننا اور

ا۔ متن میں أهل القتال اور اصابہ میں اهل الغنائم ہے لیکن ہماری رائے میں أهل الغناء زیادہ مناسب ہے جیسا کہ کی روایت ہے۔

۲۔ نسب قریش، مصر، صد ۳۲۱۔ ۳۔ ابن عساکر ۵/۱۰۶

ان کی رائے پر عمل کرتا۔ میں نے یہ جانتے ہوئے کہ تم خالد سے بہتر ہو ان کو تمھارا افسر بنادیا ہے، میرا خیال ہے کہ ان کو جنگی معاملات کی تم سے زیادہ سمجھ بوجھ ہے خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمھیں سیدھے راستے پر گامزن رکھے، والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

ربیع الاول ۱۳ھ میں خالد اپنا نیا عہدہ سنبھالنے عراق سے شام روانہ ہوئے۔ عراق سے نکل کر سرحد شام میں داخل ہوئے تو انھوں نے ایک مراسلہ شام کے مسلمانوں کو اور دوسرا ابو عبیدہ بن جراح کو بھیجا۔ مسلمانوں کو لکھا تھا کہ میں آپ کا سالار اعلیٰ مقرر کیا گیا ہوں اور بہت جلد آپ سے آملوں گا، خاطر جمع رکھئے اور اس خیال سے خوش رہئے کہ خدا کا وعدہ عن قریب پورا ہونے والا ہے۔

ابو عبیدہ کو بھیجے ہوئے خط کا مضمون ازدی[1] بصری کے اسکول کے مطابق یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابو عبیدہ بن جراح کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے، سلام علیک میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں۔ خدا سے التجا ہے کہ خوف (قیامت) کے دن مجھے اور آپ کو دوزخ کی سزا اور دنیا میں آزمائشوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے، خلیفہ رسول اللہ (ابوبکر) کا فرمان موصول ہوا ہے جس میں انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ شام جا کر وہاں کی فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لوں۔ بخدا میں نے نہ تو اس عہدہ کی درخواست کی نہ اس کی خواہش اور نہ اُن سے اس باب میں کوئی خط وکتابت۔ آپ پر خدا کی رحمت (میرے سالار اعلیٰ ہونے کے باوجود) آپ کی حیثیت وہی رہے گی جو تھی، آپ کے کسی حکم کو ٹالا نہیں

---

[1] ازدی نے ۔۔۔

Marfat.com

جائے گا، نہ آپ کی رائے اور مشورہ کو نظر انداز کیا جائے گا اور نہ آپ کی صلاح بغیر کوئی فیصلہ ہوگا، آپ مسلمانوں کی ایک برگزیدہ شخصیت ہیں، نہ تو آپ کے فضل سے انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ آپ کی رائے سے بے پرواہی برتی جاسکتی ہے، خدا سے دعا ہے کہ ہم دونوں کے لئے اپنی مہربانیوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے اور مجھے اور آپ کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔[1]

۷۶۔ خط کی دوسری شکل

فتوح الشام واقدی میں اس خط کا مضمون صرف دو جملوں میں بیان کیا گیا ہے:[2]

مجھے ابوبکرؓ نے مسلمان فوجوں کا سپہ سالار مقرر کر دیا ہے، تم جہاں ہو میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہنا۔ والسلام۔[2]

۷۷۔ خالد بن ولید اور مسلمانوں کے نام

یہ خط فتوح الشام واقدی سے ماخوذ ہے۔ واقدی کے راوی بتاتے ہیں کہ خالد نے اجنادین کی فتح[3] کی خبر خلیفہ کو دی تو انھوں نے یہ فرمان بھیجا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خالد بن ولید مخزومی اور ان کے مسلمان ساتھیوں کے نام۔ میں اس خدا کا

---

[1] ازدی ص ۶۲

[2] ۱ / ۳۸

[3] جمادی الاولیٰ ۱۳ھ

سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں اور تم کو اپنے ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرنے کا حکم دیتا ہوں اور مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک، ان کے کمزوروں کی رعایت، ان کے قصور واروں سے چشم پوشی اور ان سے صلاح و مشورہ کی تاکید کرتا ہوں۔ خدا نے تم کو جو فتح عنایت کی اور کفار کو تمھارے مقابلہ میں جو ہزیمت اٹھانا پڑی اس کی خبر سے مجھے خوشی ہوئی۔ اب برابر آگے بڑھتے چلے جاؤ یہاں تک کہ شام کے آخری شہر تمھارے قبضہ میں آجائیں۔ جنت الشام (دمشق) پر اپنی فوجیں اتار دو، جب خدا تمھارے ہاتھوں اسے فتح کرادے تو حمص اور معرات[1] کا رُخ کرنا اور سب سے آخر میں انطاکیہ کا، خدا کی رحمت اور برکت ہو تم پر اور تمھارے ساتھیوں پر۔ میں نے یمن کے بہادروں اور نخع (قبیلہ) کے سورماؤں اور مکہ کے رئیسوں کی ایک فوج تمھارے پاس بھیجی ہے (یمنی فوج کے) عمرو بن معدی کرب اور (نخع کے) مالک اشتر کی جنگی مہارت سے تم کو بڑی تقویت پہنچے گی۔ جب تم شام کے عظیم ترین شہر انطاکیہ پہنچو گے جس کے اردگرد اونچا پہاڑ ہے تو شاہ روم کو وہاں مقیم پاؤ گے۔ اگر وہ صلح کی پیش کش کرے تو قبول کر لینا اور اگر جنگ کرے تو لڑنا۔ مجھ سے رجوع کئے بغیر دُروب[2] میں داخل نہ ہونا۔ میرا خیال ہے کہ ہرقل کا وقت قریب آگیا ہے کل نفس ذائقۃ الموت، والسلام[3]۔

---

[1] مشہور نقاد شاعر ابو العلا معری کا وطن معرۃ النعمان اور معرۃ مصرین نامی ضلع مراد ہے، یہ دونوں شمالی شام میں حلب اور حماۃ کے درمیان واقع تھے۔

[2] سرحد شام اور موجودہ مشرقی ترکی کا درمیانی کوہستانی علاقہ مراد ہے جو ہرقل کے زیر نگین تھا اور جس کی دشوار گذار گھاٹیوں سے ہو کر قسطنطنیہ کی طرف سڑک جاتی تھی۔ [3] ؟ ۱۳۲/۱ فتوح الشام (واقدی)

۷۸۔ شام کے فوجی سالاروں کے نام

کنزالعمال میں ابوقیس مولی عمرو بن عاص کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے :

تم ایسے ملک میں جا پہنچے ہو جہاں سودی کاروبار ہوتا ہے، اگر تم سونے سے سونا یا چاندی کے سکوں سے چاندی کے سکے خریدو تو ضروری ہے کہ دونوں وزن میں برابر ہوں، اسی طرح غلے سے غلہ خریدنا ہو تو جس پیمانہ سے (ایک جنس کا غلہ) خریدو اسی سے (اس جنس کا غلہ ہموزن) ناپ کر بیچو۔[1]

ہمارے رپورٹر بتاتے ہیں کہ رسول اللہ نے ذیل کی چھ چیزوں کا اُن کی ہم جنس اشیا سے کم وبیش تبادلہ ممنوع قرار دیا تھا : سونا، چاندی (سکے بھی) کھجور (یا چھوارا) جو، گیہوں اور نمک۔ ممانعت کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ رسول اللہ کے خیال میں ان چیزوں کا نفع یا نقصان سے تبادلہ سود کی ایک مخفی شکل تھا۔ ہم نے اس قانون پر خوب غور کیا لیکن ہماری سمجھ میں اس کی حکمت نہیں آئی اور نہ ہمیں اس میں سود کا کوئی پہلو نظر آیا۔ پرانے فقہا نے اول تو اس قانون کی توجیہہ سے گریز کیا ہے اور جن متکلموں نے ان کی تفسیر وتشریح کی ہمت کی ہے مثلاً ابن القیم نے اعلام الموقعین[2] میں تو ان کی دلیلوں سے تشفی نہیں ہوتی۔ ان لوگوں کا نقطۂ نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون کی حکمت وافادیت سے قطع نظر کر کے اس کو تسلیم کر لینا چاہیئے کیونکہ بخاری اور مسلم نے اس کی اسناد درست قرار دی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ ممانعت شان نبوی سے بعید ہے کیونکہ اس سے تجارت میں بڑی سخت اور بے معنی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور اشیائے ستہ کے فائدہ یا نقصان سے لین دین میں سود کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا عجیب

---

[1] کنزالعمال ۲/۲۳۱

[2] ۲/ ۱۰۳ ۔ ۱۰۰

Marfat.com

بات یہ ہے کہ اسلامی تمدن کی تیرہ چودہ صدیوں تک اس قانون کی مسلسل اور باضابطہ خلاف ورزی ہوتی رہی ہے، ہر زمانہ میں مسلمان سنار رہے، زیورات بنے اور مسلمان عورتوں نے پہنے اور ان کی قیمت سونے اور چاندی میں ادا کی جس میں اجرت اور نفع بھی شامل تھا جسے یہ ربا قرار دیتا ہے، اعلیٰ دراہم کا اونی سے اور اچھے دیناروں کا خراب سے کمی بیشی کے ساتھ سارے اسلامی دور میں پوری آزادی سے تبادلہ ہوتا رہا لیکن نہ تو اسلامی حکومت نے اس کے خلاف کوئی موثر قدم اٹھایا اور نہ مذہبی رائے عامہ نے اس کو بند کرانے کی مہم چلائی۔ دوسری حیرت کی بات یہ ہے کہ مذکورہ چھ اشیا کے علاوہ دیگر ہم جنس اشیا کے کم وبیش تبادلہ کو یہ قانون جائز قرار دیتا ہے اور ان کے کم وبیش تبادلہ میں اس کو سود کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا۔ مذکورہ بالا خط کے علاوہ اس قانون کی تائید میں اور بھی اقوال بیان کئے گئے ہیں جن میں سے چند یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

رسول اللہ کے موذن بلال بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس گھٹیا کھجور تھی، میں بازار گیا اور اس کے بدلے اس سے آدھی اچھی قسم کی کھجور خرید لی اور لاکر رسول اللہ کے سامنے رکھی، ایک کھجور کھاکر رسول اللہ نے اس کی تعریف کی اور پوچھا: کہاں سے لائے؟ میں نے بتایا گھٹیا سے بدل کر لی ہے، بولے: اسے لے جاؤ اور جس سے خریدی ہے اس کو دے کر اپنی کھجور واپس لے لو، پھر اسے گیہوں یا جو کے بدلے بیچو پھر گیہوں یا جو سے یہ کھجور خرید کر میرے پاس لاؤ[۱]۔

ایک صحابی اپنی بیوی کی پازیب بیچنے جارہے تھے کہ ان کی ملاقات ابوبکر صدیق سے ہوئی۔ انھوں نے پوچھا: پازیب کہاں لئے جارہے ہو؟ صحابی: مجھے روپے کی ضرورت ہے، بیچنے جارہا ہوں۔ ابوبکر صدیق: میرے ہاتھ بیچ دو، میرے پاس درہم ہیں جس سے میں چاندی خریدنا چاہتا ہوں۔ ترازو

---

[۱] کنزالعمال ۲/۲۳۲

Marfat.com

منگوایا گیا، ابوبکر صدیق نے ایک پلڑے میں پازیب رکھی اور دوسرے میں درہم۔ پازیب ایک دانق (پونے چار رتی کے قریب) زیادہ تھی۔ ابوبکر صدیق نے دانق کے بقدر چاندی قینچی سے کاٹ کر نکال دی۔ صحابی نے روکا اور کہا: کم نہ کیجئے میں ایک دانق چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ ابوبکر صدیق بولے: تم اگر چھوڑ بھی دو تو خدا کی طرف سے یہ زیادتی میرے لئے جائز نہیں ہے، میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا ہے کہ سونے کا سونے سے اور چاندی کا چاندی سے ہم وزن تبادلہ ہونا چاہیئے، زیادہ دینے والے اور زیادہ لینے والے دونوں کا ٹھکانہ جہنم ہے[1]۔

ان صحابی کا نام ابورافع ہے، یہ رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور زیور بناتے تھے۔ ایک دن عمر فاروق کے پاس آئے اور کہا: میں سونے کے زیور بناتا ہوں اور ان کو ہموزن سونے کے بقدر بیچ کر اپنی محنت کی مزید اجرت لیتا ہوں۔ عمر فاروق نے کہا: سونے چاندی کو ہم وزن بیچنا چاہیئے، منافع نہ لو کیونکہ وہ ربا ہے۔ الذھب بالذھب والفضة بالفضة وزنا بوزن لا تاخذ فضلا فانہ ربا[2]۔

ان دونوں روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ کی طرف منسوب اشیائے ستہ کے ہموزن تبادلہ کی حرمت کا قانون عام طور پر اہل مدینہ کو معلوم نہ تھا اور نہ اس پر عمل ہوتا تھا۔ اشیائے ستہ کا غیر ہموزن تبادلہ گھر گھر، بازار بازار اور نخلستان نخلستان پھیلا ہوا تھا، اس کو روکنے کے لئے ضروری تھا کہ رسول اللہ قانون حرمت کو مدینہ کے معاشرہ میں اچھی طرح

---

[1] کنز العمال ۲/۲۳۱

[2] ایضاً ۲/۲۳۱

Marfat.com

نافذ کرادیتے تاکہ ہر فرد اس پر عمل کرنے لگتا لیکن عربی روایت بتاتی ہے کہ صحابی ابورافع جو برسوں رسول اللہ کے ساتھ رہ چکے تھے، زیور بناتے تھے اور براہ راست قانونِ حرمت کی زد میں تھے، عہد نبوی میں اس قانون سے بالکل بے خبر رہے اور پہلی بار ابوبکر صدیق نے ان کو اس سے واقف کرایا لیکن وہ پھر اس کو بھول گئے حتیٰ کہ عمر فاروق نے دوبارہ ان کی توجہ اس کی طرف مبذول کرائی۔

۷۹۔ فرمانِ جانشینی

شام کی پہلی سب سے بڑی جنگ اجنادین (اواخر جمادی الاُولیٰ ۱۳ھ) میں ختم ہو چکی تھی اور محاصرۂ دمشق (پایۂ تخت) کے لئے زمین ہموار ہو رہی تھی کہ ابوبکر صدیق بیمار پڑے اور بیماری نے ایسی صورت اختیار کی کہ ان کو بچنے کی امید نہ رہی، اس وقت ذی اثر اور مالدار صحابہ میں کئی افراد تھے جن کو خلافت کی کشتی سونپی جا سکتی تھی، عثمان غنی، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبیداللہ، علی حیدر اور عمر فاروق۔ ابوبکر صدیق کی نظر انتخاب عمر فاروق پر پڑی، وہ ابوبکر صدیق کے دست راست تھے، وہ ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنانے میں پیش پیش رہے تھے اور پھر ان کی خلافت کو کامیاب بنانے میں سچے دل سے ان تھک کوشش کی تھی، وہ خلافت کے سارے معاملات پر چھائے ہوئے تھے، ابوبکر صدیق کی پندرہ روزہ علالت کے دوران نماز کی امامت بھی عمر فاروق کرتے تھے، ابوبکر صدیق نے ان کو اپنا جانشین بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا اور ان سے پوچھا: عمر کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ عبدالرحمٰن: آپ اُن کے بارے میں مجھ سے بہتر جانتے ہیں، ابوبکر صدیق: اس کے باوجود میں تمھاری رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ عبدالرحمٰن: عمر اس سے بہتر ہیں جیسا آپ ان کو سمجھتے ہیں۔ ابوبکر صدیق نے عثمان غنی کو بلا کر ان کی رائے مانگی تو انھوں نے کہا: میں کیا بتاؤں آپ ان کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ جب ابوبکر صدیق نے اصرار کیا تو

Marfat.com

وہ بولے: عمر کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور وہ ہم سب سے افضل ہیں۔ ابوبکر صدیق: خدا کی تم پر رحمت، اگر تم یہ رائے نہ دیتے تو میں تم ہی کو خلیفہ بناتا۔ ان دو کے علاوہ ابوبکر صدیق نے چند دوسرے مہاجر و انصار صحابہ سے رجوع کیا تو انھوں نے بھی عمر فاروق کے بارے میں اچھی رائے دی، اس کے بعد کچھ لوگ آئے اور بولے: آپ خدا کو کیا جواب دیں گے جب وہ پوچھے گا کہ تم نے عمر کو ان کی درشت مزاجی اور سخت گیری کے باوجود ہمارا خلیفہ کیوں بنایا؟ ابوبکر صدیق کو غصہ آگیا، وہ سہارا لے کر اٹھ بیٹھے اور کہا: تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو، میں کہوں گا کہ میں نے سب سے بہتر آدمی کو خلیفہ بنایا ہے، یہ بات میری طرف سے سب لوگوں کو جاکر بتادو۔ یہ کہہ کر وہ لیٹ گئے اور عثمان غنی کو بلاکر یہ تحریر لکھوائی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ فرمان ہے ابوبکر بن ابی قُحافہ کی طرف سے جو اس نے زندگی کی آخری منزل سے گذرتے اور آخرت کی پہلی منزل میں قدم رکھتے وقت دیا ہے جب کافر ایمان لے آتا ہے، بدکار کو سزا کا یقین ہو جاتا ہے اور جھوٹا سچ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ میں اپنے بعد عمر بن خطاب کو آپ کا خلیفہ مقرر کرتا ہوں، آپ کا فرض ہے کہ ان کی ہدایت اور حکم کے مطابق عمل کریں، ان کا انتخاب کر کے میں نے اللہ، اس کے رسول، اس کے دین، اپنی ذات اور آپ سب کے مفاد کے تقاضے پورے کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے۔ میرا خیال ہے اور جہاں تک میں عمر کو سمجھتا ہوں وہ اس کے پیش نظر عدل و انصاف سے کام لیں گے لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہر شخص کی طرح وہ اپنے اعمال کے ذمہ دار ہوں گے، میرے پیش نظر تو بہر حال مسلمانوں کا بھلا رہا ہے اور غیبی امور میرے علم سے باہر ہیں، ظالم دیکھ لیں گے دوزخ میں ان کا جو حشر ہوگا۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

Marfat.com

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ[1]

۸۰۔ فرمان کی دوسری شکل

بعض مورخوں کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق نے وفات سے کافی پہلے ظاہر کر دیا تھا کہ وہ عمر فاروق کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔ آثار و قرائن سے بھی اس بات کی پوری طرح تائید ہوتی تھی، یہ صورت حال عام طور پر لوگوں کو ناپسند تھی اور تقریباً سارے ہی مالدار اور ممتاز صحابہ کو گوارا نہ تھا کہ عمر فاروق منصب خلافت پر فائز ہوں، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ روکھے، سخت گیر اور تشدد پسند آدمی تھے۔ علالت کے زمانہ میں ایک صبح قریش کے رئیس کبیر اور معزز صحابی عبدالرحمٰن بن عوف ابوبکر صدیق کی عیادت کو آئے اور پوچھا: کیسا مزاج ہے؟ آپ تو پہلے سے بہت بہتر نظر آ رہے ہیں۔ ابوبکر صدیق: نہیں میری طبیعت بہت خراب ہے اور آپ لوگوں کا طرز عمل میرے لئے بیماری سے زیادہ پُر اذیت ہے، میں نے ایک ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا ہے جو میری رائے میں آپ سب سے بہتر ہے، اس پر آپ ناک بھوں چڑھائے ہوئے ہیں اور آپ میں سے ہر شخص خود خلیفہ بننے کا خواہشمند ہے، کیوں نہ ہو، آپ دیکھ رہے ہیں کہ فتوحات اور دنیوی نعمتیں امنڈ پڑی ہیں، بخدا وہ وقت دور نہیں جب آپ دیبا کے تکیے اور حریر کے پردے لگائیں گے اور آذربی[2] گدوں پر سوتے ہوئے آپ کو ایسی ہی تکلیف ہوگی جیسی سعدان کے کانٹوں پر۔ بخدا یہ کہیں بہتر ہے کہ بے ارتکاب جرم آپ میں سے کسی ایک کی گردن ماردی جائے اور اس کو (خلافت کے لئے) مہم بازی کا موقع نہ دیا جائے! خلیفہ کی بڑھتی ہوئی خفگی دیکھ کر عبدالرحمٰن بولے: خدا آپ

---

[1] کنز العمال ۲/۱۳۵، ۶/۳۲۴ معمولی فرق کے ساتھ۔

[2] نسبت بہ آذربائیجان، شمالی مغربی ایران سے متصل روسی علاقہ جہاں سے اونی کپڑا، کمبل اور اونی گدے برآمد کئے جاتے تھے۔

پر رحم کرے، ایسی باتیں کر کے اپنا مرض نہ بڑھائیے، اس وقت دو طرح کے لوگ ہیں، ایک وہ جنھوں نے آپ کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کر لیا ہے اور دوسرے وہ جو آپ کی رائے سے متفق نہیں اور آپ کے سامنے اپنا مافی الضمیر رکھنا چاہتے ہیں[1]... عبدالرحمٰن سے ملاقات کے بعد ابوبکر صدیق نے عثمان غنی کو بلایا اور یہ فرمان املا کرایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ فرمان ہے ابوبکر بن ابی قحافہ کا جو انھوں نے دنیا چھوڑتے اور آخرت کی منزل میں داخل ہوتے وقت دیا ہے کہ میں عمر بن خطاب کو آپ کا خلیفہ مقرر کرتا ہوں میرا خیال ہے اور مجھے امید بھی ہے کہ وہ انصاف سے کام لیں گے لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں تو میں ذمہ دار نہیں ہوں گا کیونکہ میں نے آپ کی بھلائی سامنے رکھ کر ہی یہ انتخاب کیا ہے اور غیبی باتیں میرے علم سے باہر ہیں۔ ظالم دیکھ لیں گے دوزخ میں اُن کا جو حشر ہوگا۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ[2]۔

۸۱۔ تیسری شکل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ فرمان ہے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کا مومنوں اور مسلمانوں کے لئے، سلام علیکم، خدا کی حمد و ثنا کے بعد آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ میں نے عمر بن خطاب کو آپ کا خلیفہ مقرر کر دیا ہے، ان کی اطاعت کیجئے اور ان کا حکم مانئے، میں نے آپ کی خیر خواہی کے تقاضے پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے، والسلام[3]۔

---

[1] الامامہ ص۱۸ وطبری ۵۲/۴ [2] الامامہ ص۱۹

[3] یعقوبی (بیروت) ۱۳۷/۲

۸۲- چوتھی شکل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ فرمان ہے ابوبکر بن ابی قحافہ کا مسلمانوں کے لئے۔ واضح ہو کہ میں نے عمر بن خطاب کو آپ کا خلیفہ مقرر کر دیا ہے اور یہ انتخاب کر کے میں نے آپ کی خیر اندیشی کے تقاضے پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے[1]۔

۸۳- پانچویں شکل

یہ فرمان ہے ابوبکر بن ابی قحافہ کا جو اس نے دنیا کی منزل چھوڑتے اور آخرت کی منزل میں داخل ہوتے وقت دیا ہے، جب کافر ایمان لے آتا ہے اور فاجر کو سزا کا یقین ہو جاتا ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے، میرا خیال ہے اور ان کے بارے میں میری رائے بھی ــــ ہے کہ وہ انصاف سے کام لیں گے اور میری خواہش بھی یہی ہے وما توفیقی إلا باللہ، لیکن اگر وہ بدل جائیں تو ہر شخص اپنے عمل کا پھل پائے گا، اچھے عمل کا اچھا برے عمل کا برا، میں نے مسلمانوں کی بھلائی پیش نظر رکھی ہے اور غیب کا مجھے علم ہے نہیں[2]۔

۸۴- سالاران فوج کے نام

اس خط کے بارے میں نہیں معلوم کہ کب کس کو اور کس موقع پر لکھا گیا۔ ابوعبید قاسم ابن سلام (م ۲۲۴ھ / ۸۳۸ء) نے اپنی کتاب الاموال میں یہ مبہم تصریح کی ہے کہ ابوبکر صدیق کے

---

[1] طبری ۴/ ۵۲

[2] دیار بکری ۲/ ۱ ـــ ۲۴۰

کسی کمانڈر نے ان کو لکھا کہ ہمیں ایک مشرک قیدی کا اتنا خون بہا دیا جا رہا ہے کیا ہم آسے لے کر قیدی کو چھوڑ دیں تو انھوں نے جواب دیا :

زر مخلصی لے کر نہ چھوڑو بلکہ قتل کر دو۔

شکست خوردہ دشمن کے قیدیوں کے بارے میں مدنی قرآن کا ضابطہ ہے کہ ان پر احسان کر کے یا تو چھوڑ دیا جائے یا زر مخلصی لے کر رہا کر دیا جائے، رسول اللہ کبھی اس ضابطہ پر عمل کرتے تھے اور کبھی وقتی تقاضوں کے ماتحت اسیر کو قتل کرا دیتے تھے ۔ اسی سنت پر خلفائے راشدین کا بھی عمل تھا، اگر اسیر خطرناک ہوتا، یا اس کے ہاتھوں بہت سے مجاہد قتل ہوئے ہوتے یا اس کی اسلام دشمنی کے ثبوت ملتے تو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ ابوبکر صدیق نجد کے بعض باغی قبیلوں سے اس قدر ناراض تھے کہ خالد بن ولید کو حکم دیدیا تھا کہ اگر وہ ان کے قبضہ میں آجائیں تو ان کو لقمۂ آتش بنا دیا جائے، چنانچہ شکست کے بعد ان قبائل کے جتنے باغی خالد کے ہاتھ آئے ان سب کو انھوں نے باڑوں میں بند کرا کے آگ لگوا دی اور وہ سب جل مرے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیدی بھی جس کے قتل کا خلیفہ نے حکم دیا کوئی اسلام دشمن آدمی تھا جس سے اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچا تھا۔

Marfat.com

Marfat.com

ردة الحجاز ونجد

١- إلى القبائل المرتدة

بسم الله الرحمن الرحيم. من أبي بكر خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى من بلغه كتابي هذا من عامة وخاصة أقام على الإسلام أو رجع عنه، سلام على من اتبع الهدى ولم يرجع بعد الهدى إلى الضلالة والعمى فإني أحمد إليكم الله الذي لا إله إلا هو وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله نقر بما جاء به ونكفر من أبى ونجاهده.

أما بعد فإن الله تعالى أرسل محمداً بالحق من عنده إلى خلقه بشيراً ونذيراً وداعياً إلى الله بإذنه وسراجاً منيراً لينذر من كان حياً ويحق القول على الكافرين، فهدى الله بالحق من أجاب وضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم بإذنه من أدبر عنه حتى صار إلى الإسلام طوعا وكرها، ثم توفى الله رسوله وقد نفذ لأمر الله ونصح لأمته وقضى الذي عليه وكان الله قد بين له ذلك ولأهل الإسلام في الكتاب الذي أنزل فقال: إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ، وقال: وما جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ وقال للمؤمنين: وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل، أفإن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ

Marfat.com

الله شيئاً وَسَيَجزى الله الشَّاكِرِينَ . فمن كان إنما يعبد محمداً، فإن محمداً قد مات، ومن كان إنما يعبُد الله وحده لا شريك له فإن الله له بالمرصاد حيٌّ قيُّوم لا يموت ولا تأخذه سِنَة ولا نوم حافظ لأمره منتقم من عدوه بجزيه[1] .

وإنى أُوصيكم بتقوى الله وحظكم ونصيبكم من الله وما جاءكم به نبيكم صلى الله عليه وسلم وأن تهتدوا بهداه وأن تعتصموا بدين الله، فإن كل من لم يهده الله ضالّ، وكل من لم يعافه مُبتلى وكل من لم يعُنه الله مخذول، فمن هداه الله كان مهتدياً ومن أضَلَّه كان ضالاً، قال الله تعالى: من يهدِ الله فهو المهتدى ومن يضلله فلن تجد له وليًّا مرشدًا، ولم يُقبل منه فى الدُّنيا عمل حتى يُقِرّ به ولم يُقبل منه فى الآخرة صرف ولا عدل .

وقد بلغنى رجوع من رجع منكم عن دينه بعد أن أقرّ بالإسلام وعمل به اغتراراً بالله وجهالة بأمره وإجابة للشيطان، قال الله تعالى: وإذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا إلا إبليس كان من الجن ففسق عن أمر ربه، أفتتخذونه وذريته أولياءَ من دوني وهم لكم عدو، بئس للظالمين بدلاً، وقال: إن الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوًّا، إنما يدعو حزبه ليكونوا من أصحاب السَّعِير .

وإنى بعثت إليكم فلاناً فى جيش من المهاجرين والأنصار والتابعين بإحسان وأمرته أن لا يقاتل أحداً ولا يقتله حتى يدعُوه إلى داعية[2] الله،

---

[1] فى الأصل: يجزيه

[2] داعية الله: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله .

Marfat.com

فمن استجاب له وأقر وكف وعمل صالحاً قبل منه وأعانه عليه، ومن أبى أمرت أن يقاتله على ذلك، ثم لا يبقى على أحد منهم قدر عليه وأن يحرقهم بالنار ويقتلهم كل قتلة، وان يسبى النساء والذرارى، ولا يقبل من أحد إلا الإسلام، فمن اتبعه فهو خير له ومن تركه فلن يعجز الله، وقد أمرت رسولى أن يقرأ كتابى فى كل مجمع لكم.

٣ صورة أخرى

بسم الله الرحمن الرحيم. من أبى بكر خليفة رسول الله إلى من بلغه كتابى هذا من عامة أو خاصة قائماً على إسلام أو راجعاً منه. سلام على من اتبع الهدى ولم يرجع بعد الهدى إلى الضلالة والعمى وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده الهادى غير المضل أرسله بالحق من عنده إلى خلقه بشيراً ونذيراً وداعياً إلى الله بإذنه وسراجاً منيراً لينذر من كان حياً ويحق القول على الكافرين. فهدى الله بالحق من أجاب إليه وضرب بالحق من أدبر عنه حتى صار وإلى الإسلام طوعاً وكرهاً، ثم أدرك رسول الله عند ذلك أجله الذى قضى الله عليه وعلى المؤمنين فتوفاه الله، وقد كان بين له ذلك ولأهل الإسلام فى الكتاب الذى أنزل عليه فقال:

ل‍ه سيف بن عمر. الطبرى ٣/٢٢٦، ٢٢٧ وصبح الأعشى للقلقشندى طبعة مصر ٦/٣٨٠ والإكتفاء لأبى الربيع سليمان بن موسى الكلاعى البلنسى مخطوط رقم ٥٢٧، دار الكتب المصرية القاهرة ص ٢٤٥، ٢٤٦ مع النقص والزيادة.

Marfat.com

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ، وقال وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ، كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ، وقال للمؤمنين : وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ ؟ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ . فمن كان إنما يعبد محمداً فإن محمداً قد مات صلوات الله عليه ، ومن كان إنما يعبد الله وحده لا شريك له فإن الله بالمرصاد ، حيّ قيوم لا يموت ولا تأخذه سنة ولا نوم ، حافظ لأمره منتقم من عدوه ، وإني اوصيكم أيها الناس بتقوى الله وأحضكم على حظكم ونصيبكم من الله وما جاءكم به نبيكم محمد وأن تهتدوا بهدى الله وتعتصموا بدين الله فإن كل من لم يحفظه الله ضائع وكل من لم يصدقه الله كاذب ، وكل من لم يُسعده الله شقي ، وكل من لم يرزقه الله محروم وكل من لم ينصره الله مخذول ، فاهتدوا بهدي الله ربكم وما جاءكم به نبيّكم محمد ، فإنّه من يهدي الله فهو المهتدي ومن يضلل فلن تجد له ولياً مرشداً . وإنه بلغني رجوع من رجع منكم عن دينه بعد أن أقر بالإسلام وعمل به اغتراراً بالله وجهالة بأمر الله وطاعة الشيطان ، وإن الشيطان لكم عدو ، فاتخذوه عدواً ، إنما يدعو حزبه ليكونوا من اصحاب السعير ، وإني قد بعثت خالد بن الوليد في جيش من المهاجرين الأولين من قريش والأنصار وغيرهم وأمرته أن لا يقاتل أحداً ولا يقتله حتى يدعوه إلى داعية الله فمن دخل في دين الله وتاب إلى الله ورجع عن معصية الله إلى ما كان يُقر به من

Marfat.com

دين الله وعمل صالحاً قبل ذلك منه وأعانه عليه، ومن أبى أن يرجع إلى الإسلام بعد أن يدعوه بداعية الله ويعذر إليه بعاذرة الله أن يقاتل من قاتله على ذلك أشد القتال بنفسه ومن معه من انصار دين الله وأعوانه ثم لا يبقي على أحد بعد أن يعذر إليه وأن يحرقهم بالنار ويسبي الذراري والنساء وأمرته أن لا يقبل من أحد شيئاً إلا الرجوع إلى دين الله وشهادة أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله، وقد أمرته أن يقرأ على الناس كتابي إليهم في كل مجمع وجماعة فمن اتبعه فهو خير له ومن تركه فهو شر له[1].

٣ - إلى أمراء جيوش الردة

بسم الله الرحمن الرحيم . هذا عهد من أبي بكر خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم لفلان حين بعثه فيمن بعثه لقتال من رجع عن الإسلام، عهد إليه أن يتقي الله ما استطاع في أمره كله سره وعلانيته وأمره بالجد في أمر الله ومجاهدة من تولى عنه ورجع عن الإسلام إلى أماني الشيطان بعد أن يعذر إليهم فيدعوهم بداعية الإسلام، فإن أجابوه أمسك عنهم وإن لم يجيبوه شن غارته عليهم حتى يقروا له ثم ينبئهم بالذي عليهم والذي لهم فيأخذ ما عليهم ويعطيهم الذي لهم، لا ينظرهم ولا يرد المسلمين عن قتال عدوهم فمن أجاب إلى أمر الله عز وجل وأقر له قبل ذلك منه وأعانه عليه بالمعروف وإنما يقاتل من كفر بالله على الإقرار بما جاء من

---

[1] الاكتفاء ص ٢٤٦

Marfat.com

عند الله، فإذا أجاب الدعوة لم يكن عليه سبيل، وكان الله حسيبه بعد فيما استسرّ به؛ ومن لم يجب داعية الله قُتل وقوتل حيث كان وحيث بلغ مُراغَمه، لا يقبل من أحد شيئاً أعطاه إلا الإسلام فمن نعن أجابه وأقرّ قبل منه وعلّمه، ومن أبى قاتله، فإن أظهره الله عليه قتل منهم كل قِتلة بالسّلاح والنّيران، ثم قسم ما أفاء الله عليه إلا الخمس فإنه يبلغناه وأن يمنع أصحابه العَجَلة والفساد وأن لا يُدخل فيهم حَشوا حتى يعرفهم ويعلم ما هم لئلا يكونوا عيونا، ولئلا يؤتى المسلمون من قِبَلهم، وأن يقتصد بالمسلمين ويرفُق بهم فى السير و المنزل ويتفقدهم، ولا يعجل بعضهم عن بعض ويستوصى بالمسلمين فى حسن الصحبة ولين القول[1].

٤ ـ وصيّة أبى بكر إلى خالد بن الوليد

عن نافع بن جُبير أن أبا بكر حين بعث خالد بن الوليد عهد إليه وكتب معه هذا الكتاب :-

بسم الله الرحمن الرحيم. هذا ما عهد به أبو بكر خليفة رسول الله إلى خالد بن الوليد حين بعثه فيمن بعثه من المهاجرين والأنصار ومن معهم من غيرهم لقتال من رجع عن الإسلام بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، عهد إليه وأمره أن يتقى الله ما استطاع فى أمره كله علانيته وسرّه وأمره بالجِدّ فى أمر الله والمجاهدة لمن تولى عنه إلى غيره ورجع عن الإسلام إلى ضلالة الجاهلية وأمانى

---

[1] سيف بن عمر. الطبرى ٣/٢٢٧

الشيطان، وعهد إليه وأمره أن لا يقاتل قوماً حتى يعذر إليهم ويدعوهم إلى الإسلام ويبيّن لهم الذى لهم فى الإسلام والذى عليهم فيه، ويحرص على هداهم فمن أجابه إلى ما دعاه إليه من الناس كلهم أحمرهم وأسودهم قبل منه وليعذر إلى من دعاه بالمعروف وبالسيف، فإنما يقاتل من كفر بالله على الإيمان بالله، فإذا أجاب المدعو إلى الإيمان وصدق إيمانه لم يكن عليه سبيل وكان الله حسيبه، ويجدّ فى عمله ومن لم يجبه إلى ما دعا إليه من دعاية الإسلام ممن رجع عن الإسلام بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يقاتل أولئك بمن معه من المهاجرين والأنصار حيث كانوا وحيث بلغ مراغمه ثم يقتل من قدر عليه من أولئك ولا يقبل من أحد شيئاً دعاه إليه ولا أعطاه إياه إلا الإسلام والدخول فيه والصبر به وعليه شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله، وأمره أن يمضى بمن معه من المسلمين حتى يقدم اليمامة فيبدأ ببنى حنيفة ومسيلمتهم الكذاب فيدعوهم ويدعوه إلى الإسلام وينصح له فى الدين ويحرص على هداهم فإن أجابوا إلى ما دعاهم إليه من دعاية الإسلام قبل منهم وكتب بذلك إلىّ، وأقام بين اظهرهم حتى يأتيه أمرى، وإن هم لم يجيبوا ولم يرجعوا عن كفرهم واتباع كذابهم على كذبه على الله عز وجل قاتلهم اشد القتال بنفسه وبمن معه، فإن الله ناصر دينه ومظهره على الدين كله كما قضى فى كتابه ولو كره الكافرون، فإن اظهره الله عليهم إن شاء الله وأمكنه منهم فليقتلهم بالسلاح وليحرقهم بالنار ولا يستبق منهم أحداً قدر على أن يستبقيه وليقسم أموالهم وما أفاء الله عليه وعلى

Marfat.com

المسلمين إلا خمسه فليرسل إلىّ أَضَعه حيث أمر الله به أن يُوضع إن شاء الله، وعَهِدَ إليه أن لا يكون فى أصحابه فَشَل من أيهم ولا عَجَلة عن الحق إلى غيره ولا يدخل فيهم حشو من الناس حتى يعرفهم ويعرف من هم وعلى ما اتَّبَعُوه وقاتلوا معه، فإنى أخشى أن يدخل معكم ناس يتعوذون بكم ليسوا منكم ولا على دينكم فيكونون عيونا عليكم ويحفظون من الناس بمكانهم معكم، وأنا أخشى أن يكون ذلك فى الأعراب وجُفاتهم فلا يكونن من أولئك فى أصحابك أحدٌ إن شاء الله، وأَرْفُق بالمسلمين فى سيرهم ومنازلهم وتفقدهم ولا تعجل بعض الناس عن بعض فى المسير ولا فى الإرتحال من مكان، واستوص بمن معك من الأنصار خيرا فى حسن صحبتهم ولين القول لهم، فإن فيهم ضيقا ومرارة وزَعارة[1]، ولهم حق وفضيلة وسابقة ووصية من رسول الله فاُقبل من محسنهم وتجاوز عن مسيئهم كما قال؛ والسلام عليك ورحمة الله وبركاته[2].

٥-٩ . إلى خالدٌ بن الوليدٌ

قال شَريك الفزارى: كنت ممن حضر بزاخة مع عُيَينة بن حِصن فرزقنى الله الإنابة فجئت أبا بكر فأمرنى بالمسير إلى خالد وكتب معى إليه:-

ليزدك ما أنعم الله به عليك خيرا واتق الله فى أمرك فإن الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون. جِدّ فى أمر الله ولا تنين ولا تظفرن

---

[1] شراسة الخلق.

[2] الاكتفاء ص٢٤٥

Marfat.com

بأحد قتل المسلمين إلا قتلته ونكلت به غيره، ومن أحببت ممن حاد الله أو ضاده ممن ترى أن في ذلك صلاحا فاقتله[1].

أما بعد فقد جاء في كتابك مع رسولك تذكر ما أظفرك الله بأهل بزاخة وما فعلت بأسد وغطفان وأنك سائر إلى اليمامة وذلك عهدي إليك فاتق الله وحده لا شريك له وعليك بالرفق بمن معك من المسلمين كن لهم كالوالد، وإياك يا خالد بن الوليد ونخوة بني المغيرة فإني قد عصيت فيك من لم أعصه في شيء قط، فانظر بني حنيفة كلهم عليك ولهم بلاد واسعة، فإذا قدمت فباشر الأمر بنفسك، واجعل على ميمنتك رجلا وعلى ميسرتك رجلا، واجعل على خيلك رجلا، واستشر من معك من الأكابر من أصحاب رسول الله من المهاجرين والأنصار واعرف لهم فضلهم، فإذا لقيت القوم وهم على صفوفهم فالقهم إن شاء الله، وقد أعددت للأمور أقرانها، فالسهم للسهم والرمح للرمح والسيف فإذا صرت إلى السيف فهو الثكل فإن أظفرك الله بهم فإياك والإبقاء عليهم، أجهز على جريحهم واطلب مدبرهم واحمل أسيرهم على السيف وهولهم بالقتل[2] وأحرقهم بالنار، وإياك أن تخالف أمري والسلام عليك[3].

٧ - إلى عكرمة بن أبي جهل رض

يا ابن أم عكرمة! لا أرينك ولا تراني على حالها، لا ترجع فتوهن

---

[1] سيف بن عمر الطبري ٣/٢٣٣.

[2] في الأصل: وهول فيهم القتال

[3] الاكتفاء ص٢٥٢.

Marfat.com

الناس ، امض على وجهك حتى تساند حُذَيفة وعَرفجة فقاتل معهما أهل عُمان ومهرة ، وإن شغلا فامض أنت ثم تسير ونسير جندك تستبرؤن من مررتم به حتى تلتقوا أنتم والمهاجر بن أبي أُميّة باليمن وحضرموت[١].

٨ . صورة أُخرى

اُستادی ندانی وشاگردی بکنی، ہر روز ترا دیدار کنم پائمال ہلاکت و دمار سازم، چرا نبودی تا شرحبیل در رسد و با او در جنگ ہمدست وہم آہنگ باش، اکنوں سوئے حذیفہ سفر کن و پشتوان او باش، واگر با تو حاجتے نبود، باراضی یمن و حضرموت میرو و با مہاجر بن اُمیہ می باش[٢].

٩ . إلى شُرَحبيل ابن حَسَنة رضـ

إذا قدم عليك خالد ثم فرغتم إن شاء الله فالحق بقُضاعة حتى تكون أنت وعمرو بن العاص على من أبى منهم (الإسلام) وخالف[٣].

١٠ . إلى خالد بن الوليد رضـ

" ياخالد بنَ أم خالد ! إنك لفارغ تنكح النساء وتُعرّس بهن وببابك دماء ألف ومأتين من المسلمين لم تجفّ بعد ، ثم

---

[١] سيف بن عمر - الطبري ٣/٢٤٣

[٢] ناسخ التواريخ الجزء الثاني من مجلد الثاني ص ١٢٤

[٣] سيف بن عمر - الطبري ٣/٢٤٣ .

خدعك مجّاعة من رأيك فصالحك على قومه وقد أمكن الله منهم[1] .

۱۱- صورة أخرى

تتوثب على النساء وعند اطناب بيتك دماء المسلمين[2] .

۱۲- إلى خالد بن الوليدؓ

اما بعد فإذا جاءك كتابي فانظر فإن اظفرك الله ببني حنيفة فلاتستبق منهم رجلا جرت عليه الموسى .

۱۳- إلى خالد بن الوليدؓ

"خبر مسیلمہ رسید و از فتح یمامہ و نصرت مسلمین آگاہ شدم و اکنوں کہ مسیلمہ کشتہ شد مردم یمامہ را قوت و مکانتے نماند چہ سپاہ بے سردار تنے را ماند کہ سر ندارد، و اکنوں بر درحصار جائے کن و چنداں بپا کہ آں قلعہ بکشائی و چند خواہند کہ از مصالحت و مسالمت بیروں شوند قرع الباب منازعت و مناطحت مکن و چوں قلعہ بکشودی مرداں ایشان را بتمامت گردن بزن، و زنان و فرزندان ایشان را بتمامت بردہ گیر و ضیاع و عقار و مال و خواستہ چندانکہ دارند ماخوذ دار[3] ۔

۱٤- إلى طريفة بن حاجزؓ

"إن عدو الله الفجاءة أتاني يزعم أنه مسلم ويسألني أن أقويه

---

[1] الاكتفاء ص۲۶۰

[2] يعقوبي ۲/۱۳۱ [3] ناسخ التواريخ. الجزء الثاني من الكتاب الثاني ص۱۳۳

Marfat.com

على من آرتدّ عن الإسلام فحملتَه وسلّحتُه، ثم انتهى إلىّ من يقين الخبر أن عدو الله قد استعرض الناس المسلمَ والمرتدَ يأخذ أموالهم ويقتل من خالفه منهم، فسِر إليه بمن معك من المسلمين حتى تقتله أو تأخذه فتأتيني به[١].

١٥- صورة أخرى

إن عدو الله ابن الفجاءة خرج من عندى، فبلغنى انه قطع الطريق وأخاف السبيل، فسِر إليه حتى تأخذه[٢].

١٦- إلى خالد بن الوليد

اما بعد فإن أظفرك الله ببنى حنيفة فأقلِل اللبث فيهم حتى تنحدر إلى بنى سُلَيم فتطأهم وطأة يعرفون بها ما صنعوا[أ]، فإنه ليس بطن من العرب أنا أغيظ عليه منى عليهم، قدِم فتاهم يذكر إسلاما ويريد أن أعينه فأعنته بالظهر والسلاح ثم جعل يعترض الناس، فإن أظفرك بهم فلا ألومك فيهم فى أن تحرقهم بالنار وتهولهم[٣] بالقتل حتى يكون نكالا لهم[٤].

أ فى الأصل مصحفا: ما منعوا.

١ ابن اسحاق. الطبرى ٣/٢٣٤، والاكتفاء ص ٢٦٣

٢ اليعقوبى ٢/١٣٤.

٣ فى الأصل تهول فيهم

٤ الاكتفاء ص ٢٦٤.

Marfat.com

١٧۔ إلى عمرو بن العاص والوليد بن عقبةؓ

إتق الله فى السر والعلانية فإنه من يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب، ومن يتق الله يكفر عنه سيآته ويعظم له أجرا، فإن تقوى الله خير ما تواصى به عباد الله، إنك فى سبيل الله لا يسعك فيه الإدهان والتفريط ولا الغفلة عما فيه قوام دينكم وعصمة أمركم، فلا تنِ ولا تفتر[1]

[1] كنز العمال ٨/٢٧

Marfat.com

٢- ردة اليمن

١٨- إلى رؤساء اليمن من حمير

من أبي بكر خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عمير بن أفلح ذي مُرّان وسعيد بن العاقب ذي زود وسميفع بن ناكور ذي الكلاع وحوشب ذي ظُليم وشهر ذي يناف، أما بعد فأعينوا الأبناء على من ناواهم وحوطوهم واسمعوا من فيروز وجِدّوا معه فإني قد وليته.[1]

١٩- إلى الطاهر بن أبي هالة[2]

بلغني كتابك تخبرني فيه مسيرك واستنفارك مسروقا وقومه إلى الأخابث بالأعلاب فقد أصبت، فعاجلوا هذا الضرب ولا ترفّهوا عنهم، وأقيموا بالأعلاب حتى يأمن طريق الأخابث ويأتيكم أمري.[2]

٢٠- إلى عتّاب بن أسيد

إضرب على أهل مكة وعملها خمسمائة مقوٍ وابعث عليهم رجلا تأمنه.[3]

---

[1] الطبري ٣/٢٦٦

[2] الطبري ٣/٢٦٥ وياقوت ١/١٤٦

[3] الطبري ٣/٢٦٦

Marfat.com

٢١ - إلى المهاجر بن أبي أميّة

إبعث إليّ بقيس في وثاق.[1]

٢٢ - كتاب أبي بكر الصديق لأهل نجران

بسم الله الرحمن الرحيم. هذا ما كتب به عبد الله ابوبكر خليفة محمد النبي رسول الله صلى الله عليه وسلم لأهل نجران، أجارهم بجوار الله وذمّة محمد النبي رسول الله صلى الله عليه وسلم على أنفسهم وأرَضِيهم وملتهم وأموالهم وحاشيتهم وعاديتهم وغائبهم وشاهدهم وأساقفتهم ورُهبانهم وبِيَعهم وكل ما تحت أيديهم من قليل أو كثير لا يُخسرون ولا يُعسرون ولا يغير أسقف من أسقفيته ولا راهب من رُهبانيته، وفاءً لهم بكل ما كتب لهم محمد النبي صلى الله عليه وسلم وعلى ما في هذه الصحيفة جوار الله وذمة محمد النبي صلى الله عليه وسلم أبداً وعليهم النُّصح والإصلاح فيما عليهم من الحق.[2]

٢٣ - صورة أُخرى

هذا كتاب من عبد الله أبي بكر خليفة رسول الله صلى

---

[1] كنز العمال ٧/٨٤

[2] كتاب الخراج لأبي يوسف، مصر ١٣٠٢هـ، ص٤١.

Marfat.com

الله عليه وسلم لأهل نجران أجارهم من جُنْده بنفسه أجار لهم ذمة محمد صلى الله عليه وسلم الإمارجع عنه محمد رسول الله بأمر الله عز وجل فى أرضهم وأرض العرب أن لا يسكن بها دينان، أجارهم على أنفسهم بعد ذلك وملتهم وسائر أموالهم وحاشيتهم وعاديتهم وغائبهم وشاهدهم وأسقفهم ورهبانهم وبِيَعهم حيث ما وقعت وعلى ما ملكت أيديهم من قليل أو كثير عليهم ما عليهم، فإذا أدوه فلا يُحشرون ولا يعشرون ولا يُغيّر أسقف من أسقفيّته ولا راهب من رهبانيته ووُفى لهم بكل ما كتب لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى ما فى هذا الكتاب من ذمة محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم وجوار المسلمين وعليهم النصح والإصلاح فيما عليهم من الحق[1].

---

[1] الطبرى ٣/٢٦٥-٢٦٦

Marfat.com

٣- ردّة البحرين

٢٤- إلى العلاء بن الحضرمي رض

أما بعد فإن بلغك عن بني شيبان بن ثعلبة تمام ما بلغك وخاض فيه المرجفون فابعث إليهم جندا فأوطئهم وشرد بهم من خلفهم[١].

٢٥- إلى أنس بن مالك رض

بسم الله الرحمن الرحيم. هذه فريضة الصدقة التي فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على المسلمين التي أمر الله بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن سألها من المؤمنين على وجهها فليعطها ومن سئل فوقها فلا يعطه: في أربع وعشرين من الإبل فما دونها الغنم في كل خمس شاة، فإذا بلغت خمسا وعشرين إلى خمس وثلاثين ففيها ابنة مخاض أنثى، فإن لم تكن فيها ابنة مخاض فابن لبون ذكر، فإذا بلغت ستة وثلاثين إلى خمس وأربعين ففيها ابنة لبون، فإذا بلغت ستة وأربعين إلى ستين ففيها حقة طروقة الجمل، فإذا بلغت إحدى وستين إلى خمس وسبعين ففيها جذعة، فإذا بلغت ستة وسبعين

---

[١] الطبري ٣/٢٦١

Marfat.com

إلى تسعين ففيها ابنتا لبون، فإذا بلغت إحدى وتسعين إلى عشرين ومئة ففيها حقتان طروقتا الجمل، فإذا زادت على عشرين ومئة ففي كل أربعين ابنة لبون، وفي كل خمسين حقة ومن لم يكن له إلا أربع من الإبل فليس فيها شئ إلا أن يشاء ربها، فإذا بلغت خمسا من الإبل ففيها شاة. قال ومن بلغت عنده من الإبل صدقة الجذعة وليس عنده جذعة وعنده حقة فإنها تقبل منه، ويجعل معها شاتين إن استيسرتا أو عشرين درهما، ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده الحقة وعنده جذعة فإنها تقبل منه الجذعة ويعطيه المصدق عشرين درهما أو شاتين ومن بلغت صدقته الحقة وليست عنده إلا ابنة لبون فإنها تقبل منه ابنة لبون ويعطي معها شاتين أو عشرين درهما ومن بلغت صدقته ابنة لبون وليست عنده وعنده حقة فإنها تقبل منه الحقة ويعطيه المصدق عشرين درهما أو شاتين ومن بلغت صدقته ابنة لبون وليست عنده وعنده بنت مخاض فإنها تقبل منه ابنة مخاض ويعطي معها عشرين درهما أو شاتين، وصدقة الغنم في سائمتها فإذا كانت أربعين إلى عشرين ومئة شاة ففيها شاة، فإذا زادت على عشرين ومئة إلى أن تبلغ مئتين ففيها شاتان، فإذا زادت على المئتين إلى ثلاثمئة ففيها ثلاث شياه، فإذا زادت الغنم على ثلاثمئة ففي كل مئة شاة، ولا يخرج في الصدقة هرمة ولا ذات عوار ولا تيس الغنم إلا أن يشاء المصدق، فإذا كانت سائمة الرجل

Marfat.com

ناقصة من أربعين شاة واحدة فليس فيها صدقة إلا أن يشاء ربها، وفي الرقة ربع العشر فإذا لم يكن مال إلا تسعين ومئة فليس فيها صدقة إلى أن يشاء ربها.[1]

---

[1] السنن الكبرى للبيهقي، حيدر آباد الهند ۸۵/٤ والتجريد للصحيح البخاري، مصر ۱/۱۰۹-۱۱۱ والمجموع للنووي، مصر ۳۳۸/۵ جزء من الكتاب وكنز العمال ۳/۳۰۱-۱۰

٤- رِدّة عُمان

٢٦- إلى عمرو بن العاص رضي الله عنه

بسم الله الرحمن الرحيم . عن أبي بكر خليفة رسول الله إلى عمرو بن العاص سلام عليك. أما بعد فإن الله عز وجل بعث نبيه صلى الله عليه وسلم حين شاء وأحياه ما شاء ثم توفاه حين شاء، وقد قال في كتابه الصادق : إنك ميت وإنهم ميتون وإن المسلمين قلدوني أمر هذه الأمة من غير إرادة مني ولا محبة، فأسأل الله العون والتوفيق، فإذا أتاك كتابي فلا تحلن عقالا عقله رسول الله ولا تعقلن عقالا حلّه رسول الله والسلام[1].

٢٧- إلى عِكرِمة بن أبي جهل

يسر فيمن قبلك من المسلمين من أهل دبا[2].

---

[1] تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر، قلم ص١٦ معهد إحياء المخطوطات العربية، بالجامعة الدول العربية القاهرة، وكنز العمال ٢٨٢/٦، عن المصدر نفسه.

[2] الاكتفاء ص٦٦ .

Marfat.com

٥۔ رِدّۃ کِندۃ وحضرموت

٢٨۔ إلی زیاد بن لبید الأنصاریؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ من أبی بکر خلیفۃ رسول اللہ إلی زیاد بن لبید سلام علیک ، فإنی أحمد إلیک اللہ الذی لا إلہ إلا ھو ، أما بعد فإن النبی توفی فإنا للہ وإنا إلیہ راجعون ۔ فانظر ولا قوۃ إلا باللہ أن تقوم قیام مثلک وتبایع من عندک ، فمن أبی وطئتہ بالسیف وتستعین بمن أقبل علی من أدبر ، فإن اللہ مظھر دینہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون[1] ۔

٢٩۔ إلی الأشعث بن قیس و رؤساء کِندۃ

اے أشعث و بزرگانِ قبائلِ کِندہ بدانید کہ خداوند در کتاب می فرماید کہ در اسلام استوار باشید و با دینِ درست و ایمانِ کامل در قیامت سر بدر کنید ، من نیز شما را جز ایں نفرمایم ، ترکِ ایمان نگوئید و فریفتہ شیطان مشوید و اگر شما را کردار زیاد دشوار آمدہ است او را از امارت باز گیرم و دیگرے را فرستم تا با شما ہموار برود و مسلم بن عبد اللہ را کہ حمل ایں نامہ کند فرمودہ ام کہ چوں شما فرمان بردار باشید زیاد بن لبید را باز گرداند ، اکنوں شما توبت و انابت گرائید تا خداوند ما و شما را موفق بدارد[2]

---

[1] الاکتفاء ص٢٦٩۔

[2] ناسخ التواریخ ، المجلد الثانی من القسم الثانی ص١٤١

Marfat.com

۳۰- إلى عِكرمة بن أبي جهل

دانسته باش که قبیلهٔ کنده عصیان آشکارا کردند و بر زیاد بن لبید و مهاجر بن أمیّة کار تنگ گرفتند، چون این نامه را بخوانی لشکر را بر سمت تریم[1] از بلاد حضرموت برانی و آن عاصیان[2] ... بدسگالان را سزا و جزاء رسانی و هرکه با تو موافقت نماید از اهل مکه و دیگر قبائل عرب که بر راه تو باشند با خویشتن بری[3].

۳۱- إلى المهاجر بن أبي أُميّة

إذا جاء كم كتابي هذا و لم تُظفَروا فإن ظَفِرتم بالقوم فاقتلوا المقاتِلة واسبُوا الذُّرّيّة إن أخذتموهم عَنوةً أو ينزلوا على حكمي فإن جَرى بينكم صلح قبل ذلك فعلى أن تُخرجوهم من ديارهم فإني أكره أن أُقِرّ أقواماً فعلوا فعلهم في منازلهم ليعلموا ان قد اساؤا وليذوقوا وبال بعض الذي أتوا[4].

۳۲- إلى زياد بن لبيد الأنصاري

إن ظَفِرتَ بأهل النُّجَير فاستَبقِهم[5].

---

[1] في الأصل: بريم. [2] في الأصل: عصيان

[3] فتوح ابن اعثم الكوفي ص ١٤

[4] الطبري ٣/٢٧٤ واليعقوبي ٢/١٤٩

[5] الاكتفاء ص ٢٧١

٣٣ - إلى زياد بن لبيد الأنصاري

إنما الغنيمة لمن شهد الوقعة[1] -

٣٤ - إلى المهاجر بن أبي أمية

إن أباها النعمان بن الجون أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فزينها له حتى أمره أن يجيئه بها، فلما جاءه بها قال: أزيدك أنها لم تتجع شيئاً قط، فقال: لو كان لها عند الله خير لاشتكت، ورغب عنها، فأرغبوا عنها[2].

٣٥ - إلى المهاجر بن أبي أمية

بسم الله الرحمن الرحيم - من أبي بكر إلى المهاجر بن أبي أمية، اما بعد فإن العبدين الصالحين امرأ القيس بن عابس الكندي وشداد بن مالك الحضرمي اللذين أقاما على دينهما إذ رجع عنه جل قومها فأثابهما الله على ذلك ثواب الصالحين وصرع الآخرين مصارع الظالمين. كتبا إلى يزعمان أن قبلهما نسوة من أهل اليمن كن يتمنين موت رسول الله وتأشب اليهن قيان لكندة وعواهر لحضرموت فخضبن أيديهن وأظهرن محاسنهن وضربن بالدف فوق جراءة

---

[1] كنز العمال ٢/٣٠٦.

[2] الطبري ٣/٢٧٦

Marfat.com

منهن على الله واستخفا فأبحقه وحق رسوله. فإذا جاءك كتابي هذا فسر إليهن بخيلك ورجلك حتى تقطع أيديهن، فإن دفعك عنهن دافع أو حال بينك وبينهن حائل فأعذر إليه باتخاذ الحجة عليه وأعلمه عظيم ما دخل فيه من الإثم والعدوان، فإن رجع فاقبل منه وإن أبى فنابذه على سواء، إن الله لا يهدي كيد الخائنين، ولعمر الله ما أظن رجلا بل هو اليقين زين لهن أسوأ فعلهن وصنعك من قطعهن على مثل جناح البعوضة من دين محمد صلى الله عليه وسلم. وأيم الله يا ابن أبي أمية إلى حين أخصك بهذا الأمر دون أن أتولاه نفسي لطيبة نفسي لك بالأجر العظيم والثواب الجزيل. واعلم أنها كرامة ساقها الله إليك إذ أجرى ذلك على يدك. عصمنا الله وإياك بالتقوى وجعل الآخرة خيرا لنا ولك من الأولى[1].

٣٦ - إلى المهاجر بن أبي أمية

بلغني الذي سرت به في المرأة التي تغنت وزمرت بشتيمة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلولا ما قد سبقتني فيها لأمرتك بقتلها، لأن حد الأنبياء ليس يشبه الحدود فمن تعاطى ذلك من مستسلم فهو مرتد او معاهد فهو محارب غادر[2].

---

[1] المحبّر لابن حبيب، حيدرآباد، الهند، ص ١٨٧-١٨٨

[2] الطبري ٣/٣٧٧ وكنز العمال ٣/١٢١.

Marfat.com

٣٧ ۔ إلى المهاجر بن أبي أمية

بلغني أنك قطعت يد امرأة في أن تغنت بهجاء المسلمين ونزعت ثنيتها فإن كانت ممن تدعى الإسلام فأدب وتقدمة دون المثلة، وإن كانت ذمية، فلعمري لما صفحت عنه من الشرك أعظم، ولو كنت تقدمت إليك في مثل هذا لبلغت مكروها، فاقبل الدعة وإياك والمثلة في الناس فإنها مأثم ومنفرة إلا في قصاص[1]۔

٣٨ ۔ إلى المهاجر بن أبي أمية

بلغني أنك أخذت امرأة شتمتني فقطعت يدها، وقد أهدر الله من الشرك ما هو اعظم من ذلك وتركت المثلة في ظاهر الكفر ففعلت حقا(؟) وحملت بحسن (؟) وإذا أتاك كتابي فاقبل الدعة ودع المثلة فإنها مأثمة، وقد نزه الله الإسلام وأهله عن فرط الغضب، وقد أخذ رسول الله قوما آذوه وشتموه وأخرجوه وحاربوه فلم يمثل بهم[2]۔

---

[1] الطبري ٣/٢٧٧ وكنز العمال ٣/١٢١۔

[2] أنساب الأشراف للبلاذري (مصور) ٩/٤٩١

٣٩ ـ إلى عُمَّال الرِّدَّة

أما بعد فإنَّ أحبَّ من أدخلتم في أُموركم إليَّ من لم يرتد ومن كان ممن لم يرتد، فأجمعوا على ذلك، فاتخذوا منهم صنائع، وائذنوا لمن شاء في الانصراف ولا تستعينوا بمرتدّ في جهاد عدوّ.[1]

٤٠ ـ إلى خالد بن الوليد

إئذن للمسلمين في القفل إلا من أحب المقام معك ولا تكرهنَّ أحداً على المقام ولا تستعن في شئ من حربك بمتكارهة، وادعُ من يليك من بني تميم وقيس وبكرٍ إلى مَوَتات اليمامة، فإن موات ما أفاء الله على رسوله لله ولرسوله، فمن أحيا شيئاً من ذلك فهو له، لا يدخل في ذلك شئ من موات كل بلد أسلم عليه أهله.[2]

---

[1] الطبري ٣/٢٧٦

[2] الاكتفاء صـ٣٥٠ .

١ - فتوح العراق

١/٤ - إلى خالد بن الوليد وعسكره

بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله أبي بكر خليفة رسول الله إلى خالد بن الوليد ومن معه من المهاجرين والأنصار والتابعين بإحسان، سلام عليكم، فإني أحمد إليكم الله الذي لا إله إلا هو: أما بعد فالحمد لله الذي أنجز وعده ونصر دينه وأعز وليه وأذل عدوه، وغلب الأحزاب فردًا، فإن الله الذي لا إله إلا هو وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الأرض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم أمنا يعبدونني ولا يشركون بي شيئًا، ومن كفر بعد ذلك فأولئك هم الفاسقون وعدًا الله لا خلف له ومقالًا لا ريب فيه، وفرض على المؤمنين الجهاد، فقال عز من قائل: كتب عليكم القتال وهو كره لكم وعسى أن تكرهوا شيئًا وهو خير لكم وعسى أن تحبوا شيئًا وهو شر لكم والله يعلم وأنتم لا تعلمون، فاستتموا موعد الله إياكم وأطيعوه فيما فرض عليكم وإن عظمت فيه المؤونة واشتدت فيه الرزية، وبعدت فيه الشقة وفجعتم في ذلك بالأموال والأنفس، فإن ذلك يسير في عظيم ثواب الله، ولقد ذكر لنا الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم أن الله يبعث الشهداء

Marfat.com

يوم القيامة شاهرين سيوفهم لايتمنّون على الله شيئاً إلا آتاهموه، حتى أعطوا أمانيّهم وما لم يخطر على قلوبهم، فما شيء يتمناه الشهيد بعد دخوله الجنة إلا أن يردّهم الله إلى الدنيا، فيقرضون بالمقاريض في الله لعظيم ثواب الله، انفروا خفافاً وثقالاً، وجاهدوا بأموالكم وأنفسكم في سبيل الله ذلكم خير لكم إن كنتم تعلمون، فقد أمرت خالد بن الوليد بالمسير إلى العراق لايبرحه حتى يأتيه أمري، فسيروا معه ولاتتثاقلوا عنه، فإنه سبيل يعظم الله فيه الأجر لمن حسنت فيه نيته وعظمت في الخير رغبته، فإذا قدمتم العراق فكونوا بها حتى يأتيكم أمري، كفلنا الله وإياكم مهم أمور الدنيا والآخرة، والسلام عليكم ورحمة الله[١].

٤٢- صورة أخرى

سر إلى العراق حتى تدخلها وابدأ بفرج الهند وتألف أهل فارس ومن كان في ملكهم من الأمم[٢].

٤٣- صورة أخرى

إنّ الله فتح عليك، فعارق حتى تلقى عياضاً[٣].

١- فتوح الشام للأزدي ص٥٠ ٢- الطبري ٢/٤
٣- المصدر نفسه ٤/٤

Marfat.com

٤٤ - صورة أخرى

إني قد وليتك حرب العراق فاحشد من ثبت على الإسلام وقاتل أهل الردة ممن بينك وبين العراق من تميم وقيس وأسد وبكر ابن وائل وعبد القيس، ثم سر نحو فارس واستنصر الله عز وجل، وادخل العراق، فابدأ بفرج الهند، وتألف أهل فارس ومن كان في مملكتهم من الأمم وأنصفوا من أنفسكم، وإنكم كنتم خير أمة أخرجت للناس، نسأل الله أن يجعل من الحقه بنا وصيّره مناخير متبع بإحسان، وإن فتح الله عليك فعارق حتى تلقى عياضاً.[1]

٤٥ - إلى عياض بن غنم

سر حتى تأتي المصيّخ فابدأ بها ثم ادخل العراق أعلاها وعارق حتى تلقى خالداً وأذنا لمن شاء في الرجوع ولا تستفتحا بمتكاره.[2]

٤٦ - صورة أخرى

سر حتى تأتي المصيّخ فاحشد من بينك وبينها من ثبت على الإسلام وقاتل أهل الردة، فابدأ بهم ثم ادخل العراق من أعلاها فعارق حتى تلقى خالداً.[3]

---

[1] الاكتفاء ص ٣٥   الطبري ٤/٤   [3] الاكتفاء ص ٣٦

۴۷۔ إلى خالد بن الوليدؓ وعياض بن غنمؓ

إستنفرا من قاتل أهل الرّدّة ومن ثبت على الإسلام بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا يغزون معكم أحد ارتد حتى أرى رأيي۔[1]

۴۸۔ إلى خالد بن الوليدؓ وعياض بن غنمؓ

إستعينوا بالله واتقوه وآثروا أمر الآخرة على الدنيا يجمع الله لكم بطاعته الدنيا إلى الآخرة، ولا تؤثروا الدنيا فتعجز كم ويسلبكم الله لمعصيته الدنيا والآخرة فما أهون العباد على الله إذا عصوه۔[2]

۴۹۔ إلى خالد بن الوليدؓ وعياض بن غنمؓ

إذا اجتمعتما بالحيرة وقد فضضتما مسالح فارس وأمنتما أن يؤتى المسلمون من خلفهم فليكن أحدكما ردأ للمسلمين ولصاحبه بالحيرة وليقتحم الآخر على عدو الله وعدوكم من أهل فارس دارهم ومستقر عزهم المدائن۔[3]

---

[1] الطبري ۴/۴۔

[2] الاكتفاء صف ۳۵

[3] الطبري ۴/۵۔

Marfat.com

۵۰ - إلى خالد بن الوليدؓ

إحسب لهم هديتهم من الجزاء إلا أن تكون من الجزاء وخذ بقية ما عليهم فقوبها أصحابك[١].

۵۱ - إلى المثنى بن حارثةؓ

أما بعد فإني بعثت اليك خالد بن الوليد إلى أرض العراق فاستقبله بمن معك من قومك ثم ساعده ووازره وكانفه ولا تعصين له أمراً ولا تخالفن له رأيا فإنه من الذين وصف الله تبارك وتعالى في كتابه فقال: محمد رسول الله والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعاً سجداً، فما أقام معك فهو الأمير فإن شخص عنك فأنت على ما كنت عليه والسلام عليك[٢].

۵۲ - إلى مذعور بن عديؓ

أما بعد فقد أتاني كتابك، وفهمت ما ذكرت وأنت كما وصفت به نفسك وعشيرتك نعم العشيرة، وقد رأيت لك أن تنضم إلى خالد بن الوليد فتكون معه، وتقيم معه ما أقام بالعراق، وتشخص معه إذا شخص منها[٣].

---

١ الطبری ۴/۱۳

٢ فتوح الشام للازدی البصری، کلکتہ، ص۵۳

٣ المصدر نفسه ص۵۳

Marfat.com

٥٣ - إلى المُثَنّى بن حارِثة[1]

بسم الله الرحمن الرحيم. أما بعد فإن صاحبك العِجْلِيّ كتب إليّ يسألني أموراً، فكتبتُ إليه آمُرُه بلزوم خالد حتى أرى رأيي، وهذا كتابي إليك آمُرُك أن لا تبرَحَ العِراق حتى يخرج منه خالد بن الوليد، فإذا خرج خالد منه فالزَم مكانك الذي كنت به، فأنت أهل لكل زيادة، وجدير بكل فضل، والسلام عليك ورحمة الله

٢. فتوح الشام

٥٤ - إلى أهل اليمن

بسم الله الرحمن الرحيم. من خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى من قُرِئ عليه كتابي هذا من المؤمنين والمسلمين من أهل اليمن سلام عليكم، فإني أحمد إليكم الله الذي لا إلٰه إلا هو، أما بعد فإن الله كتب على المؤمنين الجهادَ، وأمرهم أن ينْفِروا خِفافاً وثِقالاً، وقال: "جَاهِدُوا بِأَموالكم وأنفُسكم في سبيلِ الله" فالجهادُ فريضةٌ مفروضة، وثوابُه عند الله عظيم، وقد استنفرنا من قِبَلنا من المسلمين إلى جهاد الروم بالشام، وقد سارَعوا إلى ذلك وعَسْكروا وخرجوا، وحَسُنَت في ذلك نِيّتهم، وعظُمَت في الخير حِسبتهم، فسارِعوا

---

[1] الازدى ص٥٣

Marfat.com

إليه، ولتحسن نيتكم فيه، فإنكم إلى إحدى الحسنيين: إما الشهادة، وإما الفتح والغنيمة، فإن الله تبارك وتعالى لم يرض من عباده بالقول دون العمل، ولا يترك أهل عداوته حتى يدينوا بدين الحق، ويقروا بحكم الكتاب، أو يؤدوا الجزية عن يد وهم صاغرون، حفظ الله لكم دينكم، وهدى قلوبكم، وزكى أعمالكم، ورزقكم أجر المجاهدين الصابرين، والسلام عليكم[1]

٥٥- صورة أخرى

اما بعد فاني أحمد الله الذي لا إله الا هو وأصلى على نبيه وقد عولت أن أوجهكم إلى الشام لتأخذوها من أيدي الكفار الطغام اللئام، فمن عول منكم على الجهاد فليبادر إلى طاعة الملك الوهاب، انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا بأموالكم وأنفسكم في سبيل الله[2]

٥٦- إلى خالد بن سعيد رضى

أقدم ولا تحجم واستنصر الله[3] -

٥٧- صورة أخرى

أقدم ولا تحجم حتى لا تؤتى من خلفك[4] -

---

[1] الأزدي ص٥ وابن عساكر ١٢٨/١

[2] فتوح الشام للواقدي، كلكتة، ص٢-٣

[3] الطبري ٢٩/٤ [4] الطبري ٢٩/٤

Marfat.com

٥٨ - صورة أخرى

أقم مكانك، فلعمري إنك مِقدام مِحجام، نجّاء من الغمرات[1]، لا تخوضها إلى فتح ولا تصبر عليها.[2]

٥٩ - إلى أهل مكة

بسم الله الرحمن الرحيم. من أبي بكر عبد الله عتيق ابن أبي قحافة إلى المسلمين من أهل مكة ومن حولها سلام عليكم، فإني أحمد الله الذي لا إله إلا هو وأصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم. أما بعد فإني قد استنفرت من قبلي المسلمين إلى جهاد عدوهم وفتوح بلاد الشام، وقد كتبت إليكم لتسرعوا إلى ما أمر ربكم سبحانه وتعالى حيث يقول: انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا بأموالكم وأنفسكم في سبيل الله ذلكم خير لكم إن كنتم تعلمون، وهذه الآية نزلت فيكم وأنتم أحق بها وأولى من صدق بها وقام بحكمها، فمن نصر دين الله فالله ينصره ومن بخل بنفسه عن ذلك استغنى الله عنه والله غني حميد. سارعوا إلى جنة عالية قطوفها دانية أعدها الله للمجاهدين والمهاجرين والأنصار ومن اتبع سبيلهم وحسبنا الله ونعم الوكيل.[3]

---

[1] في الأصل: حق

[2] الطبري ٣١/٤

[3] الواقدي ص١٥ - ١٦

Marfat.com

٦٠ - إلى عمرو بن العاص رض

إنى كنت قد رددتك على العمل الذى كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ولّاكه مرّةً، وسمّاه لك أخرى مبعثك إلى عمان إنجازاً لمواعيد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقد وليته ثم وليته وقد أحببت أبا عبد الله أن أفرّغك لما هو خير لك فى حياتك ومعادك منه، إلّا أن يكون الذى أنت فيه أحبّ إليك[1] -

٦١ - صورة أخرى

استخلفا على أعمالكما واندبا من يليكما[2] -

٦٢ - إلى عمرو بن العاص رض

سلام عليك، أما بعد فقد جاءنى كتابك تذكر ما جمعت الروم من الجموع وإن الله لم ينصرنا مع نبيه بكثرة جنوده، وقد كنا نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وما معنا إلّا فرسان وإن نحن إلّا نتعاقب الإبل، وكنا يوم أحد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وما معنا إلّا فرس واحد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يركبه ولقد كان يظهرنا ويعيننا على من خالفنا، واعلم يا عمرو أن أطوع

---

[1] الطبرى ٤/٢٩

[2] المصدر نفسه ٤/٣٠

Marfat.com

الناس لله أشدهم بغضا للمعاصي فأطع الله ومُر أصحابك بطاعته[١] .

٦٣ - إلى عمرو بن العاص رضـ

إني كتبت إلى خالد بن الوليد بالمسير إليك مدداً لك ، فإذا قدم عليك فأحسن مصاحبتك له ولا تطاول عليه ولا تقطع الأمور دونه لتقديمي إياك عليه وعلى غيره ، شاورهم ولا تخالفهم[٢] .

٦٤ - إلى عمرو بن العاص رضـ

اما بعد فقد عرفت وصية رسول الله بالأنصار بعد موته : اقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم[٣] .

٦٥ - إلى أمراء الجند

لا تبعثوا إليّ رأسا ولكن يكفيني الكتاب والخبر[٤] .

٦٦ - إلى أمراء العسكر بالشام

إجتمعوا فتكونوا عسكراً واحداً ، والقوا زحوف المشركين

---

[١] كنز العمال ٣/١٣٥

[٢] المصدر نفسه ٣/١٣٣

[٣] المصدر نفسه ٢/١٦٣

[٤] شرح السير الكبير للسرخسي ، حيدر آباد الهند ، ١/٧٨

Marfat.com

بزحف المسلمين، فإنكم أعوانُ الله، والله ناصر من نصره، وخاذل من كفره، ولن يؤتى مثلكم من قِلّة، وإنما يُؤتى العشرة آلاف والزيادة على العشرة آلاف إذا أُتُوا من تلقاء الذنوب، فاحترسوا من الذنوب واجتمعوا باليرموك متساندين وليُصَلّ كل رجل منكم بأصحابه.[1]

٦٧- إلى خالد بن الوليدؓ

سِر حتى تأتي جموع المسلمين باليرموك، فإنهم قد شَجُوا وأُشجوا وإياك أن تعودَ لمثل ما فعلت، فإنه لم يُشجِ الجموع من الناس بعون الله شجيك، ولم ينزع الشجيَ من الناس نزعك، فليَهنِك أبا سليمان النيّة والحُظوة، فأتمم يُتمم الله لك، ولا يدخلنك عُجب فتخسر وتُخذَلَ، وإيّاك أن تُدِلّ بعمل، فإن الله عز وجل له المن وهو وليّ الجزاء.[2]

٦٨- صورة أخرى

سِر حتى تأتي جموع المسلمين باليرموك، فإنهم قد شَجُوا وأُشجَوا وإيّاك أن تعودَ لمثل ما فعلتَ، فإنه لم يُشجِ الجموع من الناس بعون الله شجيك، ولم ينزع الشجيَ من النّاسِ نَزعك فليَهنِك أبا سليمان النيّة والحُظوة، فأتمم يُتمم الله لك، ولا يدخلنك عُجب فتخسَر وتُخذَلَ، وإيّاك أن تُدِلّ بعمل، فإن الله عز وجل له

---

[1] الطبري ٣١/٤

[2] المصدر نفسه ٤٠/٤

Marfat.com

المن وهو ولي الجزاء ، فاستخلف المثنى بن حارثة بالعراق ، فإذا فتح الله على المسلمين الشام فارجع إلى عملك بالعراق[١].

٦٩ - صورة أخرى

اما بعد فإذا جاءك كتابي هذا فدع العراق ، وخلف فيه أهله الذين قدمت عليهم وهم فيه ، وامض متخففا في أهل القوة من أصحابك الذين قدموا العراق معك من اليمامة وصحبوك من الطريق وقدموا عليك من الحجاز حتى تأتي الشام ، فتلقى أبا عبيدة ابن الجراح ومن معه من المسلمين ، فإذا التقيتم فأنت امير الجماعة والسلام عليك[٢].

٧٠ - صورة أخرى

بسم الله الرحمن الرحيم . من عبد الله عتيق ابن أبي قحافة إلى خالد بن الوليد سلام عليك ، فإني أحمد الله الذي لا إله إلا هو وأصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم ، وإني قد وليتك على جيوش المسلمين وأمرتك بقتال الروم فسارع الى مرضات الله عز وجل وقتال أعداء الله وكن مجاهدا في الله حق جهاده . يا أيها الذين آمنوا هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب أليم ، وقد جعلتك الأمير على أبي عبيدة

---

١ تجارب الأمم لمسكويه ، خط رقم ٤٢٤٤ ، دار الكتب ، القاهرة ، ١/١٨٣-١٨٤

٢ الأزدي ص٥٧-٥٨ وابن عساكر ١/١٣٨

Marfat.com

ومن معه من المسلمين والسلام[١]

٧١ - صورة أخرى

.... انصرف بثلاثة آلاف فارس فأمد إخوانك بالشام والعجل العجل إلى إخوانكم بالشام، فوالله لقرية من قرى الشام يفتحها الله على المسلمين أحب إلىّ من رستاق عظيم من رساتيق العراق[٢].

٧٢ - إلى أبي عبيدة بن الجراح رض

بسم الله الرحمن الرحيم. أما بعد فقد بلغني كتابك وفهمت ما ذكرتَ فيه من أمر هِرَقل ملكِ الرُّوم، فأما منزله بأنطاكية فهزيمة له ولأصحابه وفتح من الله عليك وعلى المسلمين، وأما ما ذكرت مِن حَشرِه لكم أهل مملكته وجمعه لكم الجموع فإن ذلك ما قد كنا وكنتم تعلمون أنه سيكون منهم، وما كان قوم أن يَدعُوا سُلطانهم ويَخرُجوا من ملكهم بغير قتال، ولقد علمتَ والحمد لله أن قد غزاهم رجال كثير من المسلمين يُحِبُّون الموت حُبَّ عدوكم الحياة ويحتسبون[٣] من الله في قتالهم الأجر العظيم ويحبون الجهاد في سبيل الله أشد من حبهم أبكار نسائهم وعقائل اموالهم، الرجل منهم

١ه الواقدي ١/٤٠.

٢ه ابن عساكر ١/١٤٧.

٣ه في الأصل: يحذبون.

Marfat.com

عند الهيج[1] خير من ألف رجل من المشركين، فألقهم بجندك، ولا تستوحش لمن غاب عنك من المسلمين، فإن الله معك، وأنا مع ذلك ممدك بالرجال حتى تكتفي ولا تريد أن تزداد إن شاء الله، والسلام عليك ورحمة الله[2].

٧٣- إلى يزيد بن أبي سفيانؓ

بسم الله الرحمن الرحيم. أما بعد قد بلغني كتابك تذكر فيه تحول ملك الروم إلى أنطاكية وإلقاء الله الرُّعب في قلبه من جموع المسلمين، فإن الله وله الحمد قد نصرنا ونحن مع رسول الله صلى الله عليه بالرعب[3] وأيدنا[4] بملائكته الكرام وإنّ ذلك الدين الذي نصرنا الله به بالرُّعب هو هذا الدِّين الذي ندعوا الناس إليه اليوم، فوربّك لا يجعل الله المسلمين كالمجرمين ولا من يشهد أن لا إله إلا الله كمن يعبد معه آلهة أخرى، ويدين بعبادة آلهة شتّى، فإذا لقيتموهم، فانهد إليهم بمن معك وقاتلهم فإن الله لن يخذلك، وقد نبأنا الله تبارك وتعالى أنّ الفئة القليلة مما تغلب الفئة الكثيرة بإذن الله، وأنا مع ذلك ممدك بالرجال إثر الرجال

---

[1] في الاصل: الفتح.

[2] الازدي ص٢٤-٢٥ وتاريخ الخميس للديار بكري، مصر ٢/٢٢٥

[3] في الاصل: بالمرعب.

[4] 〃 〃 : وأمرنا.

حتى تكتفوا ولا تحتاجوا إلى زيادة إنسان إن شاء الله، والسلام عليك ورحمة الله[١].

٧٤- إلى أبي عبيدة بن الجراح رض

بسم الله الرحمن الرحيم. أما بعد فقد جاءني كتابك يذكر تسيير[٢] عدوكم لمواقعتكم وما كتب به ملكهم إليهم من عدته إياهم أن يمدهم من الجنود ما تضيق به الأرض ولعمر الله لقد أصبحت الأرض ضيقة عليه وعليهم برحبها بمكانكم فيهم وأيم الله ما أنا بآئس أن تزيلوه من مكانه الذي هو به عاجلا إن شاء الله، فبث خيلك في القرى والسواد وضيق عليهم بقطع الميرة والمادة، ولا تحاصرن المدائن حتى يأتيك أمري، فإن فاهضوك فانهد إليهم واستعن بالله عليهم، فإنه ليس يأتيهم مدد إلا أمددناك بمثلهم أو ضعفهم، وليس بكم والحمد لله قلة ولا ذلة، فلا أعرفن ما جبنتم عنهم ولا ما خفتم منهم فإن الله فاتح لكم ومظهركم على عدوكم ومعزكم بالنصر وملتمس منكم الشكر لينظر كيف تعلمون، وجاءك عمرو فأوصيك به خيرا وقد أوصيته أن لا يضيع حقا يراه ويعرفه، فإنه ذو رأي وتجربة، والسلام عليك ورحمة الله[٣].

---

١ الازدي ص٢٦ ٢ في الأصل: تيسير.

٣ الازدي ص٤٢

Marfat.com

٧٥- إلى أبي عبيدة بن الجراح رضـ

أما بعد فإن قد وليت خالداً قتال الروم بالشام، فلا تخالفه وأسمع له وأطع أمره، فإني لم أبعثه عليك أن لا تكون عندي خيراً منه[1] ولكن ظننت أن له فطنة في الحراب ليست لك. أراد الله بنا وبك سبيل الرشاد، والسلام عليك ورحمة الله[2]

٧٦- صورة أخرى

قد ولاني أبو بكر على جيوش المسلمين فلا تبرح مكانك حتى أقدم عليك والسلام

٧٧- إلى خالد بن الوليد والمسلمين

بسم الله الرحمن الرحيم. من أبي بكر خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم. إلى خالد بن الوليد المخزومي ومن معه من المسلمين. أما بعد فإني أحمد الله الذي لا إله إلا هو وأصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وآمرك بتقوى الله في السر والجهر والرفق بالمسلمين والحمل للضعيف والتجاوز عن مسيئهم والمشاورة لهم، وقد فرحت بما فتح الله تعالى عليكم وأفاء الله عليكم من النصر وهزيمة الكفار فاجعل السير دأبك إلى أن تطأ أقصى أرضهم وانزل على جنة الشام إلى أن يأذن الله تعالى بفتحها على يديك ثم إلى حمص والمعرات واطلب انطاكية والسلام عليك وعلى من معك من المسلمين ورحمة الله وبركاته وقد نفذت إليك

[1] في الأصل: فإني وليته عليك وأنا أعلم أنك خير منه، والتصحيح من تاريخ الخميس ٢/٢٤٢ ديار بكري

[2] الأزدي ٧٤. [3] الواقدي ١/٤٠.

Marfat.com

أبطال اليمن وليوث النخع وأقيال ملة ويكفيك عمرو بن معد يكرب و
مالك الأشتر وأن نزلت على المه يغنة العُظم ذات الجبل المطل بأنطاكية
فإن الملك هناك، فإن صالحك فصالحه وإن حاربك فحاربه ولا تدخل
الدُرُوب أو تكاتبني بذلك مع إني اظن ان الأجل قد اقترب هرقل
كل نفس ذائقة الموت والسلام[1]

۷۸ - إلى أمراء الشام

إنكم هبطتم أرض الربا فلا تبتاعوا الذهب بالذهب إلا وزنا
بوزن ولا الورق بالورق إلا وزنا بوزن ولا الطعام بالطعام إلا كيلا بكيل[2]

۷۹ - عهد أبي بكرؓ

بسم الله الرحمن الرحيم هذا عهد أبي بكر بن أبي قحافة في
آخر عهده من الدنيا خارجا عنها وعند أول عهده بالآخرة داخلا
فيها حيث يؤمن الكافر ويوقن الفاجر ويصدق الكاذب، إني أستخلفتُ
عليكم بعدي عمر بن الخطّاب فاسمعوا له وأطيعوا، وإني لم آلُ الله
ورسوله ودينه ونفسي وإياكم خيراً، فإن عدل فذلك ظني به
وعلمي فيه، وإن بدّل فلكل أمرئ ما اكتسب، والخير أردتُ ولا
أعلم الغيب، وسيعلم الذين ظلموا أيّ منقلب ينقلبون،

---

[1] الواقدی ۱/۱۳۱ ۔
[2] كنز العمال ۲/۲۳۱ ۔

Marfat.com

والسلام عليكم ورحمة الله[١].

٨٠ - صورة أخرى

بسم الله الرحمن الرحيم. هذا ما عهد به ابوبكر بن أبي قحافة آخر عهده في الدنيا فارغاً عنها وأول عهده بالآخرة داخلاً فيها، أني استخلفت عليكم عمر بن الخطاب، فإن تروه عدل فيكم فذلك ظني به ورجائي فيه وإن بدل وغير فالخير أردت ولا أعلم الغيب وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون[٢].

٨١ - صورة أخرى

بسم الله الرحمن الرحيم. هذا ما عهد أبوبكر خليفة رسول الله إلى المؤمنين والمسلمين، سلام عليكم. فإني أحمد إليكم الله، أما بعد فإني قد استعملت عليكم عمر بن الخطاب، فاسمعوا وأطيعوا، وإني ما ألوتكم نصحاً والسلام[٣].

٨٢ - صورة أخرى

بسم الله الرحمن الرحيم. هذا ما عهد ابوبكر بن أبي قحافة إلى المسلمين، أما بعد فإني استخلفت عليكم عمر بن الخطاب ولم آلكم خيراً[٤].

٨٣ - صورة أخرى

بسم الله الرحمن الرحيم. هذا ما عهد ابوبكر بن أبي قحافة في آخر عهده

---

١ طبقات الكبير لابن سعد (بيروت) ٣/٢٠٠، وكنز العمال ٣/١٤٥ و١٤٦ و٦/٣٢٤

٢ الامامة والسياسة ص١٩.)

٣ اليعقوبي (نجف) ٢/١١٥

٤ الطبري ٤/٥٢

Marfat.com

بالدنيا خارجاً عنها وأول عهده بالآخرة داخلاً فيها حين يؤمن الكافر و يوقن الفاجر أني استخلفت عمر بن الخطاب، فإن عدل فذلك ظني به ورأيي فيه وذلك أردت وما توفيقي إلا بالله وإن بدل فلكل نفس ما كسبت وعليها ما اكتسبت والخير أردت ولا علم لي بالغيب[1].

٨٤- إلى أمراء الجند

لا تقادوا به واقتلوه[2].

---

[1] الديار بكري ٢/٢٤٠-٢٤١.

[2] كتاب الأموال لابن سلام، مصر، ص ١٢٢.

Marfat.com

اشاریہ

آسیا صغریٰ - ۱۵۸

آبان بن سعید - ۴۷

اُبلّہ (فرج الہند) - ۶، ۷، ۱۱۲، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۵۴۔

انبار - ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۸، ۶۹۔

ابن اعثم - ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۹۱۔

ابن بشر عجلی - ۱۲۵۔

ابن سعد - ۱۴۸۔

ابن قیم - ۱۴۸۔

ابوبرزہ اسلمی - ۵۵۔

ابوبکر بن ابی قحافہ - ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۵۲، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۴، ۷۵، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۹، ۹۰، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹۔

ابورافع - ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴۔

ابوشجرہ - ۶۱۔

ابوعبیدہ بن جراح - ۱۵، ۲۰، ۲۵، ۲۶، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۴۴، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۹۔

ابوقیس - ۱۷۱۔

Marfat.com

ابوموسیٰ اشعری - ۶۳۔
ابونیار بن بُردہ - ۱۴۷۔
ابوہند - ۸۳۔
اَبیَنْ - ۹۷۔
اَجا - ۴۵۔
اَجنادین - ۱۳۱، ۱۴۲، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۹، ۱۷۰۔
اُحُد - ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۶۶۔
اَحزاب - ۱۱۵۔
اُردُن - ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۶۱، ۱۶۳۔
اَرقم - ۸۹۔
آرمینیہ - ۱۵۸، ۱۶۴۔
ازدی - ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۷، ۱۳۱، ۱۶۸۔
اُسامہ بن زید - ۲۳، ۲۸، ۳۰، ۳۲، ۶۶، ۶۸۔
اَسد - ۲۹، ۳۰، ۴۵، ۴۶، ۱۱۸۔
اَسماء بنت عُمیس - ۱۹۔
اَسماء بنت نعمان - ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴۔
اَسود بن کعب عَنسی - ۲۷، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۸۰۔
اَشجع - ۲۹۔
اشعث بن قیس - ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶۔
اَشعر - ۶۶، ۶۷، ۶۸۔
اِصابہ - ۱۱۱۔
اَعجاز - ۲۹۔
آعلاب - ۶۷۔
اِعلام الموقعین ابن قیم - ۱۷۱۔
اَغنار - ۲۹۔
اِکتفار - ۲۳، ۴۱، ۴۲، ۵۵، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۹۳، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۱۱۰، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۳۔
اُلَیّس - ۱۱۲، ۱۲۲، ۱۲۳۔
اُم حبیبہ - ۱۹۔
اِمرئ القیس بن عابس - ۱۰، ۱۱۵۔
اِمرئ القیس بن عباس - ۸۵، ۸۶۔
اُم رومان - ۱۹۔
اَمغیشیا - ۱۲۲، ۱۲۳۔
اُم کلثوم بنت ابی بکر - ۱۹، ۲۰۔
اَنساب الاشراف - ۱۰۸، ۱۴۷۔
اَنس بن مالک - ۷۵۔
انصار - ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۲۰، ۳۵، ۳۸، ۴۳، ۴۴، ۴۷، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۶، ۹۰، ۱۱۵، ۱۳۵، ۱۴۴، ۱۷۵۔

آنطاکیہ - ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۷۰ -

اوس - ۱۵ -

ایاس - دیکھو فجارہ -

ایاس بن قبیصہ - ۱۲۲، ۱۲۳ -

ایران - ۱۱۳ -

ایلہ - ۱۳۴ -

(ب)

بادیہ جزیرہ - ۱۲۰ -

بادیہ عراق - ۱۲۰ -

باذان - ۶۴، ۶۶ -

باروسما - ۱۱۲ -

بانقیا - ۱۱۲ -

باہان - ۱۴۱ -

بحر طبریہ - ۱۵۷ -

بحر قلزم - ۶۶، ۱۱۳، ۱۵۱ -

بحر میت - ۱۳۰ -

بحرین - ۴۵، ۷۳، ۸۴، ۹۷ -

بدر - ۱۴۶، ۱۴۸ -

بکر بن وائل - ۶، ۷۳، ۱۱۰، ۱۱۸ -

بزاخہ - ۳۲، ۴۵، ۴۶، ۵۷ -

بشر بن سعد - ۱۶ -

بصرہ - ۱۱۹ -

بطاح - ۴۵ -

بکری - ۱۲۰ -

بلال - ۱۷۱ -

بلقار - ۱۶۳ -

بلنسی - ۱۱۸ -

بنو حارث - ۹۳ -

بنو حجر - ۸۹ -

بنو حنیفہ - ۴۳، ۴۷، ۴۸، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳،
۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸ -

بنو سلیم - ۴۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱ -

بنو عمرو - ۸۹ -

بنو قیس - ۱۱۰ -

بنو قینقاع - ۱۴۸ -

بنو مرہ - ۸۵ -

بنو معاویہ - ۹۴ -

بنو مغیرہ - ۴۷ -

(ت)

تاج العروس - ۱۱۹ -

Marfat.com

تاریخ بغداد خطیب - ۱۱۱۔

تاریخ دمشق ابن عساکر - ۷۸۔

تاریخ طبری - ۱۲۴، ۱۲۹۔

تبالہ - ۸۱، ۹۸۔

تبوک - ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۵۱۔

تجارب الامم مسکویہ - ۱۵۴۔

ترکی - ۱۶۴۔

تریم - ۸۸، ۹۰، ۹۱۔

تغلب - ۷۴۔

تمیم - ۶، ۱۱۰، ۱۱۸۔

تہامہ - ۶۳، ۶۴، ۶۶، ۶۹، ۹۸، ۱۱۳۔

تہذیب ابن عساکر - ۱۵۵۔

تہذیب التہذیب ابن حجر - ۱۱۱۔

تیم - ۱۲۔

تیمار - ۱۴۰۔

(ث)

ثعلبہ - ۳۲۔

ثقیف - ۲۷، ۲۹۔

(ج)

جابیہ - ۱۵۹، ۱۶۳۔

جدیلہ - ۲۹، ۵۴۔

جزیرۃ العرب - ۹۱، ۱۲۸، ۱۶۲۔

جَنَد - ۶۳، ۶۵، ۱۰۲۔

جُواثا - ۷۴۔

جیفر - ۷۹۔

(ح)

حارث بن ہشام - ۱۳۵۔

حِبال - ۳۰، ۱۳۱۔

حجاز - ۸۴، ۱۱۹، ۱۴۲۔

حُذیفہ (بن عمرو) - ۷۹، ۸۰، ۸۱۔

حُذیفہ بن مِحصَن - ۹۲۔

حَضرمَوت - ۴۸، ۴۹، ۶۲، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۸، ۸۹، ۹۲، ۹۳، ۹۵، ۹۷، ۹۸، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۹۔

حُطَم - ۷۴۔

حَفصہ - ۲۱، ۱۰۱۔

حِمص - ۱۵۱، ۱۵۸، ۱۶۰۔

حِمیَر - ۶۴، ۸۳، ۹۴۔

حَوران - ۱۲۰، ۱۵۷۔

حَوشَب ذو ظُلیم - ۶۴، ۶۶۔

Marfat.com

حیدرآباد ۔ ۱۰۴۔
حیرہ ۔ ۲۵، ۷۳، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۵۳، ۱۵۴۔

(خ)

خارجہ بن زید ۔ ۱۹۔
خالد بن سعید ۔ ۶۳، ۱۲۷، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۹، ۱۵۱۔
خالد بن ولید (ابوسلیمان) ۔ ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۳۵، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۹، ۶۰، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۹۔
خزرج ۔ ۱۵۔

خندق (جنگ) ۔ ۱۴۸۔
خنسار ۔ ۶۱۔
خیبر ۔ ۲۲، ۳۲، ۱۴۸۔

(د)

دارالکتب قاہرہ ۔ ۱۴۱، ۱۵۴۔
دَبا ۔ ۲۴، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۹۸۔
دُرُوب ۔ ۱۷۰۔
دِمشق ۔ ۲۵، ۱۲۰، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۵۱، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۳، ۱۷۰، ۱۷۴۔
دی غوئے ۔ ۱۵۶، ۱۵۷۔

(ذ)

ذَاذَویہ ۔ ۶۴، ۶۵، ۶۸، ۶۹، ۷۰۔
ذُبیان ۔ ۳۰، ۳۲، ۴۵۔
ذُوالقصہ ۔ ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۴۵۔
ذُوالکلاع ۔ ۱۴۱۔
ذو مَروہ ۔ ۱۴۱۔

(ر)

رَبذہ ۔ ۳۲۔
ربعیہ بن عامر ۔ ۷۳، ۱۱۳، ۱۳۴۔
رسول اللہ (محمد بن عبداللہ) ۔ ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۲، ۲۸، ۲۹،

۳۰، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۶، ۳۷،
۴۲، ۴۴، ۵۱، ۵۹، ۶۳، ۶۴،
۶۵، ۶۷، ۷۰، ۷۱، ۷۳، ۷۴،
۷۸، ۸۱، ۸۳، ۸۵، ۹۳،
۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴،
۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹،
۱۱۴، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۹،
۱۳۰، ۱۳۹، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶،
۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۷، ۱۶۶،
۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۹۔

رقان ۔ ۹۰۔

رمع ۔ ۶۳۔

روم ۔ ۱۵۱۔

(ز)

زادالمعاد ابن قیم ۔ ۱۴۷۔

زبید ۔ ۶۳۔

زبیر بن عوام ۔ ۱۴، ۱۹، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۷۴۔

زیاد بن لبید ۔ ۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۵،
۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱،
۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۷،
۹۸، ۹۹، ۱۰۲۔

(س)

سبا ۔ ۶۳، ۶۴، ۱۰۲۔

سعد بن ابی وقاص ۔ ۱۴۔

سعد بن عبادہ ۔ ۱۵، ۱۶، ۲۱۔

سعید بن خالد ۔ ۱۳۵۔

سعید بن عاقب ۔ ۶۴، ۶۶۔

سکاسک ۔ ۹۴۔

سکون ۔ ۹۴۔

سلمی ۔ ۴۵۔

سقیفہ بنی صاعدہ ۔ ۱۵۔

سمیفع بن ناکور ۔ ۶۴، ۶۶۔

سنن کبری بیہقی ۔ ۹۹۔

سواد ۔ ۱۲۵۔

سہیل بن عمرو ۔ ۱۳۵۔

سیف بن عمر ۔ ۴۱، ۴۶، ۵۰، ۹۳، ۹۶، ۹۷،
۹۸، ۱۰۲، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۹، ۱۱۰،
۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۰،
۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۹، ۱۳۹،
۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۵۔

(ش)

شام ۔ ۲۵، ۲۶، ۲۸، ۱۲۰، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰،

Marfat.com

۱۳۱، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۳،
۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۵۵،
۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳،
۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۴۔

شدّاد بن مالک ۔ ۱۰۰، ۱۰۵۔

شرحبیل ابن حسنہ ۔ ۴۸، ۴۹، ۹۱، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۶، ۱۵۹، ۱۶۳۔

شرح سیر الکبیر ۔ ۹۹، ۱۲۹، ۱۵۰۔

شریک فزاری ۔ ۴۶۔

شعبی ۔ ۱۱۸۔

شُویل (شریک شویل)۔ ۱۲۳، ۱۲۴۔

شہر بن باذان ۔ ۶۳، ۶۴۔

شہر ذوبناف ۔ ۶۶۔

شیبان بن ثعلبہ ۔ ۷۴، ۱۱۳۔

(ص)

صفتہ جزیرۃ العرب ہمدانی ۔ ۸۴، ۹۳۔

صنعاء ۔ ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۸۰، ۸۹، ۹۲، ۹۷، ۱۰۲، ۱۰۳۔

(ط)

طائف ۔ ۶۸، ۸۱۔

طارق بن شہاب ۔ ۹۹۔

طاہر بن ابی ہالہ ۔ ۶۳، ۶۶، ۶۷، ۶۹۔

طبری ۔ ۴۱، ۴۶، ۶۷، ۹۱، ۹۳۔

طریفہ بن حاجز ۔ ۵۷، ۵۸، ۵۹۔

طلحہ بن عبیداللہ ۔ ۱۴، ۱۷۴۔

طلیحہ ۔ ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۴۲، ۴۵، ۴۴، ۴۸۔

طئ ۔ ۲۹، ۴۵۔

(ع)

عائشہ (ام المومنین) ۔ ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۱۰۱۔

عامر بن شہر ۔ ۶۳، ۶۴۔

عامر بن صعصعہ ۔ ۸۱، ۹۸۔

عبّاد بن بشر ۔ ۵۰، ۵۱، ۷۹۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر ۔ ۱۸، ۱۹۔

عبدالرحمٰن بن جبیر ۔ ۱۵۵۔

عبدالرحمٰن بن عوف ۔ ۱۴، ۱۴۴، ۱۷۶، ۱۷۷۔

عبدالقیس ۔ ۳۶، ۷۳، ۷۴، ۱۱۸۔

عبداللہ بن ابی بکر ۔ ۱۹۔

عبداللہ بن جُدعان ۔ ۱۲۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص ۔ ۱۴۶۔

عبدالمسیح ۔ ۱۲۳، ۱۲۴۔

Marfat.com

عبس ۔ ۳۰، ۳۲، ۴۵۔

عتاب بن اسید ۔ ۶۷، ۶۸۔

عثمان بن ابی العاص ۔ ۶۸۔

عثمان غنی ۔ ۱۴، ۲۰، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷۔

عجل ۔ ۱۲۵

عدن ۔ ۸۱، ۹۲، ۹۷، ۱۰۲۔

عراق ۔ ۵، ۶، ۲۵، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۴۹، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۸۔

عرفجہ بارقی ۔ ۹۲۔

عقبہ بن عامر ۔ ۱۵۰۔

عک ۔ ۶۳، ۶۶، ۶۷، ۶۹۔

عکرمہ بن ابی جہل ۔ ۴۶، ۴۸، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۳۵، ۱۴۱، ۱۴۴، ۱۴۷۔

علاء بن حضرمی ۔ ۷۳، ۷۴۔

علی حیدر ۔ ۲۰، ۱۳۹، ۱۷۴۔

عمان ۔ ۲۴، ۴۸، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۹۱، ۹۲، ۹۸، ۱۰۹، ۱۴۴، ۱۴۵۔

عمر فاروق ۔ ۸، ۹، ۱۵، ۱۶، ۲۰، ۲۱، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۴۷، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۹، ۷۵، ۹۹، ۱۰۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۱، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۶۲، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸۔

عمرو بن حزم ۔ ۶۳۔

عمرو بن عاص (ابو عبداللہ) ۹، ۴۹، ۶۱، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۶۳، ۱۶۵۔

عمرو بن معاویہ ۔ ۹۳۔

عمرو بن معدیکرب ۔ ۱۴۰۔

عمرہ ۔ ۱۰۳۔

عمیر بن افلح ۔ ۶۶۔

عیاض بن غنم ۔ ۱۳۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱۔

(غ)

غزہ ۔ ۱۳۰۔

غطفان ۔ ۲۹، ۴۵، ۴۶۔

(ف)

فارس ۔ ۶، ۶۸، ۱۵۱۔

Marfat.com

فتوح ابن اعثم ۔ ۸۰، ۸۴، ۸۹، ۹۳۔

فتوح البلدان بلاذری ۔ ۸۳، ۹۳۔

فتوح سیف بن عمر ۔ ۱۲۹۔

فتوح الشام ازدی ۔ ۱۱۱، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۹، ۱۳۲، ۱۳۷، ۱۵۷۔

فتوح الشام واقدی ۔ ۱۲۹، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۴۲، ۱۶۹۔

فُجارہ (ایاس) ۔ ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰۔

فدک ۔ ۳۲، ۱۴۸۔

فراض ۔ ۱۵۳، ۱۵۴۔

فزارہ ۔ ۴۵۔

فلسطین ۔ ۱۳۰، ۱۳۴، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۱۔

فید ۔ ۱۱۹۔

فیروز ۔ ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۸، ۶۹۔

(ق)

قادسیہ ۔ ۱۰۰۔

قریش ۔ ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۷، ۳۰، ۳۵، ۶۳، ۷۸، ۱۳۷، ۱۴۳، ۱۴۷، ۱۶۶، ۱۶۷۔

قضاعہ ۔ ۴۹، ۷۹، ۱۴۵۔

قلت ۔ ۱۲۰۔

قیس ۔ ۶، ۱۱۸۔

قیس بن عبد یغوث ۔ ۶۴، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۱۰۰۔

قیصر (شاہ روم) ۔ دیکھو ہرقل۔

(ک)

کتاب الأم شافعی ۔ ۹۹۔

کتاب الاموال قاسم بن سلام ۔ ۴۲، ۱۴۸۔

کتاب التاریخ ہشام کلبی ۔ ۱۱۱۔

کتاب الفتوح سیف بن عمر ۔ ۱۱۱۔

کتاب الفتوح محمد بن اسحاق ۔ ۱۱۱۔

کتاب المغازی محمد بن اسحاق ۔ ۱۱۱۔

کرامت ۔ ۱۲۳۔

کلاعی بلنسی ۔ ۲۳۔

کندہ ۔ ۱۰، ۱۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۱، ۹۳، ۹۵، ۹۶، ۱۰۵، ۱۰۷۔

کنز العمال متقی برہان پوری ۔ ۱۲۹، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۷۱۔

کوفہ ۔ ۱۲۰۔

(ل)

لسان العرب ۔ ۱۱۹۔

لقیط ازدی ۔ ۹۸

Marfat.com

(م)

مارب - ۵۰، ۸۹، ۹۲، ۹۷، ۱۰۲۔
مالک اشتر - ۱۴۰۔
مالک بن نویرہ - ۲۳، ۴۵، ۱۶۶۔
مثنیٰ بن حارثہ - ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۵۴۔
مجاعہ بن مرارہ - ۴۴، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۱۶۶۔
محبر ابن حبیب بغدادی - ۱۰۴۔
محمد بن ابی بکر - ۲۰۔
محمد بن اسحاق - ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳۔
مدائن - ۱۰۸، ۱۲۲۔
مدینہ (یثرب) - ۵، ۱۴، ۱۶، ۲۱، ۲۲، ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۴۵، ۴۷، ۵۱، ۵۲، ۵۵، ۵۷، ۵۹، ۶۴، ۶۵، ۶۷، ۶۹، ۷۴، ۸۲، ۸۷، ۸۹، ۹۱، ۹۷، ۹۸، ۱۰۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۴، ۱۶۲، ۱۶۸، ۱۷۳، ۱۷۵۔
مذعور بن عدی - ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷۔
مرثد بن ابی مرثد - ۱۴۷۔
مرج الصفر - ۱۴۱، ۱۴۲۔
مرہ - ۳۲، ۹۰۔
مسروق - ۶۹۔
مسعود بن حارثہ - ۱۱۴، ۱۲۴۔
مسلم بن عبداللہ - ۹۰۔
مسیلمہ - ۲۴، ۲۷، ۲۹، ۳۲، ۴۲، ۴۳، ۴۶، ۴۸، ۵۰، ۵۲، ۵۳، ۵۷، ۵۸، ۹۱، ۱۲۶۔
مشقر - ۸۴۔
مصعب زبیری - ۱۶۶۔
مصیح - ۱۲۰۔
مضیخ - ۱۱۹، ۱۲۰۔
مصیخ بنی البرشاء - ۱۲۰۔
معاذ بن جبل - ۶۳۔
معاویہ بن کندہ - ۹۳، ۹۵، ۹۷۔
معجم بکری - ۱۱۹۔
معجم البلدان یاقوت - ۸۳۔
معزات - ۱۷۰۔
مغازی محمد بن اسحاق - ۱۵۱۔
مغیرہ بن شعبہ - ۹۶، ۹۷۔
مفروق - ۴۷۔
مقداد بن عمرو - ۱۴۷۔

Marfat.com

مکہ - ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۲۷، ۲۸، ۶۸، ۸۱، ۱۳۲، ۱۳۳،
۱۴۴، ۱۴۷، ۱۵۴، ۱۶۲، ۱۶۶، ۱۷۰۔
منذر بن ساوی - ۴۳، ۴۷۔
مہاجر بن ابی امیہ - ۹، ۱۰، ۴۸، ۴۹، ۶۹، ۸۹، ۹۰،
۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۵، ۹۷، ۹۸، ۱۰۰،
۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸۔
مہاجرین - ۱۴، ۱۵، ۲۱، ۳۵، ۳۸، ۴۳، ۴۷، ۵۰،
۵۱، ۵۲، ۹۰، ۱۱۵، ۱۳۵، ۱۴۴، ۱۷۵۔
مہرہ - ۹۲، ۹۷، ۱۰۲۔
موتہ - ۱۳۰۔
میسوپوٹامیہ - ۱۱۹، ۱۵۸، ۱۶۴۔

(ن)

ناسخ التواریخ محمد تقی - ۵۷، ۸۰، ۸۴، ۹۰، ۱۱۳۔
نباج - ۱۱۹۔
نجبہ بن ابی میثار - ۵۹۔
نجد - ۲۳، ۸۱، ۱۲۰، ۱۲۶، ۱۶۹۔
نجران - ۱۳، ۶۵، ۶۸، ۷۰، ۷۱۔
نجیر - ۹، ۲۹، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۷، ۱۰۸۔
نخع - ۱۷۰۔
نعمان ثالث - ۱۲۲۔
نعمان بن جوان - ۱۰۰۔
نمر - ۴۷۔
نہیک بن اوس - ۹۸۔
نوشیروان - ۱۲۱۔

(و)

وادی القری - ۳۲، ۱۳۱، ۱۴۸۔
وثیمہ - ۵۲۔
ولید بن عقبہ - ۶۱، ۱۴۱، ۱۴۴، ۱۴۵۔

(ہ)

ہتی - ۱۳۰۔
ہجر - ۴۳، ۴۷، ۹۷۔
ہرقل - ۱۳۰، ۱۵۱، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۷۔
ہشام بن محمد کلبی - ۱۰۴، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵۔
ہمدان - ۶۳۔

(ی)

یاقوت - ۱۱۹، ۱۲۰۔
یرموتشا یا یرموث - ۱۵۶۔
یرموک - ۱۳۱، ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۵۷۔
یزید بن ابی سفیان - ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۴۳،
۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۶، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳۔
یمامہ - ۶، ۷، ۲۴، ۲۷، ۲۹، ۴۶، ۴۷، ۴۹، ۵۰، ۵۱،
۵۵، ۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۹۱، ۹۷، ۱۱۰، ۱۱۲،
۱۱۵، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۵۵۔
یمن - ۲۷، ۲۹، ۴۹، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۸، ۹۴،
۸۰، ۹۲، ۹۷، ۱۰۳، ۱۰۹، ۱۲۷، ۱۳۹، ۱۴۰،
یناق - ۱۵۶۔

Marfat.com